Presented By: www.jafrilibrary.com

مسلمان فقہاء کے علمی نظریات

شیخ طوسی کی کتاب الخلاف کا ترجمہ اور تحقیق

محمد بن حسن شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰ق)

Presented By: www.jafrilibrary.com

جلد اول

تحقیق و نشر:
اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

عنوان تحقیق.....مسلمان فقہاء کے علمی نظریات ؒ۱
مولف.....محمد بن حسن شیخ طوسی ۴۶۰ق
تحقیق و نگارش.....اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیتؑ
ٹائپینگ.....میراث علمی مکتب اہل بیتؑ
سال تحقیق.....۲۰۱۶
قیمت.....۴۰۰

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

تحقیق میں استعمال ہونے والی علامات :

[ ] مناسب عناوین کیلئے استعمال کیا۔

نیز آیات کے ترجمہ میں سیاق و سباق کی وضاحت کیلئے ترجمہ کی زائد مقدار کو بھی [ ] میں ذکر کیا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

خلاصہ بحث

یہ تحقیق جو "مسلمان فقہاء کے علمی نظریات" کے عنوان سے تحریر ہوئی شیخ طوسی کی کتاب الخلاف کی کتاب طہارت کے ترجمہ و تحقیق اور علمی حواشی پر مشتمل ہے؛ اس میں مقدمہ علمی میں شیخ طوسی کے حالات زندگی، ان کی علمی خدمات تالیفات اور ان کے اساتذہ اور شاگردوں کا مختصر و جامع تعارف کرایا گیا اور اسی میں ان کی کتاب خلاف کا علمی تعارف اور روش کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے۔

شیخ طوسی کی یہ علمی اور جامع کتاب فقہ اسلامی کا کامل مجموعہ ہے جس میں انہوں نے شیعہ امامیہ فقہاء کے نظریات کو دوسرے فقہاء اسلام کے نظریات کے ساتھ دلیل اور برہان کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مقدمہ علمی میں اپنی روشن تالیف کی وضاحت کی ہے اور اپنی بحثوں مورد استناد دلائل کو بیان کیا ہے ہے۔

شیخ کی اکثر و بیشتر ادلہ میں قرآنی آیات اور نبی اکرم ﷺ اور ائمہ معصومینؑ سے نقل ہونے والی روایات ہیں۔ ان کے ساتھ بیشتر مسائل میں انہوں نے اجماع شیعہ کا بھی دعوی کیا اور متعلقہ مسائل میں اصولی قواعد کی بھی وضاحت کی ہے ان کے ساتھ بہت سے مسائل میں شیخ نے اصل احتیاط کو بھی یاد کیا ہے۔

اس تحقیق میں جابجا احکام شرعی کی ادلہ اور ان کے بارے میں فقہاء کے نظریات اور آراء اور ان کے معتبر اور علمی مصادر کو جمع کیا گیا اور اپنی زبان میں خاص کر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

شیعہ امامیہ کی فقہ کی قدیم ترین جامع کتاب کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے؛
خدا سے دعا ہے کہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے مفید قرار دے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فہرست مطالب

آغاز سخن ۱۵
شیخ طوسی کے حالات زندگی ۱۷
شیخ طوسی کے علم و دانش کا اعتراف ۲۰
شیخ کی علمی میراث اور کتابیں ۲۳
شیخ کی کتابوں کے موضوعات کی تحلیل ۲۸
شیخ طوسی کے اساتذہ اور مشائخ ۳۱
شیخ طوسی کے شاگرد ۳۴
شیخ طوسی کی وفات ۳۵
کتاب خلاف کا تعارف ۳۶
کتاب خلاف کی فقہی کتابوں کی فہرست ۳۷
خلاف شیخ طوسی سے متعلقہ دو حواشی ۳۹
کتاب خلاف کی روش ۴۱
مقدمہ مولف ۴۳
[کتاب کی تالیف کا سبب] ۴۴

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[شرعی احکام کی دلیلیں] ۴۵
[تہذیبین کی شہرت کا تذکرہ] ۴۶
کتاب طہارت ۴۸
مسئلہ ۱: [طہور کا معنی] ۴۹
[صحیح نظریہ کی دلیلیں] ۵۱
مسئلہ ۲: [سمندر کے پانی سے وضو کا حکم] ۵۱
مسئلہ ۳: [برف یا ٹھنڈے یخ پانی سے چہرے کا مسح کرنا] ۵۵
[حکم کی دلیلیں] ۵۷
مسئلہ ۴: [آگ اور سورج سے گرم شدہ پانی سے وضو کا حکم] ۵۸
مسئلہ ۵: [پانی کے علاوہ دوسرے مایعات سے وضو کا حکم] ۵۹
مسئلہ ۶: [نبیذ سے وضو کا حکم] ۶۱
مسئلہ ۷: [آپ مضاف سے وضو کا حکم] ۶۴
مسئلہ ۸: [خالص پانی کے علاوہ کسی مایع سے نجاست کو دور کرنے کا حکم] ۶۷
مسئلہ ۹: [مردار کی کھال رنگنے کا حکم] ۶۹
مسئلہ ۱۰: [مردار کی کھال کو بیچنے کا حکم] ۷۳
مسئلہ ۱۲: [کتے کی کھال کے رنگنے کا حکم] ۷۸
مسئلہ ۱۳: [مردار کے اُون اور بالوں کے استعمال کا حکم] ۷۹
مسئلہ ۱۴: [ہاتھی کے دانتوں کی کنگھی کا حکم] ۸۲
مسئلہ ۱۵: [سونے اور چاندی کے برتنوں کا حکم] ۸۴
مسئلہ ۱۶: [مشرکین کے برتنوں کا حکم] ۸۶
[حکم کی دلیلیں] ۸۸

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۷: [مسواک کا حکم] ۸۸
مسئلہ ۱۸: [طہارت میں نیت کا واجب ہونا] ۹۰
مسئلہ ۱۹: [وضو میں بسملہ کا حکم] ۹۱
مسئلہ ۲۰: [پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونے کا حکم] ۹۳
مسئلہ ۲۱: [طہارت کے وقت کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم] ۹۵
مسئلہ ۲۲: [داڑھی کے بالوں کے درمیان پانی پہنچانے کا حکم] ۹۶
مسئلہ ۲۳: [وضو میں چہرے دھونے کی مقدار] ۹۸
مسئلہ ۲۴: [لمبی داڑھی کے بالوں کو دھونے کا حکم] ۱۰۱
مسئلہ ۲۵: [چہرے کے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانے کا حکم] ۱۰۲
مسئلہ ۲۶: [وضو میں کہنیاں دھونے کا حکم] ۱۰۳
مسئلہ ۲۷: [سر اور پاؤں کے مسح کو چند بار انجام دینے کا حکم] ۱۰۵
مسئلہ ۲۸: [مسح کیلئے جدید پانی لینے کا حکم] ۱۰۷
مسئلہ ۲۹: [سر کے مسح کی مقدار] ۱۱۰
مسئلہ ۳۰: [پورے سر کے مسح کا حکم] ۱۱۲
مسئلہ ۳۱: [مسح کرتے وقت بالوں کو آگے جمع کرنے کا حکم] ۱۱۳
مسئلہ ۳۲: [سر کے مسح کی جگہ] ۱۱۴
مسئلہ ۳۴: [وضو میں سر کے مسح کی بجائے دھونے کا حکم] ۱۱۶
مسئلہ ۳۵: [وضو کے وقت آنکھوں میں پانی ڈالنا] ۱۱۷
مسئلہ ۳۶: [عمامہ پر مسح کا حکم] ۱۱۸
مسئلہ ۳۷: [وضو میں کانوں کے دھونے یا مسح کرنے کا حکم] ۱۱۹
[فقہاء کے اقوال] ۱۲۱

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[صحیح نظریہ کی دلیلیں] ۱۲۲
مسئلہ ۳۸: [وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو دھونے کی تعداد کا حکم] ۱۲۲
[امامیہ فقہاء کے نظریات] ۱۲۴
[باقی فقہاء کے نظریات] ۱۲۵
[منتخب نظریہ کی دلیلیں] ۱۲۵
مسئلہ ۳۹: [وضو میں پاؤں کے مسح کا حکم] ۱۲۵
مسئلہ ۴۰: [پاؤں کے مسح کی حد] ۱۳۰
مسئلہ ۴۱: [وضو میں موالات اور تسلسل کا حکم] ۱۳۲
مسئلہ ۴۲: [وضو میں ترتیب] ۱۳۵
[منتخب نظریہ کی دلیلیں] ۱۳۷
مسئلہ ۴۳: [موزوں پر مسح کا حکم] ۱۳۸
مسئلہ ۴۴: [وضو کے پانی کو رومال سے خشک کرنے کا حکم] ۱۳۹
مسئلہ ۴۵: [استنجاء سے پہلے وضو یا تیمّم کا حکم] ۱۴۱
مسئلہ ۴۶: [بغیر طہارت کے قرآن کے الفاظ کو چھونے کا حکم] ۱۴۲
مسئلہ ۴۷: [جنب شخص اور حیض والی عورت کیلئے تلاوت قرآن کا حکم] ۱۴۴
مسئلہ ۴۸: [رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کا حکم] ۱۴۷
[حکم کی دلیلیں] ۱۴۹
مسئلہ ۴۸: [استنجاء کا واجب ہونا] ۱۵۰
مسئلہ ۵۰: [استنجاء کی حد] ۱۵۳
مسئلہ ۵۱: [استنجاء کرنے کی اشیاء] ۱۵۵
مسئلہ ۵۲: [گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کا حکم] ۱۵۶

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۵۳: [نیند کا وضو کو باطل کرنا] ۱۵۸
مسئلہ ۵۴: [وضو میں عورت کو چھونے کا حکم] ۱۶۲
مسئلہ ۵۵: [وضو کی حالت میں شرمگاہ چھونے کا حکم] ۱۶۵
مسئلہ ۵۶: [چوپائے کی شرمگاہ چھونے سے وضو کا حکم] ۱۷۰
مسئلہ ۵۷: [شرمگاہ سے کپڑے یا پتھر نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم] ۱۷۱
مسئلہ ۵۸: [شرمگاہ کے علاوہ کسی جگہ سے پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم]
..... ۱۷۲
مسئلہ ۵۹: [دبر یا چوپائے کی شرمگاہ میں دخول کا حکم] ۱۷۴
مسئلہ ۶۰: [وضو میں مذی اور وذی خارج ہونے کا حکم] ۱۷۷
مسئلہ ۶۱: [بدن کے دوسرے حصوں سے نکلنے والی چیزوں سے وضو کا حکم] ۱۷۹
مسئلہ ۶۲: [وضو کی حالت میں قہقہہ لگانے کا حکم] ۱۸۲
مسئلہ ۶۳: [آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم] ۱۸۴
مسئلہ ۶۴: [قربانی کا گوشت کھانے سے وضو کا حکم] ۱۸۵
مسئلہ ۶۵: [طہارت کا یقین ہونے کے بعد حدث کا شک ہونے کا حکم] ۱۸۶
[غسل کے احکام] ۱۸۸
مسئلہ ۶۶: [غسل واجب ہونے کا سبب] ۱۸۹
مسئلہ ۶۷: [غسل کے بعد رطوبت خارج ہونے کا حکم] ۱۹۱
مسئلہ ۶۸: [منی خارج ہونے سے غسل کا حکم] ۱۹۳
مسئلہ ۶۹: [کافر کے مسلمان ہونے کے بعد غسل کا حکم] ۱۹۴
مسئلہ ۷۰: [کافر کا طہارت کرنے کے بعد اسلام لانے اور سابقہ طہارت کا حکم] ۱۹۵
مسئلہ ۷۱: [غسل جنابت میں بدن پر ہاتھ پھیرنے کا حکم] ۱۹۶

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۷۲: [مرد اور عورت کا ایکدوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا حکم] ... ۱۹۷
مسئلہ ۷۳: [غسل میں پورے بدن تک پانی پہنچانے کا حکم] ۱۹۹
مسئلہ ۷۴: [وضو اور جنابت والے شخص کیلئے غسل جنابت کافی ہونے کا حکم] ۲۰۲
مسئلہ ۷۵: [غسل جنابت میں ترتیب کا حکم] ۲۰۴
[تیمّم کے مسائل] ۲۰۶
مسئلہ ۷۶: [وضو اور غسل کے بدلے تیمّم کا فرق] ۲۰۷
مسئلہ ۷۷: [جس چیز سے تیمّم کیا جائے] ۲۱۱
مسئلہ ۷۸: [نورہ وغیرہ سے مخلوط مٹی سے تیمّم کا حکم] ۲۱۳
مسئلہ ۷۹: [تیمّم میں استعمال شدہ مٹی سے دوبارہ تیمّم کرنے کا حکم] ۲۱۴
مسئلہ ۸۰: [ریت سے تیمّم کا حکم] ۲۱۶
مسئلہ ۸۱: [تیمّم میں کچھ حصہ کے مسح کو چھوڑنے کا حکم] ۲۱۶
مسئلہ ۸۲: [تیمّم میں ترتیب کا حکم] ۲۱۸
مسئلہ ۸۳: [تیمّم میں تسلسل کا حکم] ۲۱۹
مسئلہ ۸۴: [جس کے ہاتھ کلائیوں تک کٹ گئے ہوں اس کے تیمّم کا حکم] ۲۱۹
مسئلہ ۸۵: [ایک تیمّم سے مستحب اور واجب نمازیں پڑھنے کا حکم] ۲۲۰
مسئلہ ۸۶: [جنب کا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم] ۲۲۱
مسئلہ ۸۷: [جنب کا وضو کے بدلے تیمّم کرنے کا حکم] ۲۲۲
مسئلہ ۸۸: [تیمّم کرنے والے کو نماز سے پہلے پانی ملنے کا حکم] ۲۲۴
مسئلہ ۸۹: [تیمّم سے نماز شروع کرنے کے بعد پانی ملنے کا حکم] ۲۲۵
مسئلہ ۹۰: [تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد پانی ملنے کا حکم] ۲۲۷
مسئلہ ۹۱: [ایک تیمّم سے چند نمازیں پڑھنے کا حکم] ۲۲۹

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۲: [تیمّم حدث کو ختم نہیں کرتا] ۲۳۱
مسئلہ ۹۳: [تیمّم والے کا وضو والوں کو نماز پڑھانا] ۲۳۳
مسئلہ ۹۴: [تیمّم کرنے کا وقت] ۲۳۵
مسئلہ ۹۵: [تیمّم سے پہلے پانی تلاش کرنے کا حکم] ۲۳۷
مسئلہ ۹۶: [سفر لمبا ہو یا چھوٹا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کا حکم] ۲۳۹
مسئلہ ۹۷: [وطن میں موجود شخص کا پالنے نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم] ۲۴۱
مسئلہ ۹۸: [تیمّم کے بعد واجب نماز سے شروع کرنے کا حکم] ۲۴۵
مسئلہ ۹۹: [تیمّم کے بعد قافلہ والوں کا پانی لانا] ۲۴۶
مسئلہ ۱۰۰: [خطرناک بیماری کی صورت میں تیمّم کا حکم] ۲۴۷
مسئلہ ۱۰۱: [بیماری زیادہ ہونے کے خوف سے تیمّم کا حکم] ۲۴۹
مسئلہ ۱۰۲: [پانی کے استعمال سے جسم میں بگاڑ آنے کے خوف سے تیمّم کا حکم] ۲۵۰
مسئلہ ۱۰۳: [معمولی بیماری کی وجہ سے تیمّم کا حکم] ۲۵۱
مسئلہ ۱۰۴: [شدید سردی کی وجہ سے تیمّم کا حکم] ۲۵۲
مسئلہ ۱۰۵: [پانی مضر ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم] ۲۵۳
مسئلہ ۱۰۶: [زخمی شخص کی شرمگاہ نجس ہونے کی صورت میں طہارت کا حکم] ۲۵۴
مسئلہ ۱۰۷: [کپڑا یا زین جھاڑ کر غبار سے تیمّم کرنے کا حکم] ۲۵۶
مسئلہ ۱۰۸: [جان بوجھ کر جنب ہونے والے کیلئے بہر حال غسل کا حکم] ۲۵۸
مسئلہ ۱۰۹: [نجس جگہ قید شخص کی نماز کا حکم] ۲۶۰
مسئلہ ۱۱۰: [جبیرہ کے احکام] ۲۶۲
مسئلہ ۱۱۱: [جبیرہ پر مسح کرنے کا اطلاق] ۲۶۵
مسئلہ ۱۱۲: [نماز جنازہ کیلئے تیمّم کرنا] ۲۶۶

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۱۳: [تیمّم سے پڑھی ہوئی نماز کا حکم] ۲۶۸
مسئلہ ۱۱۴: [پانی ملنے کی امید ہو یا نہ تیمّم آخری وقت میں کرنے کا حکم] ۲۷۰
مسئلہ ۱۱۵: [اونچی جگہ سے تیمّم کرنے کا استحباب] ۲۷۲
مسئلہ ۱۱۶: [زاد راہ میں پانی بھول کر تیمّم کرنے والا کا حکم] ۲۷۳
مسئلہ ۱۱۷: [طہارت کیلئے پانی خریدنے کا حکم] ۲۷۵
مسئلہ ۱۱۸: [جنب، حایض اور مردہ مسلمان کا ایک پانی پر جمع ہونے کا حکم] ۲۷۸
مسئلہ ۱۱۹: [جنب اور بے وضو شخص کا ایک پانی پر جمع ہونے کا حکم] ۲۸۰
مسئلہ ۱۲۰: [پانی ادھار ملنے کا حکم] ۲۸۱
مسئلہ ۱۲۱[طہارت کرنے کے بعد مرتد ہونے اور پھر اسلام قبول کرنے کی صورت میں حکم]
..... ۲۸۲
مسئلہ ۱۲۲: [سفر معصیت میں پانی نہ ملنے والے شخص کا حکم] ۲۸۴
مسئلہ ۱۲۳: [مسافر کو جنابت لاحق ہونے اور پانی نہ پانے کی صورت میں تیمّم کا حکم] .. ۲۸۵
مسئلہ ۱۲۴: [حیض ختم ہونے کے بعد اور غسل یا تیمّم سے پہلے ہمبستری کا حکم] ۲۸۷
مسئلہ ۱۲۵: [ایک تیمّم سے چند نمازیں پڑھنے کا حکم] ۲۸۸
فہرست منابع و مآخذ ۲۹۱

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

آغاز سخن

شیخ طوسی محمد بن حسن ۳۸۵- ۴۶۰ق کی کتاب الخلاف ،فقہ اسلامی کی مشہور علمی کتابوں میں سے ایک ہے جس میں انہوں نے تمام مذاہب اسلامی کی آراء اور نظریات کو نقل کیا ہے اوراس طرح اس کتاب میں بہت جامعیت اور کمال پایا جاتا ہے شیخ طوسی بیک وقت تمام علوم اسلامی پر مہارت تامہ رکھتے تھے ان کی علمی میراث میں سے متاخرین تک پہنچنے والی کتابیں اس بات کی واضح گواہ ہیں اس لیے ضروری ہوا کہ مقدمہ علمی میں شیخ کی منہج علمی پر مختصر مگر جامع تبصرہ پیش کیا جائے تاکہ ان کے آثار کا تعارف بھی ہو جائے اور ان کی کتابوں سے استفادہ کی راہ بھی ہموار ہو۔

قدیم ایام میں ان کی کتاب الخلاف کے کثیر نسخے موجود تھے پھر طباعتوں کے دور میں اس کی مایہ ناز اشاعتیں ہوئیں جن میں جامعہ مدرسین قم کے تحقیقی مرکز موسسہ نشر اسلامی کی طبع محققہ نہایت کامل پیش ہوئی جس کی گروہی تحقیق پر اشراف شیخ مجتبی عراقی نے کیا۔

اپنی زبان میں شیعہ علمی میراث کو پیش کرنے کے شوق میں اس کتاب کے ترجمہ اور تحقیق کواولویت دی گئی مگر دیگر علمی کاموں اس کتاب کی تکمیل بھی آہستہ آہستہ مراحل طے کرتی رہی خدا نے اس کی تکمیل کی توفیق بخشی تو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دوسرے علمی کاموں کی نسبت زیادہ طولانی علمی سفر ہونے کے باوجود یہ بھی آخر تک ضرور پہنچے گا۔

شیعہ قوم کی علمی میراث کی تاریخ لکھنا اور ان کی فہرستیں تیار کرنا نہایت وسیع موضوع ہے جس کو بعض بڑے علماء اعلام نے کسی حد تک پیش کیا ہے جیسا کہ علامہ بزرگ تہرانی کی الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، علامہ محسن امین عاملی کی اعیان الشیعۃ اور سید حسن صدر کی تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلامیۃ کے مراجعہ سے معلوم ہوتا ہے قدیم ایام میں فضل بن شاذان نے اسلامی فقہاء کے نظریات پر بہت جامعیت سے کتاب لکھی پھر سید مرتضی نے ناصریات اور انتصار بلکہ اپنی دوسری جامع کتاب مسائل الخلاف میں ان کو تفصیل سے پیش کیا لیکن ان کے بعد شیخ طوسی نے اپنی کتاب الخلاف میں ان کو کمال تک پہنچا دیا اور خوش قسمتی سے یہ کتاب متاخرین کو پہنچ گئی ہے اس کتاب میں شیخ نے اسلامی علوم میں اپنی مہارت تامہ کا اظہار کیا ہے اس میں ان کی روش نہایت جامع رہی اور تمام فقہاء اسلامی کے نظریات کو جمع کرنے کی کوشش کی اور فقہ کی ابتداء سے آخر تک تمام مسائل کو جمع کر دیا ہے ذیل میں شیخ کی تاریخ زندگی اور ان کی تالیفات اور اساتذہ اور شاگردوں کی فہرست کے ساتھ علمی منہج کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

شیخ طوسی کے حالات زندگی[1]

شیخ طوسی خراسان کے شہر طوس میں مبارک مہینے رمضان میں ۳۸۵ق کو پیدا ہوئے اس وقت شیعہ مذہب کے جلیل القدر مشہور محدث اور فقیہ شیخ صدق کی وفات کو چار سال ہو چکے تھے انہوں نے بہترین علمی ماحول میں ترتیب پائی اور علمی و دانش کا شغف حاصل کیا انہوں نے ابتدائی تعلیم خراسان کے علمی مدارس میں حاصل کی اور اعلی تعلیم حاصل کرنے کیلئے اس وقت کے بڑے علمی مرکز بغداد کی طرف رخت سفر باندھا اس وقت ان کی عمر تیئیس برس تھی اور یہ سفر ۴۰۸ق میں ہوا اس وقت سید رضی صاحب نہج البلاغہ کی وفات کو دو سال گزر چکے تھے اس وقت بغداد میں شیعہ امامیہ کی مرجعیت اور ریاست شیخ مفید (محمد بن محمد بن نعمان) کے پاس تھی، شیخ طوسی نے شیخ مفید کی شاگردی اختیار کی اور ان کے بحر علم

---

[1]. رجال النجاشی ۲ص ۳۳۲ ن ۱۰۶۹، معالم العلماء ۱۱۴ ان ۷۶۶، المنتظم ۱۶، ۱۱۰ص ۱۶ ن ۳۳۹۵، الکامل فی التاریخ ۱۰ص ۸۰۹، رجال العلامۃ الحلی ۱۴۸ ان ۴۶، سیر اعلام النبلاء ۱۸ص ۳۳۴ ن ۱۵۵، تاریخ الاسلام (حوادث ۴۶۰) ۴۵۱ ۴۹۰ ن ۲۶۸، الوافی بالوفیات ۲ص ۳۴۹ ن ۸۰۹، طبقات الشافعیۃ الکبری سبکی ۴ص ۱۲۶ ن ۳۱۵، البدایۃ و النہایۃ ج ۱۲ص ۱۰۴، لسان المیزان ۵ص ۱۳۵ ان ۴۵۲، النجوم الزاہرۃ ۵ص ۸۲ ن ۱۰، نقد الرجال ۳۰۱ ن ۲۴۴، مجمع الرجال ۵ص ۱۹۱، جامع الرواۃ ۹۵، بہجۃ الآمال ۶ص ۳۶۰، تنقیح المقال ۳ص ۱۰۴ ان ۱۰۵۶۳، تاسیس الشیعۃ ۳۳۹، اعیان الشیعۃ ۹ص ۱۵۹، الکنی و الالقاب ۲ص ۳۹۴، الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ ۲ص ۱۴ ان ۴۳، طبقات اعلام الشیعۃ ۲ص ۱۶۱، معجم رجال الحدیث ۱۵ص ۲۴۳ ن ۱۰۴۹۹، قاموس الرجال ۸ص ۱۳۴، معجم المؤلفین ۹-۲۰۲. موسوعۃ طبقات الفقہاء ۵ص ۲۷۹ نیز شیخ طوسی کی مطبوعہ محققہ کتابوں کے مقدمات.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سے استفادہ کیا جیسا کہ انہوں نے اس وقت کے مشہور شیعہ فقیہ حسین بن عبید اللہ بن غضائری متوفی عام ۴۱۱ق کو بھی درک کیا اور اسی طرح انہوں نے ابوالحسین، علی بن احمد بن محمد بن ابی جید قمی سے بھی استفادہ کیا جن سے مشہور رجالی نجاشی روایت کرتے ہیں۔

جب ۴۱۳ق کو شیخ مفید کی وفات ہوئی تو شیعہ امامیہ کی رئاست سید مرتضی علم الہدی کو پہنچی شیخ طوسی ان کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے جبکہ سید ان کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کیلئے خاص طور پر بارہ دینار کا ماہانہ وظیفہ معین کر دیا تھا جو کہ دوسرے طلبہ کی نسبت زیادہ تھا اور وہ اس طرح ان کی علمی ترقی اور کمال میں معاونت کرنا چاہتے تھے، شیخ نے اپنے عظیم استاد کے دروس سے مکمل استفادہ کیا اور ان کے نظریات اور افکار کو غور سے سنا اور ان کی تحلیل کی اس طرح کئی سال گزر گئے حتی سید مرتضی ۲۵ ربیع اول ۴۳۶ق کو فوت ہوئے تو اس وقت شیعہ امامیہ کی مرجعیت اور رئاست شیخ طوسی کو پہنچی اور قافلہ علم و دانش کے وہ سالار ٹھہرے انہوں نے اس قافلہ کو بہت جامعیت سے چالایا اور مختلف علوم و فنون کے درس وتدریس کے علاوہ تمام علوم میں جامع اور مکمل کتابیں لکھ کر اپنی ذمہ داری کو باحسن وجہ نبھایا حتی ان کے درس میں مسلم مجتہدین اور فقہاء شرکت کرتے تھے اور مختلف علاقوں میں شیعہ امامیہ کے علمی نظریات کو پہنچاتے تھے بیان ہوا ہے کہ ان کے درس میں تین سو سے زیادہ مجتہدین شرکت کرتے تھے جیسا کہ بعض مشہور مجتہدین کی فہرست ان کے شاگردوں میں بیان ہو گی حتی ان کے علم و عمل اور کمال کو دیکھتے ہوئے خلیفہ وقت القائم بأمر اللہ (عبد اللہ بن القادر باللہ احمد) نے اس وقت کی کرسی کلام اور افادہ شیخ طوسی کے سپرد کر دی جو اس وقت تمام اسلامی مکاتب اور مسالک کے علماء اور فقہاء میں بڑے مجتہد کے سپرد ہوتی تھی بارہ سال شیخ طوسی نے اسی طرح علمی خدمت کی حتی سیاسی مسائل کی وجہ سے شہر کے حالات بگڑنے لگے ان کو شیعہ کے مخالف گروہ سلجوقی بادشاہوں کے پہلے بادشاہ (طغرل بک) نے ہوا دی تھی جب وہ ۴۴۷ق میں بغا آیا تھا اس نے شیخ طوسی کا بہت سی اہم کتابوں کے خطی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نسخوں سے مزین کتابخانہ جلانے کا حکم دیا جن کی بنیاد بویہی وزیر ابو نصر سابور بن اردشیر نے رکھی تھی جو شیعہ نشین علاقہ کرخ میں موجود تھا اور اس کی بنیاد ۳۸۱ق میں رکھی گئی۔

یاقوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا: «ان هذا الوزير قد جمع فيها أنفس الكتب و الآثار القيمة. و نافت كتبها على عشرة آلاف مجلد، و هى بحق من أعظم المكتبات العالمية، و كان فيها مائة مصحف بخط ابن مقلة».

اس وزیر نے اس میں نفیس کتابیں اور قیمتی آثار جمع کر دیئے تھے اور اس کی کتابوں کی تعداد دس ہزار مجلد سے زیادہ تھی اور وہ حقیقت میں بڑے کتابخانوں میں سے ایک تھا اور اس میں ابن مقلہ کے خط سے لکھے ہوئے ایک سو صحیفے تھے۔

ابن جوزی نے سنہ ۴۴۹ق کے حوادث میں لکھا: «و فى صفر هذه السنة كبست دار أبى جعفر الطوسى، متكلم الشيعة بالكرخ، و أخذ ما وجد من دفاتره و كرسى كان يجلس عليه للكلام».

اس سال صفر کے مہینہ میں شیخ طوسی شیعہ امامیہ کے متکلم کے کرخ میں موجود گھر کو لوٹ لیا گیا اس میں ان کے جتنے دفاتر اور کتابیں تھیں سب لوٹ لیئے گئے اور وہ کرسی جس پر آپ درس دیتے تھے وہ بھی غارت کر دی گئی۔

لیکن افسوس کہ ان حوادث تاریخ نے تفصیل سے نہیں لکھا خطیب بغداد م ۴۶۳ق جو کہ شیخ طوسی م ۴۶۰ق کا معاصر تھا اس نے تفصیل کے ساتھ بغداد کی تاریخ لکھی لیکن شیعہ امامیہ اور شیخ طوسی سے متعلقہ حالات کو نہیں لکھا اور اس کے بعد میں آنے والے مورخین نے بھی ان کی طرف مختصر اشارے کئے ہیں۔

بہر حال اس وقت کے سیاسی مرکز بغداد کے دگرگوں حالات کو دیکھتے ہوئے شیخ طوسی نے ایک تاریخی فیصلہ کیا اور اپنے علمی مرکز کو امام علی بن ابی طالب کے مرقد مطہر نجف اشرف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کی طرف منتقل کر دیا اور بغداد سے ہجرت کر کے وہاں چلے آئے اور وہاں کتابیں تالیف کرنے اور درس و بحث کو رواج بخشا یہ شیخ طوسی کی درایت تھی کہ ہزار سال گزر گئے نجف اشرف کو علمی مرکزیت رہی اور ہر دور میں وہ علمی مرکز قائم رہا۔

شیخ طوسی کے علم و دانش کا اعتراف

شیخ طوسی علم و دانش کے بلند پایہ مقام پر فائز تھے جیسا کہ ان کی علمی خدمات سے معلوم ہوتا ہے ان کے پاس تمام اسلامی مکاتب فکر کی کرسی کلام رہی انہوں نے شیعہ امامیہ میں بلند مقام فقاہت اور اجتہاد کو حاصل کیا اور مختلف علوم و فنون میں جامع کتابیں لکھ کر خدمت کی اور حق و حقیقت کے ساتھ ان کا لقب شیخ طائفہ شیعہ قرار پایا جس کا اعتراف ہر دور کے بڑے علماء اعلام نے کیا ہے۔

علامہ بزرگ تہرانی نے شیخ طوسی کی کتاب التبیان فی تفسیر القرآن کے مقدمہ میں لکھا:

«مضت على علماء الشيعة سنون متطاولة، و أجيال متعاقبة، و لم يكن من الهين على أحد منهم أن يعدو نظريات شيخ الطائفة فى الفتاوى، و كانوا يعدون أحاديثه أصلا مسلما و يكتفون بها، و يعدون التأليف فى قبالها و إصدار الفتوى مع وجودها تجاسرا على الشيخ و اهانة له، و استمرت الحال على ذلک حتى عصر الشيخ ابن إدريس، فكان أعلى الله مقامه الشريف يسميهم بالمقلدة، و هو أول من خالف بعض آراء الشيخ و فتاواه، و فتح باب الرد على نظرياته، و مع ذلک فقد بقوا على تلک الحال حتى ان المحقق و ابن أخته العلامة الحلى و من عاصرهما بقوا لا يعدون رأى شيخ الطائفة».

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

شیعہ علماء میں کئی سال گزرے کئی نسلیں گزریں کہ کسی کیلئے آسان نہیں تھا کہ وہ شیخ طوسی کے فتاوی اور نظریات پر اپنی رائے پیش نہیں کر سکتا تھا اور شیخ طوسی کی احادیث کو مسلمہ حقیقت سمجھتے تھے اور انہی پر اکتفا کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں تالیف اور فتوی دینے کو شیخ کی شان میں جسارت شمار کرتے تھے اسی طرح وقت گزرتا رہا حتی شیخ ابن ادریس حلی کا زمانہ آیا تو انہوں نے شیخ کے بعد کے علماء کو مقلدین کا نام دیا اور انہوں نے سب سے پہلے شیخ طوسی کی بعض آراء اور فتاوی کی مخالفت کی اور ان کے نظریات کے مقابلے میں فتوی دینے اور تحقیق پیش کرنے کا دروازہ کھولا اس کے باوجود اسی حال پر باقی رہے حتی محقق حلی اور ان کے بھانجے علامہ حلی اور ان کے معاصرین بھی شیخ طوسی کی رائے سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔

علامہ حلی نے اپنی علم رجال کی کتاب خلاصۃ الاقوال میں شیخ طوسی کی مدح میں لکھا: «شیخ الإمامیة و وجههم و رئیس الطائفة جلیل القدر عظیم المنزلة، ثقة عین صدوق، عارف بالأخبار و الرجال و الفقه و الأصول و الکلام و الأدب، و جمیع الفضائل تنسب الیه، صنف فی کل فنون الإسلام و هو المهذب للعقائد فی الأصول و الفروع، الجامع لکمالات النفس فی العلم و العمل».

شیعہ امامیہ کے شیخ اور ان کے جلیل القدر، رئیس گروہ، عظیم منزلت، ثقہ، چشم و چراغ، صدق و صفا کے مالک، روایات، رجال، فقہ، اصول، کلام و ادب کے آگاہ، تمام فضائل ان کی طرف منسوب ہیں انہوں نے تمام اسلامی علوم و فنون میں کتابیں تالیف کیں اور انہوں نے اصول میں عقائد و فروع کو تہذیب دی اور وہ علم و عمل کے تمام کمالات کے جامع تھے۔

اس طرح تمام شیعہ علماء اعلام اور ماہرین رجال و تراجم نے ان کو مدح و تعریف کے بلیغ الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

عجیب یہ ہے کہ جن کی عظمت و جلالت اور مذہب اور مسلک سے سب آگاہ ہیں ان کے بارے میں بعض اہل قلم نے عجیب نسبتیں دے رکھی ہیں جیسا کہ تاج الدین تقی الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ کے تیسرے جزء میں لکھا: «(محمد بن الحسن بن علی) أبو جعفر الطوسی، فقیه الشیعة و مصنفهم کان ینتمی إلی مذهب الشافعی، له تفسیر القرآن و أملی أحادیث و حکایات تشتمل علی مجلدین، قدم بغداد و تفقه علی مذهب الشافعی، و قرأ الأصول و الکلام علی أبی عبد الله محمد بن محمد بن النعمان المعروف بالمفید، فقیه الإمامیة، و حدث عن هلال الحفار، روی عنه ابنه أبو علی الحسن، و قد أحرقت کتبه عدة نوب بمحضر من الناس، توفی بالکوفة سنة ستین و أربعمائة».

محمد بن حسن بن علی ابو جعفر طوسی شیعہ کے فقیہ اور مصنف ہیں وہ شافعی مذہب کی طرف منسوب تھے ان کی تفسیر قرآن ہے انہوں نے احادیث اور حکایت املاء کرائیں جو دو جلدوں پر مشتمل ہے وہ بغداد آئے اور مذہب شافعی پر فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اصول و کلام ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان معروف مفید سے پڑھا جو امامیہ کے فقیہ تھے اور انہوں نے ہلال حفار سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے ابو علی حسن نے روایت کی اور ان کی کتابوں کو لوگوں کے سامنے جلا دیا گیا اور وہ چار سو ساٹھ میں فوت ہوئے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ شیخ طوسی تمام مذاہب اسلامی کے نظریات سے بخوبی آگاہی رکھتے تھے لیکن ان کی مذہب شافعی کی طرف نسبت قابل غور ہے اور کسی نے ان کی شافعی مذہب کی طرف نسبت نہیں دی جیسا کہ ابن کثیر نے البدایۃ و النہایۃ، میں سنہ ۴۶۰ کے حوادث میں لکھا: «إبو جعفر محمد بن الحسن الطوسی، فقیه الشیعة، و دفن فی مشهد علی، و کان مجاورا به حین إحرقت داره بالکرخ و کتبه، سبعة ثمان و إربعین إلی محرم هذه السنة فتوفی و دفن هناک».

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ابو جعفر محمد بن حسن طوسی شیعہ کے فقیہ امام علی کے مشہد میں دفن ہوئے وہ آپ کے جوار میں رہتے تھے ان کا گھر اور کتابیں بغداد کے محلّہ کرخ سے جلا دی گئی سنہ ۴۰۸ھ میں اور وہ محرم ۴۶۰ میں فوت ہوئے اور وہاں (نجف میں) دفن ہوئے۔

ابن اثیر نے الکامل فی التأریخ میں لکھا: «توفی أبو جعفر الطوسی، فقیه الإمامیة بمشهد أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب علیه السلام». ابو جعفر طوسی امامیہ کے فقیہ امام امیر المومنین علی بن ابی طالب کے مشہد نجف میں فوت ہوئے۔

شیخ کی علمی میراث اور کتابیں

شیخ طوسی نے مختلف اسلامی علوم اور فنون کی بنیادی اور جامع کتابیں تالیف کیں اور ان میں سے بہت سی کتابیں شیعہ امامیہ میں ہمیشہ کیلئے علمی مصدر و مآخذ قرار پائی ہیں، شیخ طوسی کے پاس بہت بڑے کتابخانے موجود تھے جن سے انہوں نے بھرپور استفادہ کیا جن میں خود ان کا کتابخانہ تھا جو سلجوقی بادشاہ طغرل بیک نے جلا کر راکھ کر دیا اور دوسرا شیخ طوسی کے استاد سید مرتضی کا کتابخانہ تھا جس میں اسی ہزار تک کتابیں جمع تھیں شیخ کی کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے:

۱- الأبواب جو (رجال الشیخ الطوسی) کے عنوان سے معروف ہے: اس میں شیخ طوسی نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے طبقات سے لیکر تمام ائمہؑ کے اصحاب کو ترتیب سے لکھا اور یہ شیعہ امامیہ رجال کی بنیادی چار کتابوں میں سے ایک ہے۔

۲- اختیار معرفة الناقلین: شیخ کلینی اور ابن قولویہ کے معاصر غیبت صغری کے دور میں ابو عمرو، محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی سمرقندی نے اپنے استاد مفسر محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی کے علمی مکتب میں رہ کر شیعہ علم رجال کی بنیاد کتاب تحریر کی جس میں ائمہ معصومینؑ کی روایات کو راویوں کے بارے میں جمع کر دیا تھا، اس کتاب کو علم و دانش کا خزانہ قرار دیا گیا لیکن وہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اصل کتاب دستیاب نہیں، شیخ طوسی نے اس کی جامعیت اور ضخامت کو دیکھتے ہوئے اس کی کا خلاصہ نکالا جو کہ اس دور میں بڑی کتابوں سے علمی استفادہ عام کرنے کا بہترین طریقہ تھا اور شیخ طوسی کا وہ خلاصہ اس کتاب کی بقاء کا سبب بنا ہے اور اصل کتاب موجود نہیں ہے۔

۳-الاستبصار فیما اختلف من الاخبار، شیعہ امامیہ کی بنیادی چار کتابوں میں سے حدیث کی ایک کتاب میں جس میں شیخ نے ساڑھے پانچ ہزار راویات کو جمع کیا اور ان میں پائے جانے میں اختلافات کو حل کیا ہے شیخ نے اس کی حدیثوں کی تعداد پانچ ہزار پانچ سو گیارہ بیان کی ہے اور فرمایا: اس لیے اس کی حد بندی کر دی ہے تاکہ اس میں کمی اور اضافہ نہ ہو اس کی کئی شرحیں اور تحقیقات ہیں جن کو مطبوعہ کتاب کے مقدمہ میں ذکر کیا گیا ہے

۴-اصول العقائد. ۵-الاقتصاد الہادی إلی طریق الرشاد. یہ کتاب کئی بار طبع ہوئی ہے.

۶-انس الوحید. ۷-الإیجاز فی الفرائض.

۸-التبیان فی تفسیر القرآن، یہ کتاب شیعہ امامیہ کی تفسیر کی کتابوں میں بہت اہم ہے جیسا کہ خود شیخ نے قدیم زمانے میں شیعہ کی تفسیر میں حدیثی اور روائی روش کو دیکھتے ہوئے اس کو جامع طور پر لکھا اور کہا ایسی کتاب نہیں لکھی گئی اور امام المفسرین شیخ طبرسی شیعہ امامیہ کی مشہور اور جامع تفسیر (مجمع البیان فی تفسیر القرآن) کے مقدمہ میں لکھا: انه الكتاب الذى يقتبس منه ضياء الحق، و يلوح عليه رواء الصدق، قد تضمن من المعانى الأسرار البديعة، و احتضن من الألفاظ اللغة الوسيعة، و لم يقنع بتدوينها دون تبيينها، و لا بتنميقها دون تحقيقها، و هو القدوة أستضىء بأنواره، و أطأ مواقع آثاره.

اس کتاب سے حق کے نور کا اقتباس کیا جاتا ہے اس میں حق و صداقت کے آثار ظاہر ہیں اس میں عجیب اسرار اور معانی پائے جاتے ہیں اور اس میں وسیع لغت سما گئی ہے اور انہوں نے فقط

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

لکھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کی وضاحت کی ہے اور جمع بندی کے علاوہ تحقیق پر زور دیا ہے وہ مقتدی اور پیشوا ہیں جس کے انوار سے روشنی حاصل ہوتی ہے اور اس کے آثار کی پیروی کی جاتی ہے۔

بہرحال یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہجری طبع ہوتی تھی پھر دس جلدوں میں حروف میں طبع ہوئی اور اب موسسہ آل البیت قم نے تحقیق اور تخریج کے ساتھ تیس سے زائد جلدوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس کی پہلی چند جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

۹۔ تلخیص کتاب الشافی فی الإمامۃ: سید مرتضی علم الہدی کی کتاب امامت کی بحث میں بہت جامع تھی شیخ طوسی نے اپنی علمی روش کے مطابق اس کتاب سے استفادہ عام کرنے کیلئے اس کا بھی خلاصہ نکالا اور وہ موجود ہے۔

۱۰۔ تمہید الأصول: سید مرتضی کی کتاب (جمل العلم والعمل) کی شرح ہے۔

۱۱۔ تہذیب الأحکام: شیخ طوسی نے اپنے استاد شیخ مفید کی فقہ شیعہ کی کتاب المقنعہ کی اپنی جوانی میں اپنے استاد کی زندگی میں شرح لکھنا شروع کی جس میں ان فتاوی کے دلیلیں ذکر کیں اور انہیں ائمہ معصومین کی روایات اور احادیث سے مزین کر دیا اور ان میں پائے جانے والے اختلافات کو حل کرنے پر کافی زور دیا اس کی احادیث کی تعداد ۱۳۵۹۰ حدیث ہے اس پر بہت سی شروح اور تحقیقات لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل مطبوعہ کتاب کے مقدمہ اور ہماری تبصرۃ البصیر میں ذکر ہے۔

۱۲۔ الجمل والعقود فی العبادات: شیخ نے اپنے جلیل القدر فقیہ شاگرد ابن البراج طرابلسی کے کہنے پر یہ کتاب تالیف کی۔

۱۳۔ ریاضۃ العقول: شرح (مقدمۃ فی المدخل الی علم الکلام)۔ ۱۴۔ شرح الشرح فی الأصول۔

۱۵۔ العدۃ فی الأصول: شیخ نے اپنے استاد سید مرتضی کی زندگی میں شیعہ علم اصول کی جامع کتاب تالیف کی اور اس میں اپنے استاد کے علمی نظریات سے بحث کی خاص کر ان کے نظریہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

انکار حجیت خبر واحد پر سیر حاصل تفصیل ذکر کی اور اس میں ایک قسم میں اصول اعتقادیہ اور دوسری قسم میں اصول فقہ کو بیان کیا۔

۱۶-الغیبۃ: اس کتاب میں شیخ طوسی نے قدیم دور کے علماء نعمانی، شیخ طوسی، شیخ صدوق وغیرہ کی کتابوں کی طرح امام زمانہ کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے اور اپنے موضوع میں منفرد تحقیق پیش کی ہے۔

۱۷-الفہرست: شیعہ علم رجال کی بنیادی چار کتابں میں سے ایک کتاب شیخ طوسی کی فہرست ہے جس میں انہوں نے قدیم ایام میں یعنی ائمہ معصومینؑ کے دور میں شیعہ قوم کی علمی میراث اور کتابوں کی فہرست بیان کی اور ان کتابوں کو لکھنے والوں کا تعارف کرایا اور شیعہ قوم کے علمی تعارے میں یہ بہترین کتاب ہے اور شیخ کی دوسری کئی علمی کتابوں کی طرح اس کتاب کی پہلی اشاعت برصغیر پاک و ہند میں ہوئی جسے (اِلویس اسپرنگر و مولوی عبد الحق و مولوی غلام قادر) نے تصحیح کیا اور اس کے کئی نسخے دنیا کے علمی کتابخانوں میں موجود ہیں اور اس کے بعد یہ کتاب نجف سے شائع ہوئی اور بعد میں قم وغیرہ سے بھی کئی بار شائع ہوئی ہے۔

۱۸-مالایسع المکلف الإخلال بہ فی علم الکلام. ۱۹-مایعلل ومالایعلل فی علم الکلام.

۲۰-المبسوط فی الفقہ: شیعہ امامیہ فقہ کی جامع کتاب جس میں شیخ نے علمی فقہی نظریات کو پیش کیا اور مقدمہ میں اپنی جرائت کا اظہار کرتے ہوئے شیعہ فقہ کی روائی منہج سے ہٹ کر بحث کرنے کی ضرورت پر زور دیا یہ کتاب آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور نہایت جامع اور کامل کتاب ہے۔

۲۱-مختصر اخبار المختار بن إبی عبیدۃ الثقفی. ۲۲-مختصر المصباح فی الأدعیۃ والعبادات. ۲۳-مختصر فی عمل یوم ولیلۃ فی العبادات.

۲۴-مسألۃ فی الأحوال. ۲۵-مسألۃ فی العمل بخبر الواحد وبیان حجیتہ. ۲۶-مسألۃ فی وجوب الجزیۃ علی الیہود والمنتمین الی الجبابرۃ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۲۷-مسألۃ فی تحریم الفقاع. ۲۸-مسائل ابن البراج. ۲۹-الفرق بین النبی والامام.
۳۰-المسائل الالیاسیۃ: مختلف موضوعات میں سو مسائل ہیں۔۳۱-المسائل الجنبلائیۃ فی الفقہ.
۳۲-المسائل الحائریۃ فی الفقہ. ۳۳-المسائل الحلبیۃ فی الفقہ. ۳۴-المسائل الدمشقیۃ فی تفسیر القرآن: یہ بارہ مسائل ہیں۔
۳۵-المسائل الرازیۃ فی الوعید: یہ پندرہ مسائل ہیں۔۳۶-المسائل الرجبیۃ فی تفسیر آی من القرآن. ۳۷-المسائل القمیۃ.
۳۸-مصباح المتہجد فی إعمال السنۃ، شیخ طوسی نے یہ کتاب اعمال اور ادعیہ وزیارات کے بارے میں نہایت جامع طریقہ سے تالیف کی اور یہ کتاب اپنے موضوع میں مرجع اور بنیادی ماخذ ہے اس پر بہت اعتماد کیا جاتا ہے اور اس سے رجوع کیا جاتا ہے۔
۳۹-المفصح فی الإمامۃ: اس میں عامہ کی روایات سے اس موضوع کے اثبات میں کتاب لکھی.
۴۰-مقتل الحسین علیہ السلام. ۴۱-مقدمۃ فی المدخل الی علم الکلام. ۴۲-مناسک الحج فی مجرد العمل.
۴۳-النقض علی ابن شاذان فی مسألۃ الغار.
۴۴-النہایۃ فی مجرد الفقہ والفتاوی: شیعہ فقہ میں مختصر مگر جامع طریقہ سے یہ کتاب تالیف کی اور مولف کے زمانہ سے لیکر محقق حلی کے زمانہ تک یہ کتاب شیعہ امامیہ کے علمی مراکز میں بحث اور تدریس کا محور شمار ہوتی تھی اور اس کو باقاعدہ نصاب میں پڑھایا جاتا تھا اور پھر بھی اس کی مرجعیت باقی رہی اور اس پر نقد و نظر اور تحقیق جاری رہی اس سے متعلقہ علمی کاموں کی تفصیل اس موضوع کی کتابوں میں مذکور ہے۔
۴۵-ہدایۃ المسترشد و بصیرۃ المتعبد فی الأدعیۃ والعبادات.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۴۶- مسائل الخلاف فی الأحکام- یہ کتاب جو الخلاف کے عنوان سے معروف ہے تمام اسلامی مذاہب اور مکاتب فکر کی فقہ کے مسائل کو بیان کرتی ہے اس میں تمام فقہاء کی آراء مذکور ہیں ، اس کے کثیر نسخے علمی کتابخانوں میں موجود تھے ۔ جیسا کہ بزرگ تہرانی کے مطابق مکتبہ (الشیخ ہادی کاشف الغطاء) و (مکتبہ الشیخ محمد السماوی) و (مکتبہ الشیخ مشکور الحولاوی) و (مکتبہ الحسینیۃ الشوشتریۃ) و (مکتبہ السید حسن الصدر فی الکاظمیہ) کے نسخے معروف ہیں اور آخری قدیمی نسخہ ہے جو بزرگ تہرانی نے دیکھا جس کے صفحہ کی پشت پر تاریخ اجازہ ۶۶۸ ق ثبت ہے اور اسکے دوسرے نسخے بھی موجود ہیں جیسے (الخزانۃ الرضویۃ خراسان) و (مکتبہ الحجۃ السید میرزا باقر القاضی تبریز)، (مکتبہ آیۃ اللہ المرعشی العامۃ قم) و(مکتبہ المدرسۃ الفیضیہ قم) اور (مکتبہ مجلس الشوری الإسلامی طہران) معروف ہیں.

جن دنوں وحدث اسلامی اور تقریب مذاہب کی بحثیں جاری تھیں اور مختلف مکاتب فکر اپنی علمی میراث پیش کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے شیخ حسین علی نے اس کتاب کو بہترین تحقیق اور تخریج کے ساتھ پیش کرنے کا عزم کیا اور محققین کی ایک جماعت کو اس کام کی تکمیل پر سراہا جن میں شیخ محمد مہدی نجف سبط فقیہ عصرہ آیۃ اللہ العظمی السید محسن الطباطبائی الحکیم قدس سرہ سید جواد نجل العلامۃ السید عبد الرضا الشہرستانی و لسید علی نجل العلامۃ السید إبراہیم الخراسانی الکاظمی نے شیخ مجتبی عراقی کے اشراف میں اس کی تحقیقات کو مکمل کیا اور جامعہ مدرسین قم نے اسے شائع کیا۔

شیخ کی کتابوں کے موضوعات کی تحلیل

شیخ طوسی کی کتابوں کی مذکورہ بالا فہرست کو آسانی کی خاطر حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے ورنہ ان کی کتابوں کی اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کیلئے ان کو ایک دوسرے زاویہ نگاہ سے بھی دیکھا جاسکتا ہے ان میں موضوعات کی ترتیب دیکھی جائے:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۔ شیخ نے علم رجال میں تین کتابیں تالیف کیں جو ہمیشہ کیلئے شیعہ علم رجال کی بنیادی اور اساسی مصدر اور منبع قرار پائیں ہیں جن میں ان کی رجال، فہرست اور ان کے ساتھ رجال کشی کا انتخاب شامل ہے۔

۲۔ شیخ نے حدیث میں تہذیب الاحکام اور استبصار لکھ کر شیعہ امامیہ کی ہزاروں روایات کو بہترین سے جمع کیا اور ان کی وہ دونوں کتابیں شیعہ امامیہ کی بنیادی کتب اربعہ میں شامل ہیں بلکہ بہت سے امتیازات کی بدولت ان کی کتابوں کی افادیت دوسرے کتب اربعہ سے کئی لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ انہوں نے شیخ کلینی اور شیخ صدوق کی روش کے برخلاف روایات کے اختلاف کو حل کرنے کی کوشش کی اور اپنی کتابوں کو ان بحثوں سے بھرپور بنادیا ہے۔

۳۔ شیخ طوسی نے تفسیر میں تبیان لکھ کر شیعہ علم تفسیر میں خاطر خواہ خدمت کی ہے اور ان کی یہ کتاب خود ان کے مقدمہ میں بیان کے مطابق متقدمین شیعہ کی روش سے ہٹ کر ہے انہوں نے تفسیر کے معاملہ میں محض روایات نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ علمی بحثیں کی ہیں اور بہترین تفسیر پیش کی ہے ان کی یہ کتاب دس جلدوں میں شائع ہوئی اور موسسہ آل البیت قم کی تحقیق مزید کے ساتھ تیس جلدوں تک آمادہ ہوگی جس کی کچھ جلدیں طبع ہوچکی ہیں۔

۴۔ شیخ نے علم اصول فقہ میں بہترین کتاب العدۃ فی علم الاصول کے عنوان سے لکھی جو اپنے موضوع میں بہترین جامع تحقیق ہے اور شیعہ میں پائے جانے مشہور اصول نظریہ عدم حجیت خبر واحد کا رد اور خبر واحد کی حجیت کے اثبات پر مفید ادلہ و براہین پر مشتمل ہے اس طرح شیخ نے علم اصول کی بحثوں کو جامع طور پر لکھ کر عظیم خدمت انجام دی ہے۔

۵۔ شیخ نے علم کلام میں بہترین کتابیں لکھیں ان میں شافی سید مرتضی کی تلخیص اور مقدمہ علم کلام اور دوسری کتابیں لکھ کر اپنے نظریات کو منظّم طور پر لکھا ہے جس میں بہت زیادہ بحث

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کی گنجائش موجود ہے حال ہی میں حوزہ علمیہ مشہد کے تحقیقی مرکز سے شیخ کی کلامی منہج پر تین جلدیں شائع ہوئی جن میں ان کے نظریات کی تحلیل کی گئی تھی۔

۶۔ شیخ نے علم تاریخ میں بہت سی کتابیں تالیف کیں جن کے بعض عناوین سابقہ فہرست میں ذکر ہوئے۔

۷۔ شیخ طوسی نے سب سے بڑی کاوش شیعہ امامیہ فقہ کی جامع کتابوں کی صورت میں کی اور حوزہ علمیہ شیعہ کو کافی حد تک اس موضوع میں بے نیاز کر دیا انہوں نے نہ فقط الخلاف کی صورت میں تمام فقہاء اسلامی کے آراء پر مشتمل کتاب لکھی بلکہ انہوں نے اپنی النہایۃ میں مختصر انداز سے روایات کی روشنی میں فتاوی کو لکھا پھر المبسوط میں اہل سنت کے اس اعتراض کا جواب دیا کہ شیعہ کے ہاں احکام شرعیہ سے متعلق مسائل کی کمی ہے اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ فروع فقہیہ کو لکھا جو کتاب آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور پھر شیخ نے مختصر کتب اور رسائل میں بھی فقہ شیعہ کو لکھا جن کے بعض عناوین ان کی کتابوں کی فہرست میں ذکر ہوئے۔

۸۔ شیخ طوسی نے سابقہ موضوعات کے علاوہ بہترین جامع کتاب دعاؤں اور ذکر و اذکار کے بارے میں مصباح المتہجد کے عنوان سے پیش کی اور یہ اپنے موضوع میں بہترین منبع اور مصدر شمار ہوتی ہے اس میں دعاؤں کے علاوہ زیارات بھی ذکر ہیں اور اختصار کے ساتھ شیخ نے ضروری فقہی مسائل کو بھی بیان کیا ہے۔

سبحان اللہ، آج سے ہزار سال پہلے شیعہ امامیہ کے ایک جلیل القدر شخصیت نے اپنا وطن طوس خراسان چھوڑا اور اس وقت کے علمی مرکز بغداد میں رہ کر اپنی زندگی کے لمحات سے کتنا مبارک استفادہ کیا، ان کو خدا نے کیسی توفیقات سے نوازا تھا کہ انہوں نے پچھتّر سال کی عمر میں وفات پائی مگر اس سے پہلے مکتب اہل بیت کی جامع کتابیں لکھ کر عظیم خدمت انجام دی، یہ خدا کی عطا ہے جس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے، کہنے کو کہا جاتا ہے کہ ہزار سال گزرنے کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

بعد علم و دانش نے بہت زیادہ ترقی اور کمال حاصل کیا ہے وسائل تحقیق اور کتابیں لکھنے اور شائع کرنے کے ذرائع میں ترقی ہو چکی ہے ، شیخ کے دور میں کاغذ قلم اور سیاہی کا تصور کیجئے اور پھر ان کے سامنے کتابوں کے قدیم دست نویس نسخے تصور کیجئے جن کی ورق گردانی کر کے قدیم دور کے علماء نے کتابیں لکھیں اور آج کے جدید وسائل اور کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جیسے آلات کو سوچئے جہاں علم و دانش کی کتابیں ہر وقت ہوا کی طرح فضا میں لہراتی دکھائی دیتی ہیں اور ہزار اور لاکھوں کتابوں کا ذخیرہ محقق کے سامنے موجود ہوتا ہے بلکہ ان میں جستجو اور تحقیق کا کام بھی بہت آسان ہے اسی طرح لکھنے اور شائع کرنے کا کام بھی آسان ہے لیکن پھر بھی ایسی علمی تحقیقات کی کمی بھرپور ہے اور جعلی اور من گھڑت باتوں کی تشہیر زیادہ ہے، خدا کرے ہم اپنے مسلمان اسلاف کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کو زندہ کر سکیں اور ان سے بہترین استفادہ کر سکیں۔

شیخ طوسی کے اساتذہ اور مشائخ

شیخ طوسی نے مختلف علوم اور فنون میں بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا جن میں سے اہم یہ ہیں ۔

۱- شیخ محمد بن محمد بن نعمان، امعروف شیخ مفید متوفی ۴۱۳ ہجری.

۲- شیخ حسین بن عبید اللہ بن غضائری، متوفی ۴۱۱ ہجری.

۳-ابو عبد اللہ، اِحمد بن عبد الواحد البزاز، معروف "ابن عبدون "اور "ابن الحاشر" . متوفی ۴۲۳ ہجری.

۴-ابوالحسین، علی بن احمد، معروف "ابن ابی جید قمی متوفی ۴۰۸ ہجری.

۵-احمد بن محمد بن موسی بن صلت اہوازی، اور وہ ابن عقدہ زیدی کی طرف شیخ کی سند میں واقع ہوئے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۶- ابو القاسم علی بن شبل بن اسد وکیل، اس کی طرف إبراہیم بن إسحاق احمری کے تعارف میں الأمالی میں اشارہ کیا: «قرأ علی و أنا أسمع فی منزله ببغداد فی الربض بباب محول فی سنة عشر و أربعمائة». اس نے باب محول میں سنہ ۴۱۰ق میں بغداد میں ربض میں اپنے گھر میں مجھے احادیث پڑھ کر سنائیں اور وہ سنہ ۴۱۰ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۷- سید علم الہدی، ابو القاسم، علی بن حسین بن موسی ابن محمد بن إبراہیم بن امام موسی کاظم علیہ السلام، متوفی ۴۳۶ ہجری.

۸- شریف ابو محمد الحسن بن قاسم محمدی، اس کی طرف اشارہ إسماعیل بن علی الخزاعی، و محمد بن إحمد الصفوانی، و محمد بن علی بن المفضل کے تعارف میں کیا. اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۹- احمد بن إبراہیم قزوینی۔ اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۱۰- ابو عبد اللہ حسین بن إبراہیم قزوینی. ۱۱- جعفر بن الحسین بن حسکہ قمی۔ اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۱۲- ابوزکریا محمد بن سلیمان حرانی، / (حمدانی) جو اہل طوس میں سے تھے.

۱۳- شیخ ابو طالب بن عزور. ۱۴- سید ابو الفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار، مولود سنہ ۳۲۲ اور متوفی ۴۱۴ ہجری۔

۱۵- ابو عمرو، عبد الواحد بن محمد بن عبد اللہ بن مہدی، اور وہ سنہ ۴۱۰ ہجری کے بعد فوت ہوا. اور وہ شیخ اور ابن عقدہ کے درمیان واسطہ ہے۔

۱۶- شیخ ابو محمد، حسن بن محمد بن یحیٰی بن داود فحام، معروف "ابن الفحام سر من رآئی- سامرائی- اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۷- حسین بن اِبی محمد ہارون بن موسی تلعکبری، اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا. اور وہ ابو قتادہ قمی کی روایات کی طرف شیخ کی سند میں واقع ہے۔

۱۸- محمد بن احمد بن ابی الفوارس حافظ ، اور وہ سنہ ۴۱۱ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۱۹-ابو منصور سکری وہ اپنے جد علی بن عمر سے روایت کرتا ہے .

۲۰- محمد بن علی بن خشیش بن نضر ابن جعفر بن اِبراہیم تمیمی، اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۱- ابو الحسن، علی بن اِحمد بن عمر بن حفص المقریٔ، معروف "ابن الحمامی المقریٔ، اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۲-ابو الحسن، محمد بن محمد بن محمد بن مخلد، اور وہ سنہ ۴۱۷ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۳-ابو الحسین، علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران معروف "ابن بشران المعدل، اور وہ سنہ ۴۱۱ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۴-ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حموی بصری، اور وہ سنہ ۴۱۳ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۵-ابو الحسن بن سوار مغربی، علامہ حلی نے اجازہ کبیرہ میں ان کے عامی مشائخ میں شمار کیا۔

۲۶- محمد بن سنان. علامہ حلی نے اجازہ کبیرہ میں ان کے عامی مشائخ میں شمار کیا۔

۲۷-ابو علی بن شاذان متکلم. علامہ حلی نے اجازہ کبیرہ میں ان کے عامی مشائخ میں شمار کیا۔

۲۸-ابو الحسین حسنبش مقریٔ، اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۲۹- قاضی ابو القاسم علی تنوخی بن قاضی ابی علی محسن بن قاضی ابی القاسم علی بن محمد بن ابی الفہم داود بن اِبراہیم بن تمیم قحطانی، جو سی مرتضی کے شاگردوں میں سے تھے ، سید علی طباطبائی صاحب ریاض نے کہا اکثر اسے امامیہ میں سے سمجھتے ہیں : الأكثر انه من الإمامية ، لیکن علامہ حلی نے اجازہ کبیرہ میں ان کے عامی مشائخ میں شمار کیا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۳۰- قاضی ابوالطیب طبری حویری، اور وہ سنہ ۴۰۸ ہجری کے بعد فوت ہوا.

۳۱- ابو علی، حسن بن محمد بن إسماعیل بن محمد بن إشناس معروف "ابن الحمامی بزاز"، اور یہ سابقہ ابن الحمامی کے علاوہ ہے اور وہ ۴۳۹ ہجری میں فوت ہوا.

۳۲- ابو عبد اللہ حسین بن إبراہیم بن علی قمی معروف "ابن الخیاط. ۳۳- ابو عبد اللہ بن فارسی.

۳۴- ابوالحسین صفار.

۳۵- ابو الحسین و ابو العباس احمد بن علی نجاشی، جن کی رجال کی کتاب معروف ہو اور وہ ۴۵۰ق میں فوت ہوئے۔

۳۶- ابو محمد عبد الحمید بن محمد مقریٔ نیشابوری. ۳۷- ابو عبد اللہ جو سر وہ کے بھائی تھے اور وہ ابن قولویہ سے روایت کرتے تھے۔

شیخ طوسی کے شاگرد

شیخ طوسی کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے ان میں مشہور وہ ہیں جن کو باقر خوانساری نے روضات میں ذکر کیا

۱- ان کا بیٹا ابو علی، حسن طوسی۔ ۲- ابوإبراہیم، إسماعیل بن محمد بن حسن بن محمد بن الحسین بن بابویہ قمی.

۳- ابوطالب، إسحاق بن محمد بن حسن بن محمد بن حسین بن بابویہ قمی.

۴- شیخ ثقہ، آدم بن یونس بن مہاجر نسفی. ۵- شیخ فقیہ ابوالخیر، برکۃ بن محمد بن برکۃ اسدی.

۶- شیخ مشہور، ابوالصلاح حلبی. ۷- سید ثقہ محدث، إبوإبراہیم، جعفر بن علی بن جعفر حسینی.

۸- شیخ الإسلام، حسن بن بابویہ قمی. ۹- فقیہ محی الدین، ابو عبد اللہ، حسن بن مظفر ہمدانی.

۱۰- شیخ فقیہ، ابو محمد، حسن بن عبد العزیز جبہانی. ۱۱- فقیہ موفق الدین.

۱۲- فقیہ حسین بن فتح واعظ جرجانی. ۱۳- سید فقیہ، ابو محمد، زید بن علی بن حسین حسینی.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۴- سید ابو الصمصام، ذوالفقار بن معبد حسینی. ۱۵- شیخ سلمان بن حسن بن سلمان صہر شتی.
۱۶- شیخ فقیہ، صاعد بن ربیعان. ۱۷- شیخ فقیہ، ابو الصلت، محمد بن عبد القادر.
۱۸- شیخ فقیہ مشہور، سعد الدین ابن براج. ۱۹- شیخ مفید، عبد الرحمٰن بن اِحمد نیشابوری.
۲۰- شیخ مفید عبد الجبار بن علی مقری رازی. ۲۱- شیخ علی بن عبد الصمد تمیمی سبزواری.
۲۲- شیخ عبید اللہ بن الحسن بابویہ قمی. ۲۳- امیر فاضل غازی بن اِحمد بن ابی منصور سامانی.
۲۴- شیخ فقیہ، کردی بن عکبری بن کردی فارسی. ۲۵- سید مرتضی، ابو الحسن، مطہر ابن ابی القاسم دیباجی.
۲۶- شیخ فقیہ، ابو عبد اللہ، محمد بن ہبتہ اللہ وراق. ۲۷- شیخ اِبو جعفر، محمد بن علی بن محسن حلبی.
۲۸- شیخ ابو سعید، منصور بن حسین آبی. ۲۹- شیخ جمال الدین محمد بن ابی القاسم طبری.
۳۰- سید فقیہ محدث، ناصر الدین رضی بن محمد حسینی. ۳۱- محمد بن حسن بن علی فتال.

شیخ طوسی کی وفات

شیخ طوسی اپنی بابرکت زندگی دین و مکتب کی خدمت میں گزار کر بارہ محرم سنہ ۴۶۰ھ کو ۷۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

ان کے غسل و کفن اور دفن کے امور کو ان کے شاگرد شیخ حسن بن مہدی سلیقی اور شیخ ابو محمد حسن بن عبد الواحد عین زربی اور شیخ ابو الحسن لولوی نے انجام دیا۔

انہیں ان کی وصیت کے مطابق ان کے گھر میں نجف اشرف میں دفن کر دیا گیا جو بعد نجف کی مشہور مساجد میں شمار ہوا اور ان میں بڑے علماء اور مجتہدین درس دیا کرتے ہیں جیسے شیخ محمد حسن صاحب جواہر، شیخ محمد کاظم آخوند خراسانی، شیخ الشریعۃ اصفہانی، شیخ آقا ضیاء الدین عراقی، سید محسن طباطبائی حکیم قدس اللہ اِسرارہم.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کتاب خلاف کا تعارف

شیخ طوسی نے اس کتاب میں بہت سے اصحاب کے نظریات اور روایات کو نقل کیا جن میں مشہور یہ ہیں: سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، سعد بن ابی وقاص، عمر بن خطاب، عایشہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر و ابو ہریرہ۔ اسی طرح تابعین کے فقہاء مین سے مشہور افراد اور تاریخ وفات یہ ہیں:

محمد بن حنفیّہ ۸۱، شریح ۸۷، ابوالعالیہ ۹۰، سعید بن مسیب ۹۱ تا ۹۴، ابراہیم نخعی ۹۶، مجاہد از ۱۰۱ تا ۱۰۴، طاوس ۱۰۶، شعبی ۱۰۳ تا ۱۰۷، ابن سیرین ۱۱۰، حسن بصری ۱۱۰، عطا ۱۱۵، ابواسحٰق سبیعی ۱۲۶ تا ۱۲۹، ربیعۃ الرای ۱۳۶، اعمش ۱۴۸۔

اور تبع تابعین کے مشہور فقہاء یہ ہے: عثمان بتی ۱۴۳، ابن شبرمہ ۱۴۴، ابن ابی لیلیٰ ۱۴۸، ابو حنیفہ ۱۵۰، سفیان ثوری ۱۶۱، حسن بن صالح بن حی ۱۶۷ تا ۱۶۹، لیث بن سعد ۱۷۵، اوزاعی ۱۷۵، شریک نخعی ۱۷۷، مالک ۱۷۹، ابو یوسف ۱۸۲، محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹، محمد ابن سالم اس کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔

اور تیسری صدی کے فقہاء میں سے ان مشہور فقہاء کا ذکر ہوا: شافعی ۲۰۴، عبدالملک بن ماجبشون از ۲۱۲ تا ۲۱۴، ابو عبید ۲۲۲ تا ۲۲۳، اسحٰق راہویہ ۲۳۸، احمد بن حنبل ۲۴۱، ابو ثور ۲۴۶، مزنی ۲۶۴، داود ظاہری ۲۷۰، ابن الوکیل اس کے بارے میں معلوم نہیں اتنا معلوم ہے کہ اصحاب شافعی میں سے تھے۔ اور چوتھی صدی ہجری میں وفات پانے والے فقہاء میں سے مشہور یہ ہیں:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اصطخری ۳۲۸، ابن سریج ۳۰۶. او ر پانچویں صدی میں فوت ہوئے والے فقہاء یہ ہیں: ابو حامد اسفرائینی ۴۰۶.

جس فقیہ کی پہنچان نہیں ہو سکی وہ مغربی ہے۔

کتاب خلاف کی فقہی کتابوں کی فہرست

شیخ نے اپنی کتاب خلاف میں متاخرین میں مشہور ترتیب کے برخلاف ایک ترتیب کو انتخاب کیا ہے اس کتاب کی ضمنی کتابوں کی ترتیب اور مسائل کی تعداد درج ذیل ہے:

کتاب طہارۃ ش؛ مسائل ۱۹۳، کتاب حیض کر کتاب طہارت میں قرار دیا اور اس کے مسائل کی تعداد ۳۲ ہے۔

کتاب صلوۃ مسائل ۶۱۶ پھر اس کی ذیلی کتابوں کے نام یہ ہیں: کتاب مواقیت الصلوۃ مسائل ۵۳؛ کتاب صلوۃ الجماعۃ ۴۰؛ کتاب صلوۃ المسافر ۳۶؛ کتاب صلوۃ الجمعۃ ۵۳، کتاب صلوۃ العیدین ۲۷؛ کتاب صلوۃ الکسوف مسائل ۱۰، کتاب صلوۃ الاستقامہ مسائل ۶، کتاب الجنائز مسائل ۹۸؛ کتاب احکام الاموات مسائل ۹۸۔

کتاب زکوۃ مسائل ۱۵۴؛ کتاب زکوۃ فطرہ مسائل؛ کتاب صیام، مسائل ۹۰؛ کتاب اعتکاف مسائل ۳۱؛ کتاب حج، مسائل ۳۶۱؛ کتاب بیوع، مسائل ۳۲۱؛ کتاب السلم ۳۸، کتاب رہن مسائل ۶۸، کتاب تفلیس مسائل ۲۷، کتاب حجر مسائل ۹، کتاب صلح مسائل ۱۲، کتاب حوالہ مسائل ۱۱، کتاب ضمان مسائل ۱۹؛ کتاب شرکت مسائل ۱۵، کتاب وکالت مسائل ۲۳، کتاب اقرار مسائل ۳۵، کتاب عاریہ مسائل ۹، کتاب غصب مسائل ۴۰، کتاب شفعہ مسائل ۴۳، کتاب قراض مسائل ۱۸، کتاب مساقات مسائل ۱۳، کتاب اجارہ مسائل ۴۶، کتاب مزارعہ مسائل ۱۱۴۵، کتاب احیاء موات مسائل ۱۳، کتاب وقوف و صدقات مسائل ۲۳، کتاب ہبہ مسائل ۲۱؛ کتاب لقطہ مسائل ۲۶، کتاب فرائض مسائل ۱۵۲، کتاب وصایا مسائل ۵۲، کتاب ودیعہ مسائل ۱۵، کتاب فیء و قسمۃ غنائم مسائل ۴۵، کتاب قسمۃ صدقات مسائل ۳۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کتاب نکاح مسائل ۱۴۵، کتاب صداق مسائل ۴۹، کتاب ولیمہ مسائل ۵، کتاب قسم بین زوجات مسائل ۱۰، کتاب خلع مسائل ۲۹، کتاب طلاق مسائل ۶۱، کتاب رجعت مسائل ۱۲، کتاب ایلاء مسائل ۲۱، کتاب ظہار مسائل ۳۷، کتاب لعان مسائل ۷۰، کتاب عدہ مسائل ۹۲، کتاب رضاع مسائل ۲۲، کتاب نفقات مسائل ۵۹۔

کتاب جنایات مسائل ۹۴، کتاب دیات مسائل ۳۷، کتاب قسامہ مسائل ۱۶، کتاب جنایات مسائل ۱۷، کتاب باغی؛ مسائل ۱۸، کتاب حدود مسائل ۵۵، کتاب سرقت مسائل ۵۶، کتاب قطاع الطریق؛ مسائل ۱۵، کتاب اشربہ مسائل ۱۵، کتاب قتال اہل ردہ مسائل ۶، کتاب صولۃ بہیمۃ مسائل ۷، کتاب سیر مسائل ۲۵، کتاب جزیہ مسائل ۲۲۔

کتاب صید و ذباحہ مسائل ۳۶، کتاب ضحایا ۳۱، کتاب اطعمہ مسائل ۲۸، کتاب سبق مسائل ۱۰، کتاب ایمان مسائل ۱۰۸، کتاب نذور مسائل ۲۰، کتاب آداب قضا مسائل ۴۳، کتاب شہادات مسائل ۸۰، کتاب دعاوی وبینات مسائل ۲۸، کتاب عتق مسائل ۱۹، کتاب مکاتب مسائل ۳۵، کتاب مدبر مسائل ۲۲، کتاب امہات اولاد مسائل ۳۰.

اس طرح اس کتاب کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ستر تک پہنچتی ہے اور ہر کتاب میں ذکر ہونے والے مسائل اسی کتاب میں منحصر نہیں بلکہ وہ مسائل ہیں جو مسلمان فقہاء میں مورد بحث تھے

ایک شیعہ اخباری نے خلاف کے بارے میں شیخ کی روش پر نقد کرتے ہوئے لکھا: شیخ اس کتاب میں ایک مجتہد اصول ہیں اور کبھی مسائل میں قیاس اور استحسان پر بھی عمل کر لیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فقہ مقارن کی بحث میں ہیں اور بہت سے مسائل کی دلیل کو بیان کرنا مقصود ہے کبھی قانع کرنے کیلئے اور تقریب ذہنی کیلئے ایسی چیزوں سے تمسک کیا ہے اور اس کا سبب منطق کی روش جدل ہے جس سے اپنے مذہب کا اثبات مقصود ہوتا ہے جس کو مخالف قبول کرتا ہو چاہے وہ صحابی کی منقول روایات ہوں یا قیاس اور استحسان اور شیخ طوسی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نے مقدمہ کتاب میں اس مقصد کی طرف اشارہ کیا اور سید مرتضی نے انتصار میں اس روش کو اختیار کیا۔

خلاف شیخ طوسی سے متعلقہ دو حواشی

اس کتاب سے متعلق متقدمین کی علمی تحقیقات کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا جو اس کتاب سے متعلق مستقل عنوان سے لکھی گئی ہوں اگرچہ بہت سے فقہاء اور علماء نے اپنی جامع کتابوں میں تحقیق کے دوران اس کتاب کے نظریات پر بھی اپنی آراء کا اظہار فرمایا ہے مگر متاخرین میں سے دو کے حواشی یہ ہیں:

ایک مرحوم علامہ بزرگ حاج آقا حسین آیت اللہ بروجردی جو اس کتاب کی پہلی طبع کے ساتھ شائع ہوا۔

دوسرا حاشیہ عالم جلیل حاج سید احمد زنجانی جس کی کچھ مقدار دوسری طبع میں شائع ہوئی اور اس کی کچھ مقدار "محشی نخستین" کے نام سے شائع ہوئی۔

اس کتاب کا قدیم ترین نسخہ جو بزرگ تہرانی نے بیان کیا: وہ کتابخانہ علامہ بزرگ مرحوم سید حسن صدر کا نسخہ ہے جس کی تاریخ ۶۶۸ ہجری ہے اور وہ بخط شیخ احمد بن محمد موصلی سے لکھا گیا ہے اور اس کی پشت پر اس نے اپنے شاگرد کے نام اجازہ لکھا ہے[1]۔

---

[1]۔اور اس کی عبارت یہ ہے :الحمدالله رب العالمين قرء الى السيد الاجل الاوحد فخر الدين الرضى على ابن احمد بن هاشم العلوى الحسينى. جميع كتاب مسائل الخلاف تصنيف الشيخ السعيد ابى جعفر محمد بن الحسن الطوسى قدس الله روحه. و شرحت له و بينت له ما اشتمل عليه فاخذه واعياً والتمسه ضابطا واجزت له ان يرويه عنى عن الشيخ السعيد على بن ثابت بن عصيدة عن الفقيه عربى بن مسافر العبارى عن ابى محمد الياس بن محمد بن هاشم الحائرى عن ابى على الحسن بن محمد من ولد ابى جعفر بن الحسن الطوسى رحمهم الله جميعاً كتبه احمد بن محمد الموصلى فى سابع

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اس کی پہلی حجری طبع تہران سے ایک جلد میں ۱۳۷۰ھ میں تھی اور دوسری طبع حروفی قم سے تین جلدوں میں ہوئی اور تیسری طبع حروفی تہران سے ہوئی اور جلد اول ۱۳۷۷ مطبعہ رنگین؛ دوسری جلد ۱۳۸۲ مطبعہ تابان۔

اس کتاب کی بہت سے مختصر، منتخب اور خلاصہ جات بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک نسخہ کتابخانہ ملک میں نمبر ۱۳۰۸ میں موجود ہے اس کتاب کے مصنف کا نام ذکر نہیں ہے اس کی تاریخ کتابت ۵۴۰ھ ہے اور اسکے شروع میں ہے:

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی کی کتاب خلاف دیکھی تو پایا کہ استدلال میں بہت زیادہ شیعہ کے اجماع سے تمسک کرتے ہیں اور اپنی علم اصول کی کتابوں میں بھی اس سے استدلال کو بیان کا ہے پھر اگر کسی مسئلہ میں امامیہ فقہاء میں اختلاف ہو تو بیان کیا اور دوسری دلیلوں کی طرف بھی اشارہ کیا اور عامہ کی وہ روایات بھی لائے جن کو وہ قبول کرتے ہیں مناسب سمجھا کہ بار بار اجماع کو ذکر کرکے طول دیا گیا اس لیے ان مسائل کو اختصار کے ساتھ لکھا اور اجماع مسائل میں اس کو ذکر نہیں کیا اسی طرح بیان کرتے ہوئے کہا اجماعی مسائل کو مشخص کرنے کیلئے ج کی نشانی لگا دی۔ اور آخر میں تاریخ فراغت ۵۲۰ھ ذکر کی اور کاتب نے لکھا جمعہ ذی قعدہ ۷۰۶ھ میں فراغت پائی۔

اس کا دوسرا نسخہ کتابخانہ مجلس شورا اسلامی ایران میں ہے جو اس کی فہرست کی پندرہویں جلد میں ص ۲۱۳ میں ۵۱۴۳ میں بیان ہوا اور اس کے کاتب "ابن علی بن محمود بن الحاجی محمد المعلم البابلد شتی الاصفانی" نے ۹۵۹ھ میں فراغت پائی۔

جمادی الاولی من سنته ثمان و ستین و ستمأة هجرية على صاحبها الصلوة و التحيتة و صلى الله على سيدنا محمد النبى و آله الطاهرين...۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اس کا مولف معلوم نہیں مگر شیخ عبداللہ افندی نے ریاض العلماء میں احتمال دیا کہ اس کتاب کو امین الاسلام ابو علی فضل بن حسن طبرسی نے لکھا اور اس کا نام «المؤتلف من المختلف» قرار دیا اور اس کی تائید ان امور سے کی:

۱. شیخ طبرسی کی روش تھی کہ وہ اپنا نام نہ لکھیں۔

۲. اس کتاب کی تاریخ تالیف ان کے زمانے سے مربوط ہے اور ان کی وفات شب عید قربان سال ۵۴۸ ہجری قمری میں ذکر ہوئی۔

۳. اسی طرح تلخیص کرنا شیخ طبرسی کا شیوہ تھا، ان کے معاصر ابن فندق نے تاریخ بیہق میں ان کے بارے میں لکھا:

ان کی تحقیقات میں غلبہ انتخاب اور تلخیص ہے انہوں نے بلند پایہ کتابوں کا انتخاب کیا اور یہ ان کی عقل و درایت پر دلالت کرتا ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ ان کے معاصر فقہاء نے ان کی ایسی کسی فقہی کتاب کا ذکر نہیں کیا اور ابوالحسن علی بن زید معروف بہ ابن فندق سبزواری نے ان کے بارے میں بہت کچھ لکھا مگر ایسی کسی کتاب کو بیان نہیں کیا حالانکہ ان کی تلخیص کی روش کی تعریف کی مگر اس کتاب کی نسبت نہیں دی اگر ان کی ایسی کوئی تالیف ہوتی تو ان کے شاگرد ابن شہر آشوب معالم العلماء میں اسے لکھتے اور ان کے دوسرے شاگرد شیخ منتجب الدین اپنی فہرست میں اسکا ذکر کرتے نیز صاحب مقابس، صاحب روضات، صاحب مستدرک ان کا تذکرہ کرتے حالانکہ ان کے فقہی نظریات کو انہوں نے ان کی تفسیر سے ذکر کیا ہے۔

کتاب خلاف کی روش

شیخ نے اس کتاب کی روش تالیف کو مقدمہ میں وضاحت کی ہے اور اس کے ابواب کی ترتیب پہلے بیان ہوچکی ہے یہ شیخ کی دیگر جامع تالیفات کی طرح فقہ اسلامی کا جامع اور کامل مجموعہ ہے جس میں شیخ نے شیعہ امامیہ کے نظریات کو دوسرے فقہاء اسلام کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نظریات کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان کی ادلہ کو قرآن و سنت اور عقل و اجماع سے ذکر کیا ہے شیخ کی اکثر و بیشتر ادلہ میں قرآنی آیات اور نبی اکرم ﷺ اور ائمہ معصومینؑ سے نقل ہونے والی روایات ہیں ان کے ساتھ بیشتر مسائل میں انہوں نے اجماع شیعہ کا بھی دعوی کیا اور متعلقہ مسائل میں اصولی قواعد کی بھی وضاحت کی ہے ان کے ساتھ بہت سے مسائل میں شیخ نے اصل احتیاط کو بھی یاد کیا ہے جیسا کہ سید مرتضی کی انتصار اور ناصریات میں ان دلیلوں پر کافی انحصار کیا گیا تھا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مقدمه مولف

بسم الله الرحمن الرحيم؛ الحمد لله حق حمده، و الصلاة على خيرته من خلقه، محمد و الطاهرين من عترته. أئمة الهدى، الأبرار، و سلم تسليما.

سألتم أيدكم الله، إملاء مسائل الخلاف بيننا و بين من خالفنا من جميع الفقهاء من تقدم منهم و من تأخر. و ذكر مذهب كل مخالف على التعيين، و بيان الصحيح منه و ما ينبغي أن يعتقد.

و أن أقرن كل مسألة بدليل نحتج به على من خالفنا، موجب للعلم من ظاهر قرآن، أو سنة مقطوع بها، أو إجماع، أو دليل خطاب، أو استصحاب حال- على ما يذهب اليه كثير من أصحابنا- أو دلالة أصل، أو فحوى خطاب.

و أن أذكر خبرا عن النبى (صلى الله عليه و آله)، الذى يلزم المخالف العمل به، و الانقياد له. و أن أشفع ذلک بخبر من طريق الخاصة المروى عن النبى (صلى الله عليه و آله) و الأئمة (عليهم السلام).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و ان كانت المسألة مسألة إجماع من الفرقة المحقة، ذكرت ذلک. و ان كان فيها خلاف بينهم أومأت اليه. و أن أتعمد فی ذلک الإيجاز و الاختصار، لان ذلک يطول، و ربما مل الناظر فيه.

و قد ذكرنا طرفا كثيرا من ذلک فی كتابنا المعروف بتهذيب الأحكام، وكتاب الاستبصار، و ان كان هذان الكتابان مقصورين على ما نختص بروايته، و أنا مجيبكم الى ما سألتم بعون الله و قوته، حسب ما سألتم. معتمدا فيه الإيجاز حسب ما اقترحتم، و من الله تعالى أستمد المعونة و التوفيق، بمنه و لطفه، انه ولی ذلک، و القادر عليه.

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے، تمام حمد و ثناء خدا کیلئے ہے جیسا اس کی حمد کا حق ہے اور درود و سلام اس بہترین مخلوق حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی عترت پاک میں سے ائمہ ہدی پر ہوں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

[کتاب کی تالیف کا سبب]

خدا تمہاری تائید کرے؛ تم نے اپنے اور مخالفین کے درمیان تمام گذشتہ اور متاخر فقہاء میں اختلافی مسائل کو لکھنے کی درخواست کی جس میں مخالفین کا نظریہ ان کے قائلین کی تعیین کے ساتھ ذکر ہو اور ان نظریات میں صحیح اور جس پر اعتماد رکھنا صحیح ہو اس کو بیان کیا جائے اور ہر مسئلہ کے ساتھ دلیل ذکر ہو جس کے ذریعہ ہم مخالفین پر حجت تمام کر سکیں۔

---

[1]۔اس دور کے جلیل القدر شیعہ فقہاء کے ایسے علمی کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام فقہاء اسلام کے علمی نظریات سے واقف ہوتے تھے اور ان کی دلیلوں پر کامل واقفیت رکھتے تھے جیسا کہ شیخ طوسی کے استاد سید مرتضی علی الہدی نے انتصار اور ناصریات میں بحث کی اور یہ روش جاری رہی اور علامہ حلی نے اپنی منتہی المطلب اور تذکرۃ الفقہاء میں اس کو عروج و کمال بخشا اور یہ دونوں کتابیں تیس سے زائد جلدوں پر مشتمل تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[شرعی احکام کی دلیلیں]

اور وہ دلیلیں علم و یقین کا موجب ہوں:

۱) قرآن کا ظاہری معنی۔

۲) یا یقینی سنت۔

۳) یا اجماع اور امت کا اتفاق۔

۴) یا دلیل خطاب۔

۵) یا استصحاب حال جیسا کہ ہمارے سے علماء کا نظریہ ہے۔

۶) یا اصل کی دلیل۔

۷) یا فحوی خطاب[1]۔

۸) اور نبی اکرم ﷺ سے منقول روایات کو ذکر کروں جس پر عمل کرنے کو مخالف قبول کرتے ہیں اور اس کے سامنے مطیع ہیں[2]۔

۹) اور اس کے ساتھ شیعہ کی نبی اکرم ﷺ[1] اور ائمہ اطہارؑ سے نقل کردہ روایات کو بھی بیان کروں[2]۔

---

[1]۔ان ادلہ کی حجیت کی دلیل اور برہان علم اصول فقہ میں پیش کی جاتی ہے شیخ مفید نے اس علم میں تفصیلی کتاب العدۃ فی علم الاصول اور ان کے استاد سید مرتضی علم الہدی نے الذریعۃ الی علم الشریعۃ لکھی جو سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں شائع ہوئیں اور پھر ان کی تحقیقی طباعتیں تہران اور قم سے ہوئی ہیں لیکن مناسب تھا کہ الخلاف کی تحقیقی طبع میں بطور مختصر ان کے معنی کی طرف اشارہ کیا جاتا، اس قسم کی بہت سی ضرورتوں کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

[2]۔اگرچہ اس کتاب میں عامہ کی سند سے منقول نبوی روایات کو پیش کرنے کا مقصد اتمام حجت تھا لیکن خود شیخ طوسی نے دوسری فقہی اور علمی کتابوں میں بہت سی عامہ کی اسناد اور روایات سے تمسک کیا اور دوسرے بہت سے شیعہ امامیہ فقہاء نے بھی ان کو مقام دلیل میں تمسک کیا جس کی جامع تحقیق ہم نے "میزان اعتبار روایات عامہ در فقہ امامیہ" کے عنوان سے پیش کی ہے اور یہی نہیں بلکہ عامہ نے اہل بیتؑ سے منقول ہزاروں روایات کو اپنی کتب حدیث میں نقل کیا جیسا کہ ہمارے معاصر محقق نے مستدرک الوسائل فی ثوبہ الثانی میں بیس ہزار سے زیادہ روایات اہل بیتؑ، عامہ کی کتب حدیث سے جمع کی ہیں اور یہ کتاب دنیائے اسلام کے علمی مرکز لبنان بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۰) اور اگر مسئلہ فرقہ امامیہ میں اجماعی ہو تو اس کو ذکر کروں اور اگر ان میں اختلاف ہو تو اس کی طرف اشارہ کروں[۳]۔

اور اس میں اختصار سے کام لوں کیونکہ اگر بحث طویل ہوگئی تو پڑھنے والا اکتا جائے گا۔

[تہذیبین کی شہرت کا تذکرہ]

اور ہم نے ان میں بہت کچھ اپنی مشہور اور معروف[۴] کتاب تہذیب الاحکام[۱] اور استبصار (فیما اختلف فیہ الاخبار[۲]) میں ذکر کیا تھا اگرچہ یہ دونوں کتابیں ہماری شیعہ کی روایات سے خاص تھیں۔

---

[۱]۔ شیعہ امامیہ نے نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ روایات فقہ اور دوسری علمی موضوعات میں نقل کیں جیسا کہ جدید علمی دور میں ان کو جمع کر کے شیعہ محققین نے تفصیلی کتابیں لکھی ہیں جن کی فہرست ہم نے سابقہ میزان اعتبار کے مقدمہ میں ذکر کی۔

[۲]۔ ائمہ معصومینؑ کی روایات کو قدیم ایام میں شیعہ مولفین نے چار سو کتابوں میں جمع کیا پھر ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے کتب اربعہ شیعہ کلینی، صدوق اور شیخ طوسی نے جامع طور پر تیار کیں اور سابقہ کتابیں قدرے متروک ہو گئیں کیونکہ جامع کتابوں کی موجودگی میں ان کثیر کتابوں کو سنبھالنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی تھی پھر آخری زمانے میں علامہ مجلسی، حر عاملی اور فیض کاشانی نے تین جامع کتابیں بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار ائمۃ الاطہارؑ، وسائل الشیعۃ اور الوافی لکھی اور دور حاضر کے بڑے مجتہد حسین بروجردی نے جامع احادیث الشیعۃ اور دوسرے علماء نے جامع کتابیں لکھیں اس طرح وہ سب علمی سرمایہ عربی اور فارسی میں موجود ہے اور اپنی قوم ان سے محروم ہے خدا کرے اس علمی سرمانہ کو اپنی زبان میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو جبکہ بعض علماء نے حدیث کی چند کتابوں کا ترجمہ کیا ہے لیکن وہ اپنی قوم میں رواج نہیں پائیں اور ان کو داخل نصاب نہیں کیا گیا۔

[۳]۔ شیخ طوسی جس طرح تمام فقہاء اسلام کے نظریات سے بطور کامل اطلاع رکھتے تھے اسی طرح شیعہ فقہ میں ید طولی رکھتے تھے انہوں نے شیعہ فقہ میں بہت سی کتابیں لکھیں جیسا کہ ان کی مبسوط آٹھ جلدوں میں شائع ہوئی اور ان کی نہایۃ بھی شیعہ فقہاء کے نظریات پر جامع ہے مگر اس کتاب میں جس طرح انہوں نے دوسرے فقہاء اسلام کے نظریات کی تعیین کی ہے اس طرح شیعہ فقہاء کے نظریات کو جامعیت سے پیش نہیں کیا بلکہ اکثر بیشتر اجماع کا دعوی کر دیا ہے حالانکہ خود دوسری کتابوں میں شیعہ فقہاء کے نظریات کا اختلاف ذکر کیا ہے غور کریں۔

[۴]۔ اس صفت سے معلوم ہوتا کہ شیخ طوسی کی جوانی میں لکھی جانی والی کتابیں اسی دور میں بہت معروف تھیں اور جامع کام ہونے کی وجہ سے وہ اپنی ان کتابوں کی طرف بہت اشارہ کیا کرتے تھے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اب میں خدا کی مدد اور نصرت سے جیسا تم نے سوال کیا تمہاری درخواست کو پورا کر رہا ہوں اور اس میں جیسا تم نے تجویز دی اختصار سے کام لوں گا[۳] اور خدا سے مدد اور توفیق کا سوال کرتا ہوں وہی ولی اور قادر ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]۔اس کتاب میں شیخ طوسی نے تیرہ ہزار روایات کو جمع کیا اور مقدمہ میں اختلاف روایات کو حل کرنے کا مقصد بیان کیا اور یہ کتاب ان کے استاد شیخ مفید کی فقہی کتاب مقنعہ کی شرح ہے۔

[۲]۔اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے شیخ طوسی نے اس کتاب میں اپنی کتاب تہذیب کا خلاصہ پیش کیا اور آپس میں اختلاف رکھنے والی شیعہ امامیہ کی روایات کو جمع کرنے اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی۔

[۳]۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ طوسی کے مشاور کوئی علمی شخصیت تھے اور اس وقت کی ضرورت اور نزاکتوں کو سمجھتے تھے اور انہوں نے شیخ کی علمی کتاب کا نقشہ مرتب کیا اور شیخ نے اس کا علمی مواد پیش کر کے شیعہ قوم کی علمی میراث کو کمال بخشا۔اس طرح ہر دور کے اہل علم کو آپس میں مشورہ اور مدد سے علمی کاموں کو تقویت بخشنے کا درس ملتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کتاب طہارت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱: [طہور کا معنی]

ان الطهور هو المطهر المزيل للحدث و النجاسة. و به قال الشافعي[۲۱].

و قال أبو حنيفة[۳]، و الأصم[۴]: الطهور و الطاهر بمعنى واحد[۵].

---

[۱]. محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع بن السائب، ابو عبد اللہ، امام المذہب، اس نے روایت کی: از مسلم بن خالد الزنجی، و مالک بن انس، و ابراہیم بن سعد و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۰۴ھ ق). تہذیب التہذیب ۹: ۲۵-۳۱، و طبقات الشافعیۃ: ۲ و شذرات الذہب ۲: ۹ و مراۃ الجنان ۲: ۱۳، و تذکرۃ الحفاظ ۱: ۳۲۹ و الفہرست لابن الندیم: ۲۶۳.

[۲]. احکام القرآن لابن العربی ۳: ۱۴۰۴، و مغنی المحتاج ۱: ۱۷. و تفسیر القرطبی ۱۳: ۳۹، و المجموع ۱: ۸۴.

[۳]. ابو حنیفۃ، النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ، اور ایک قول ہے: ابن کاوس الکوفی التیمی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ، اور ایک قول ہے: بنی قفل، فارسی، اور ایک قول ہے: کابلی، امام المذہب الحنفی، اس نے روایت کی: عطاء، و عاصم، و السبیعی و غیرہ، اور اس سے روایت کی: زفر بن الہذیل، و ابو یوسف القاضی، شیبانی، ان کا مشہور جملہ ہے: «لولا السنتان لهلك النعمان» جو ان کے امام صادق کے شاگرد ہونے کی لیل ہے، ان کی کتابیں یہ ہیں: الفقہ الاکبر و العالم و المتعلم، و رسالہ الی البستی، وہ سنہ ۸۰ میں متولد ہوئے، اور دوسرا قول بھی ہے، اس نے وفات پائی سنہ: ۱۵۰. دیکھئے: الفہرست لابن الندیم: ۲۵۵، الجواہر المضیئۃ ۱: ۲۷، مراۃ الجنان ۱: ۳۰۹، شذرات الذہب ۱: ۲۲۷، تحفۃ الالوسی: ۸، المعارف: ۲۱۶، و تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۴۹-۴۵۱.

[۴]. ابو بکر، عقبہ بن عبد اللہ الاصم، الرفاعی، العبدی، البصری النیسابوری. اس نے روایت کی: از پدر خود، و عطاء بن ابی رباح، و حمید بن ہلال، و سالم بن عبد اللہ و غیرہ. اور اس سے روایت کی: معقل بن مالک الباہلی، و ابو قبیصۃ، و شاذ بن فیاض، و ابن المبارک و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۰۰ھ ق). تہذیب التہذیب ۷: ۲۴۴، و الفہرست لابن الندیم: ۲۱۴.

[۵]. احکام القرآن لابن العربی ۳: ۱۴۰۴، و المجموع للنووی ۱: ۸۴، اور اس میں ہے: و حكوا عن الحسن البصری و سفیان و ابی داود و بعض اصحاب ابی حنیفة و بعض اهل اللغة. نیز دیکھو: نیل الاوطار ۱: ۱۹، و تفسیر القرطبی ۱۳: ۳۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: هو أن هذه اللفظة وضعت للمبالغة، و المبالغة لا تكون الا فيما يتكرر فيه الشيء الذى اشتق الاسم منه. ألا ترى انهم يقولون: فلان ضارب إذا ضرب ضربة واحدة، و لا يقال: ضروب الا بعد أن يتكرر منه الضرب.

و إذا كان كونه طاهرا مما لا يتكرر، و لا يتزايد، فينبغى أن يكون كونه طهورا لما يتزايد. و الذى يتصور التزايد فيه، أن يكون مع كونه طاهرا مطهرا مزيلا للحدث و النجاسة، و هو الذى نريده.

و أيضا وجدنا العرب تقول: ماء طهور، و تراب طهور. و لا تقول: ثوب طهور، و لا خل طهور. لان التطهير غير موجود فى شيء من ذلک. فثبت أن الطهور هو المطهر على ما قلناه[۱].

ہمارے نزدیک[۲] طہور کا معنی یہ ہے کہ طہور وہ چیز ہے جو حدث اور نجاست دونوں کو پاک کرتا ہے اور شافعی نے یہی کہا ہے۔

---

[۱]. ابن العربی نے احکام القران ۳: ۱۴۰۴ میں کہا: و اجمعت الامة لغة و شريعة على ان وصف(طهور) مختص بالماء، و لا يتعدى الى سائر المائعات، و هى طاهرة، فكان اقتصارهم بذلک على الماء ادل دليل على ان الطهور هو المطهر. نیز دیکھیں: لسان العرب ۶: ۱۷۵، والنہایۃ لابن الاثیر ۳: ۱۴۷، والمصباح المنیر ۲: ۵۱۸(مادۃ طہر).

[۲]۔ اگر شیخ طوسی کی مراد تمام فقہاء شیعہ مراد ہیں جو جتنا اس کتاب کی عربی تحقیق میں دوسرے مسلمان فقہاء کے نظریات کی تخریج اور حوالہ جات ذکر کئے گئے ہیں اس طرح کے موارد میں شیعہ امامیہ کے فقہاء کی کتب کے حوالہ جات بیان کرنا بھی ضروری اور مفید تھے، ہاں علامہ حلی نے مختلف الشیعۃ کے عنوان سے آٹھویں صدی ہجری میں ایک جامع کتاب لکھی جس میں شیعہ علماء اعلام کے علمی نظریات کو جمع کیا اور ان کی دلیلوں کو بحث کی وہ کتاب دو تحقیقات کے ساتھ شائع ہوچکی ہے ،اس سے ان موارد کی جستجو کی جاسکتی ہے اور وہ اس کی تحقیق اور ترجمہ بھی ہمارے علمی کاموں میں شامل ہے خدا تعالی اس کی تکمیل کی توفیق اور نصرت عطا فرمائے، غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابو حنیفہ اور اصمّ نے کہا: طہور اور طاہر ایک معنی میں ہیں۔

[صحیح نظریہ کی دلیلیں]

اور ہماری دلیل یہ ہے:

۱) یہ لفظ مبالغہ کیلئے بنایا گیا ہے اور مبالغہ صرف اس چیز میں ہوتا ہے کہ جس سے وہ اسم مشتق ہوتا ہے وہ اس میں تکرار ہو جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ (عربی زبان بولنے والے) کہتے ہیں: فلاں ضارب، جب اس نے ایک ضرب ماری ہو اور اور ضروب نہیں بولا جاتا مگر جب اس نے کئی بار ضربیں ماری ہوں اور جب وہ پاک ہو اور اس میں کوئی تکرار اور اضافہ نہ ہو تو جس چیز میں اضافہ ہو وہ اس لحاظ سے مبالغہ بنے گا اور جس چیز میں اضافہ کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خود پاک ہو اور حدث اور نجاست کو زائل کر کے دوسری چیزوں کو پاک کرے اور یہ ہم چاہتے ہیں۔

۲) نیز ہم نے عربوں کو پایا کہ وہ کہتے ہیں: پانی طہور ہے اور نہیں کہتے: کپڑا طہور ہے یا سرکہ طہور ہے کیونکہ ان دونوں میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ طہور دوسری چیزوں کو حدث اور نجاست سے پاک کرنے والا ہے۔

مسئلہ ۲:[سمندر کے پانی سے وضو کا حکم][1]

يجوز الوضوء بماء البحر مع وجود غيره من المياه، و مع عدمه. و به قال جميع الفقهاء[2].

---

[1]۔ شیخ نے اس مسئلہ میں پانی کے حکم کو بیان کیا ہے حالانکہ پانی کے تفصیل احکام کو تیمّم کے احکام کے بعد بیان کریں گے۔

[2]. الام ۱: ۳، والمحلی ۱: ۲۱۰، واحکام القران لابن العربی ۳: ۱۴۱۳، و تفسیر القرطبی ۱۳: ۵۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عن عبد الله بن عمر[۱]، و عبد الله بن عمرو بن العاص[۲] انهما قالا: التيمم أحب إلينا منه[۳]. و قال سعيد بن المسيب[۴]: يجوز التوضؤ به مع عدم الماء، و لا يجوز مع وجوده[۱].

---

[۱]. عبد اللہ بن عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی، العدوی، ابو عبد الرحمٰن المکی. اس نے روایت کی: از نبی اکرم (ص)، و از پدر خود، و از زید و غیرہ. اور اس سے روایت کی: عبد الرحمٰن بن عوف، و سعید بن المسیب، و عون بن عبد اللہ و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۷۳ھ ق). اور ایک قول ہے: (۷۴ھ ق). تہذیب التہذیب ۵: ۳۲۸، والاصابۃ ۲: ۳۳۸، و شذرات الذہب ۱: ۸۱، و مراۃ الجنان ۱: ۱۵۴.

[۲]. عبد اللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم، ابو محمد، اور ایک قول ہے: ابو عبد الرحمٰن اور ایک قول ہے: ابو نصیر. اس نے روایت کی: النبی (ص)، و عن ابی بکر و عمر، و عبد الرحمٰن بن عوف و غیرہ. اور اسے روایت کی: انس بن مالک، و سعید بن المسیب، و عبد اللہ بن الحارث بن نوفل و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۶۵ھ ق). تہذیب التہذیب ۵: ۳۳۷، والاصابۃ ۲: ۳۴۳ و مراۃ الجنان ۱: ۱۴۱ و شذرات الذہب ۱: ۷۳.

[۳]. ہمیں یہ قول صرف ترمذی سے ملا اس نے اپنی سنن ۱: ۱۰۰ (باب ۵۲) میں کہا: و قد کره بعض اصحاب النبی (ص) الوضوء بماء البحر منهم: ابن عمر، و عبد الله بن عمرو. اور عبد الرزاق بن ہمام نے المصنف ۱: ۹۳ میں اسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا اس نے کہا: ماءان لا ينقيان من الجنابة: ماء البحر، و ماء الحمام، اور اس کے حاشیہ میں ہے: و اخرجه ابن ابی شيبة.، و قد روی قبله من طريق قتادة عن ابی ايوب عن عبد الله بن عمر، و قال: ماء البحر لا يجزی من وضوء و لا جنابة. دیکھئے: تحفۃ الاحوذی ۱: ۲۳۱. والمحلی ۱: ۲۲۱، والمجموع ۱: ۹۱، و نیل الاوطار ۱: ۲۰. و تفسیر القرطبی ۱۳: ۵۳.

[۴]. سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب المخزومی القرشی ابو محمد. اس نے روایت کی: ابی بکر مرسلا، و عن عمر، و عثمان، و علی، و سعد بن ابی وقاص و غیرہ. اور اس سے روایت کی: اس کا بیٹا محمد، و سالم بن عبد اللہ بن عمر، و الزہری، و قتادۃ و غیرہ. اس کی وفات تقریبا (۱۰۰ھ ق) میں ہوئی. طبقات الفقہاء: ۲۴، و تہذیب التہذیب ۴: ۸۴، و شذرات الذہب ۱: ۱۰۲، و مراۃ الجنان ۱: ۱۸۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «وَ أَنْزَلْنا مِنَ السَّماءِ ماءً طَهُوراً»[۲]، و ماء البحر يتناوله اسم الماء. و قال تعالى أيضا «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[۳]، فشرط فى وجوب التيمم عدم الماء، و من وجد ماء البحر فهو واجد للماء الذى يتناوله الطاهر. و على المسألة إجماع الفرقة.

و روى عن النبى صلى الله عليه و آله أنه سئل عن التوضؤ بماء البحر فقال: «هو الطهور ماؤه، الحل ميتته»[۴].

و روى عبد الله بن سنان[۵] و أبو بكر الحضرمى[۶] قالا: سألنا أبا عبد الله عليه السلام عن ماء البحر، أ طهور هو؟ قال: نعم[۱].

---

[۱]. تحفۃ الاحوذی ۱: ۲۳۱ میں کتاب البدر المنیر سے نقل کیا: فى الحديث عن جواز الطهارة بماء البحر، و به قال جميع العلماء، الا ابن عبد البر، و ابن عمر، و سعيد بن المسيب. اور نووی نے المجموع ۱: ۹۱ میں کہا: (و حكاه اصحابنا ايضا عن سعيد بن المسيب).

[۲]. الفرقان: ۴۸.

[۳]. النساء: ۴۳، والمائدة: ۶.

[۴]. دیکھئے سنن الترمذی ۱: ۱۰۰، و موطا مالک ۱: ۲۲، و سنن البیہقی ۱: ۳. و سنن الدارمی ۱: ۱۸۵، و سنن ابن ماجۃ ۱: ۱۳۶، و سنن النسائی ۱: ۵۰، والمستدرک ۱: ۱۴۱. والمصنف ۱: ۹۴، و سنن ابی داود ۱: ۲۱، و سنن الدار قطنی ۱: ۳۴، و مسند احمد ۲: ۲۳۷، ۳۶۱، و ۳: ۳۷۳ و ۵: ۳۶۵.

[۵]. عبد اللہ بن سنان بن ظریف. رجال نجاشی: ۱۵۸ میں ہے، كان خازنا للمنصور و المهدى و الهادى و الرشيد. كوفى ثقة ثقة من اصحابنا، جليل لا يطعن عليه فى شىء. نیز دیکھئے رجال الشیخ الطوسی: ۲۶۵، ۳۵۴.

[۶]. ابو بکر، عبد اللہ بن محمد الکوفی الحضرمی. اس نے ابو الطفیل سے حدیث سنی، اور تابعی تھا. اس نے روایت کی: امام باقر وصادق علیہما السلام سے. کشی نے اس کا زید کے ساتھ مناظرہ نقل کیا. اور ابن داود نے رجال (باب الکنی) میں اس کی توثیق کشی سے نقل کی جبکہ وہ رجال کشی میں نہیں ملی شاید کشی کی اصل کتاب سے لی ہو جو اس کی تلخیص میں نہ ہو، اسی طرح اس

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے چاہے دوسرا کوئی پانی موجود ہو یا نہ، یہی تمام فقہاء کا نظریہ ہے۔

اور عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے: سمندر کے پانی کی نسبت ہمیں تیمّم زیادہ پسند ہے۔

اور سعید بن مسیب نے کہا: جب دوسرا پانی موجود نہ ہو تو سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اور جب دوسرا پانی موجود ہو تو سمندر کے پانی سے وضو نہ کرے۔

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں:

۱۔ خدا تعالی کا فرمان ہے: ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی نازل کیا، اور سمندر کے پانی کو بھی پانی کا نام شامل ہے۔

۲۔ نیز خدا کا فرمان ہے: جب تمہیں پانی نہ ملے تو تیمّم کرو تو تیمّم واجب ہونے میں پانی نہ ملنے کی شرط لگائی ہے اور جسے سمندر کا پانی مل جائے اس کے پاس پانی موجود ہوتا ہے جس سے وہ طہارت کر سکتا ہے۔

۳۔ اور اس مسئلہ میں شیعہ فرقہ کا اجماع اور اتفاق ہے[۲]۔

۴۔ اور نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سے سمندر کے پانی سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

کے اسناد کامل الزیارات میں ہونے اور اس سے ابن ابی عمیر و صفوان اور بعض اصحاب الاجماع کے روایت کرنے اور اس کی طرف شیخ صدوق کا اسناد ہونے اور اس کے کثیر الرویت ہونے سے اس کی توثیق کی گئی. رجال الکشی ۴۱۶، و رجال الشیخ الطوسی ۲۲۴، و مستدرک الوسائل ۳: ۶۱۸، و معجم رجال الحدیث ۱۰: ۳۱۰-۳۱۳.

[۱]. التہذیب ۱: ۲۱۶ حدیث ۶۲۲ و ۶۲۳، والکافی ۳: ۱ حدیث ۴ و ۵.

[۲]۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا جیسا اس کتاب کے عربی محققین نے دوسرے فقہاء کے حوالہ جات ذکر کیئے ایسے موارد کو چھوڑ دیا ہے جو اس علمی کتاب کی تحقیق میں بہت خامی شمار ہوتی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور عبداللہ بن سنان اور ابو بکر حضرمی کا بیان ہے کہ ہم نے امام صادقؑ سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا: کیا وہ خود پاک اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں۔

مسئلہ ۳: [برف یا ٹھنڈے یخ پانی سے چہرے کا مسح کرنا]

من مسح وجهه و يديه بالثلج و لا يتندى وجهه لم يجزه. فان مسح وجهه بالثلج و تندى به وجهه مثل الدهن فقد أجزأه.

و قال الشافعي: لا يجزيه و لم يفصل[1]. و قال الأوزاعي[2] يجزيه و لم يفصل[3].

دليلنا: على انه لا يجزيه إذا مسح و لم يتند، هو ان الله تعالى قال «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ»[4]. فأمر بغسل الوجه و اليدين و من مسح

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[1]. نووی نے المجموع ۱: ۸۱ میں کہا: کہا گیا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اسے دھونا نہیں کہتے اسے ایک جماعت نے نقل کیا جن میں اقضی القضاۃ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری صاحب الحاوی، و ابو الفرج محمد بن عبد الواحد بن محمد الدارمی صاحب الاستذکار ہیں اور وہ ہمارے عراقی بڑے ائمہ میں سے ہیں اور دارمی ن ے اسے ابی سعید الاصطخری کی طرف نسبت دی.

[2]. ابو عمرو عبد الرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو. اور اس کا نام یحمد الشامی الاوزاعی ہے، فقیہ. آخری عمر میں بیروت میں ٹھہرے اور وہیں وفات پائی. اس نے روایت کی: اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ، و شداد بن عمار، و عطا بن ابی رباح و قتادۃ وغیرہ. اور اس سے روایت کی: مالک والثوری وابن المبارک وغیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۵۷ھ ق)، اور ایک قول ہے: (۱۵۸ھ ق). تہذیب التہذیب ۶: ۲۳۸، و مراۃ الجنان ۱: ۳۳۳، و شذرات الذہب ۱: ۲۴۱.

[3]. تفسیر الفخر الرازی ۱۱: ۱۵۷، والمجموع للنووی ۱: ۸۱.

[4]. المائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

علیهما فلم یغسلهما. و لا یلزمنا مثل ذلک فی جواز ذلک إذا تندی وجهه. لأنه إذا تندی وجهه فقد غسل، و ان کان غسلا خفیفا.

علی انا لو خلینا و الظاهر، لما أجزنا ذلک، لکن خصصناه بدلالة إجماع الفرقة، فإنهم لا یختلفون فی جواز ذلک.

و روی حریز[۱]، عن محمد بن مسلم[۲] قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل یجنب فی السفر، لا یجد الا الثلج؟ قال: یغتسل بالثلج أو ماء البحر[۳].

و روی معاویة بن شریح[۱] قال: سأل رجل أبا عبد الله علیه السلام و أنا عنده فقال: یصیبنا الدمق[۲] و الثلج، و نرید أن نتوضأ، و لا نجد الا ماءا جامدا فکیف أتوضأ؟ أدلک به جلدی؟ قال نعم[۳].

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. حریز بن عبد اللہ السجستانی، ابو محمد الازدی، کوفی، کثرت سے سجستان کی طرف سفر کرتے تھے اس سے سجستانی معروف ہوئے اور اس کی تجارت گھی اور زیتون تھی۔ایک قول ہے : اس نے روایت کی :ابی عبد اللہ علیہ السلام. یونس نے کہا:لم یسمع من ابی عبد اللہ(ع) الا حدیثین و کان ممن شهر السیف فی قتال الخوارج بسجستان فی حیاة ابی عبد اللہ علیہ السلام؛اس نے امام صادقؑ سے صرف دو روایتیں نقل کیں اور اس نے سجستا میں خوارج سے جنگ کیلئے امام صاق کی زندگی میں قیام کیا یہ بات نجاشی نے کہی اور اس کی توثیق کی ؛الفہرست طوسی : ۶۲ رجال النجاشی: ۱۱۱، و رجال الطوسی: ۱۸۱.

[۲]. محمد بن مسلم بن رباح، ابو جعفر الاوقص الطحان، مولی ثقیف الاعور. وجہ اصحابنا بالکوفۃ، فقیہ ورع، صحابی امام باقر و امام صادق علیہما السلام، انس نے ان سے روایت کی اور بہت بڑا ثقہ تھا، اس نے وفات پائی سنہ: (۱۵۰ھ ق). رجال نجاشی : ۲۴۷، و رجال الشیخ الطوسی: ۱۳۵، ۳۰۰.

[۳]. التہذیب ۱: ۱۹۱ حدیث ۵۵۰، والاستبصار ۱: ۱۵۷ حدیث ۵۴۲ اور ان دونوں میں ہے: (یغسل بالثلج او ماء النهر).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جس نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو برف سے مسح کیا اور اپنے چہرے کو مرطوب کیا تو یہ کافی نہیں ہے اور جس نے برف سے چہرے کو مسح کیا اور اس کو دھویا جیسے مالش کی جاتی ہے تو یہ اسے کافی ہے۔

اور شافعی نے کہا: برف سے چہرہ کو مسح کرنا کافی نہیں ہے اور اس نے تفصیل نہیں دی۔

اور اوزاعی نے کہا: بہر صورت کافی ہے اور اس نے تفصیل نہیں دی ہے۔

[حکم کی دلیلیں]

اور ہماری دلیل اس کے کافی نہ ہونے کی جب وہ مسح کرے اور چہرہ مرطوب نہ ہو خدا کا فرمان ہے: اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھولو، خدا نے چہرے اور ہاتھوں کو دھونے کا حکم دیا اور جس نے ان کو برف سے مسح کیا اس نے ان کو دھویا نہیں ہے۔

اور جب برف سے پورا چہرہ مرطوب ہو جائے تو اس کے جائز ہونے میں ہم پر یہ اعتراض نہیں کیا آتا کیونکہ جب چہرہ مرطوب ہو جائے تو اس نے اس کو دھو دیا اگرچہ یہ (ہلکا پھلکا) دھونا ہے۔

نیز اگر ہم صرف اس آیت کے ظاہری معنی کو دیکھتے تو (شاید) اس کو جائز قرار نہ دیتے لیکن ہم نے اس کی شیعہ فرقہ کے اجماع کے ذریعہ تخصیص کر دی ہے وہ اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔

---

[1]. معاویۃ بن میسرۃ بن شریح القاضی بن الحارث الکندی القاضی. اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ؛ یہ نجاشی نے کہا اور محدث نوری نے اس سے ابن ابی عمیر و صفوان و عثمان بن عیسی کی روایت کی وجہ سے توثیق کی. رجال النجاشی: ۴۲۱، والمستدرک ۳: ۶۷۸.

[2]. الدمق: بالتحریک، الثلج مع الریح. لسان العرب ۱۱: ۳۹۳ (مادۃ دمق).

[3]. التہذیب ۱: ۱۹۱ حدیث ۵۵۲، والاستبصار ۱: ۱۵۷ حدیث ۵۴۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور حریز نے محمد بن مسلم سے نقل کیا کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو سفر میں جنب ہو جائے اور سوائے برف کے کسی چیز کو نہ پائے؟ امامؑ نے فرمایا: برف یا سمندر کے پانی سے غسل کرے۔

اور معاویہ بن شریح کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام صادقؑ سے سوال کیا جبکہ میں بھی آپؑ کے پاس موجود تھا، اس نے عرض کی: ہمیں ہوا میں اڑتی ہوئی برف کے ٹکڑے یا برف ملتی ہے اور ہم وضو کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں سوائے جامد پانی کے سوا کچھ میسر نہیں ہوتا تو میں وضو کیسے کروں؟ کیا میں اس سے اپنی کھال کی مالش کرلوں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں۔

مسئلہ ۴: [آگ اور سورج سے گرم شدہ پانی سے وضو کا حکم]

الماء المسخن بالنار يجوز التوضؤ به. و به قال جميع الفقهاء[1] الا مجاهدا[2] فإنه كرهه[3].

و أما المسخن بالشمس إذا أريد به ذلك، فهو مكروه إجماعا[4].

دليلنا: على بطلان قول مجاهد: ما قلناه فى مسألة ماء البحر من الظواهر و عليه أيضا إجماع الفرقة.

---

[1]. المحلى ۱: ۲۲۱، والمجموع ۱: ۹۰-۹۱، والام ۱: ۳، وحاشية سليمان الجمل على شرح المنهج ۱: ۳۵. والتفسير الكبير ۱۱: ۱۶۸.

[2]. مجاہد بن جبر المکی، ابو الحجاج المخزومی، مولی السائب بن ابی السائب، اس نے روایت کی: علی (ع)، وسعد بن ابی وقاص، اور چار عبداللہ. و رافع بن خدیج وغیرہ. اور اس سے روایت کی: عطاء وعکرمہ، وابن عون، وعمرو بن دینار، وغیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۰۰ھ ق). اور ایک قول ہے (۱۰۳ھ ق).. طبقات الفقہاء: ۴۵، وتہذیب التہذیب ۱۰: ۴۲ وشذرات الذہب ۱: ۱۲۵، ومراۃ الجنان ۱: ۲۱۴.

[3]. المحلی ۱: ۲۲۱، والمجموع ۱: ۹۱. والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۸.

[4]. المحلی ۱: ۲۲۱، والمجموع ۱: ۸۷-۸۸، والام ۱: ۳، وتفسیر القرطبی ۱۳: ۵۵، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عنهم علیهم السلام انهم قالوا: «الماء کله طاهر ما لم یعلم ان فیه نجاسة» و لم یفصلوا[۱].

آگ پر گرم کئے گئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اور سوائے مجاہد کے تمام فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور مجاہد نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

اور جب سورج سے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا چاہے تو تمام فقہاء اسلام نے اجماع اور اتفاق کیا ہے کہ یہ مکروہ ہے۔

ہماری دلیل مجاہد کے نظریہ کے باطل ہونے پر قرآن کریم کے وہ ظاہری معانی ہیں جن کو ہم نے سمندر کے پانی والے مسئلہ میں پیش کیا ہے۔

نیز اس میں شیعہ امامیہ کا اجماع اور اتفاق ہے۔

اور ائمہ معصومینؑ سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا: پانی سب پاک ہے جب تک تجھے یقین نہ ہو کہ اس میں نجاست ہے اور ائمہ معصومینؑ نے تفصیل نہیں دی۔

مسئلہ ۵: [پانی کے علاوہ دوسرے مایعات سے وضو کا حکم]

لا یجوز الوضوء بالمائعات غیر الماء. و هو مذهب جمیع الفقهاء[۲].

و قال الأصم: یجوز ذلک[۳]. و ذهب قوم من أصحاب الحدیث، و أصحابنا الی أن الوضوء بماء الورد جائز[۴].

---

[۱]. التهذیب ۱: ۲۱۴ (باب المیاه و احکامها و ما یجوز التطهر به و ما لا یجوز)، و من لا یحضره الفقیه ۱: ۹.

[۲]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۹.

[۳]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۹. و المجموع ۱: ۹۳.

[۴]. الهدایة: ۱۳: (لا باس ان یتوضا بماء الورد للصلاة و یغتسل به فی الجنابة).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً»[۱]، فأوجب عند فقد الماء المطلق التيمم. و من توضأ بالمائع لم يكن تطهر بالماء، فوجب أن لا يجزيه.

و روى حريز، عن أبي بصير[۲]، عن أبي عبد الله عليه السلام: عن الرجل يكون معه اللبن، أ يتوضأ منه للصلاة؟ قال: لا انما هو الماء و الصعيد[۳].

پانی کے علاوہ دوسرے مایعات اور بہنے والی چیزوں سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اور یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے۔

اور اصمّ نے کہا: یہ جائز ہے اور اصحاب حدیث کا ایک گروہ اور ہمارے اصحاب میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گلاب کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے:

خدا تعالی کا فرمان: جب تمہیں پانی نہ ملے تو مٹی سے تیمّم کرو، تو خدا نے تیمّم کو واجب کیا ہے جب مطلق اور خالص پانی موجود نہ ہو اور جس کسی دوسرے مایع سے وضو کیا اس نے پانی سے طہارت نہیں کی تو وہ اس کیلئے کافی نہیں ہوگا۔

---

[۱]. النساء: ۴۳.

[۲]. رجال نجاشی میں ہے: ۳۴۴: یحیٰی بن القاسم، ابو بصیر الاسدی. اور ایک قول ہے: ابو محمد. ثقہ، وجیہ، اس نے روایت کی: ابی جعفر و ابی عبد اللہ علیہما السلام. اور ایک قول ہے: یحیٰی بن ابی القاسم، و اسم ابی القاسم اسحاق. اس نے روایت کی: ابی الحسن موسی علیہ السلام۔ اس کی وفات (۱۵۰ھ ق) میں ہوئی.

[۳]. التہذیب ۱: ۱۸۸ حدیث ۵۴۰، والاستبصار ۱: ۱۵۵ حدیث ۵۳۴. وا: ۱۴ حدیث ۲۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور حریز نے ابو بصیر کے واسطہ سے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں نقل کیا جس کے پاس دودھ لسی موجود ہو کیا وہ اس سے نماز کیلئے وضو کرے؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں، طہارت تو صرف پانی اور مٹی سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۶: [نبیذ سے وضو کا حکم]

لا يجوز الوضوء بشيء من الأنبذة المسكرة،سواء كان نيا أو مطبوخا على حال، و به قال الشافعي[۱].

و قال أبو حنيفة: يجوز التوضؤ بنبيذ التمر، إذا كان مطبوخا عند عدم الماء[۲] و هو قول أبي يوسف[۳]. و قال محمد[۴]: يتوضأ به و يتيمم[۵]، و قال الأوزاعي: يجوز التوضؤ بسائر الأنبذة[۶].

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. تحفۃ الاحوذی ۱: ۲۹۴، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۸۷.

[۲]. المبسوط للسرخسی ۱: ۸۸، و شرح معانی الاثار ۱: ۹۶، و المجموع ۱: ۹۳، و بدائع الصنائع ۱: ۱۷، و بدایۃ المجتہد ۱: ۳۲، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۲۹۳، و تفسیر القرطبی ۱۳: ۵۱.

[۳]. ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حمید الانصاری، الکوفی. القاضی، یہ ابو حنیفہ کا شاگرد تھا. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۸۲ھ ق). طبقات الفقہاء ۱۱۳، والکنی والالقاب ۱: ۱۸۰، و شذرات الذہب ۱: ۲۹۹، و مراۃ الجنان ۱: ۳۸۲.

[۴]. ابو عبد اللہ، محمد بن الحسن بن فرقد الدمشقی، مولی لبنی شیبان، واسط میں پیدا ہوا اور کوفہ میں پرورش پائی اور حدیث کا علم حاصل کیا اور اس نے روایت کی: مسعر بن کدام و مالک بن مسعود و الاوزاعی و الثوری، اور ابو حنیفہ سے علم حاصل کیا اور ان کی رائے اختیار کی؛ اس کی کتاب ہے الجامع الکبیر و الصغیر. اور (۱۸۹ھ ق) میں ری میں فوت ہوا. الفہرست لابن الندیم: ۲۵۷، و طبقات الفقہاء: ۱۱۴، و شذرات الذہب ۱: ۳۲۱، و مراۃ الجنان ۱: ۴۲۲.

[۵]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۸۸، و شرح معانی الاثار ۱: ۹۶، و بدائع الصنائع ۱: ۱۶، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۲۹۳، والمجموع ۱: ۹۳.

[۶]. المبسوط ۱: ۸۹، و بدائع الصنائع ۱: ۱۷، والمجموع ۱: ۹۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً» [۱]، فنقلنا عند عدم الماء الى التيمم من غير واسطة. فيجب أن لا يجوز الوضوء بالأنبذة، لأنه خلاف الظاهر، و عليه إجماع الفرقة.

و روى سماعة بن مهران[۲]، عن الكلبى النسابة[۳] أنه سأل أبا عبد الله عليه السلام عن النبيذ؟ فقال: حلال. فقال: انا ننبذه فنطرح فيه العكر[۴]، و ما سوى ذلک، فقال: شه شه[۵]، تلک الخمرة المنتنة. قلت: جعلت فداک فأى نبيذ تعنى؟ قال: ان أهل المدينة شكوا الى رسول الله صلى الله عليه و آله

---

[۱]. النساء: ۴۳.

[۲]. سماعۃ بن مہران بن عبد الرحمٰن الحضرمی، مولی عبد بن وائل بن حجر الحضرمی یکنی ابا ناشرۃ، اور ایک قول ہے: ابا محمد. حران کی طرف ریشم کا کاروبار کرتا تھا اور کوفہ ہیں گ کندہ میں رہتا تھا: ان يتجر فى القز، و يخرج به الى حران، و نزل من الكوفة كندة. اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام، اور مدینہ میں فوت ہوا روایت میں ثقہ ثقہ تھا اور ان کی کوفہ میں مسجد ہے،. یہ بات نجاشی نے رجال میں ص ۱۴۶ میں کہی، و انظر رجال الطوسی ۲۱۴، ۳۵۱.

[۳]. الكلبى النسابة: مشترک بین: ہشام بن محمد بن السائب بن بشر بن زید. بن کلب بن مرۃ النساب، العالم بالایام، المشهور بالفضل و العلم، كان يختص بمذهبنا و كان ابو عبد الله (ع) يقربه؛ ہمارے مذہب سے خاص تھا اور امام صادق اسے اپنا قرب و جوار بخشتے اور اسے عزت بخشتے تھے، المتوفی سنہ (۲۰۶ ھ ق). اور ایک قول ہے: (۲۰۴ ھ ق). اور ان کا باپ محمد بن السائب جسے طوسی نے رجال میں امام باقر و صادق علیہما السلام کے اصحاب میں شمار کیا. المتوفی سنہ (۱۴۶ ھ ق). اور طبقہ کے لحاظ سے اس روایت کا راوی باپ ہے نہ بیٹا، و اللہ العالم. رجال النجاشی: ۳۳۹، و تاریخ بغداد ۱۴: ۴۶، و رجال الطوسی: ۱۳۶، ۲۸۹، و اللباب فی تہذیب الانساب ۳: ۱۰۴.

[۴]. ابن منظور نے کہا: و عكر الشراب، و الماء، و الدهن اخره و خاثره، و عكر الماء و النبيذ عكرا اذا كدر. لسان العرب ۶: ۲۷۸ (مادۃ عکر).

[۵]. كلمة زجر و نفر مثل صه، الا انها بالضم. زبیدی نے التاج میں کہا: حكاية كلام شبه الانتهار.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

تغير الماء، و فساد طباعهم، فأمرهم أن ينبذوا فكان الرجل يأمر خادمه أن ينبذ له، فيعمد الى كف من تمر، فيقذف به فى الشن فمنه شربه، و منه طهوره[1].

نشہ آور نبیذ کی کسی قسم سے وضو کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ خالص ہو یا پکائی گئی ہو، کسی حالت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور شافعی کا نظریہ بھی یہی ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: کھجور کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے جب پانی نہ ہو اور نبیذ کو پکایا گیا ہو اور یہ ابو یوسف کا نظریہ ہے۔

اور محمد بن حسن شیبانی نے کہا: اس سے وضو کرے اور تیمّم بھی کرے اور اوزاعی نے کہا: ہر قسم کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے۔

ہماری دلیلیں یہ ہیں:

خدا کا فرمان: جب تمہیں پانی نہ ملے تو مٹّی سے تیمّم کرو۔ اس آیت میں ہمیں پانی نہ ملنے کی صورت میں بغیر کسی واسطہ اور دوسری صورت کے تیمّم کا حکم دیا گیا ہے تو واجب ہوا کہ نبیذ سے وضو کرنا جائز نہ ہو کیونکہ یہ آیت کے ظاہری معنی کے خلاف ہے۔

نیز اس نظریہ پر شیعہ کا اجماع اور اتفاق ہے۔

اور سماعہ بن مہران نے کلبی نسّابہ سے روایت کی کہ اس نے امام صادقؑ سے نبیذ کے بارے میں سوال کیا، امامؑ نے فرمایا: اس کو کھانا حلال ہے، اس نے عرض کی: ہم نبیذ بناتے ہیں اس میں گاڑھا مواد وغیرہ پھینک دیتے ہیں، فرمایا: ارے دور ہو، یہ بدبودار اور شراب ہے، میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان جاؤں، تو آپؑ کونسی نبیذ اور مشروب مراد لے رہے تھے؟ فرمایا: اہل مدینہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانی کی کڑواہٹ اور اپنی طبیعتوں کی خرابی کی شکایت کی تو

---

[1]. التہذیب ۱: ۲۲۰ حدیث ۶۲۹، والاستبصار ۱: ۱۶ حدیث ۲۹، والکافی ۶: ۴۱۶ حدیث ۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

آپ ﷺ نے انہیں نبیذ بنانے کا حکم دیا تو ایک شخص اپنے خادم کو حکم دیتا تھا کہ اس کیلئے نبیذ بنائے تو وہ کھجور کی ہتھیلی بھر لیتا اور پانی کے برتن میں ڈال دیتا تھا اس سے پیتا تھا اور اس سے طہارت بھی کرتا تھا۔

مسئلہ ۷: [آپ مضاف سے وضو کا حکم]

إذا خالط الماء ما غير لونه، أو طعمه، أو رائحته من الطهارات فإنه يجوز التوضؤ به، ما لم يسلبه إطلاق اسم الماء، فان سلبه لم يجز التوضؤ به. و ان كان نجاسة فلا يجوز التوضؤ به على حال.

و قال الشافعي: إذا خالط الماء ما غير أحد أوصافه لم يجز التوضؤ به، إذا كان مختلطا به نحو الدقيق، و الزعفران، و اللبن، و غير ذلك. و ان جاوره ما غير أحد أوصافه، فلا بأس به، نحو القليل من الكافور، و المسك، و العنبر، و غير ذلك[۱].

و قال أبو حنيفة: يجوز التوضؤ به ما لم يخرجه عن طبعه، و جريانه، أو يطبخ به[۲].

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً» [۳] فأوجب علينا التيمم عند فقد الماء، و من وجد الماء متغيرا فهو واجد للماء.

---

[۱]. الام ۱: ۷، واحکام القران للجصاص ۳: ۳۳۸-۳۳۹، والمجموع ۱: ۱۰۵ و مغنی المحتاج ۱: ۱۸-۱۹، وشرح فتح القدیر ۱: ۴۹.

[۲]. احکام القران للجصاص ۳: ۳۳۸، وبدائع الصنائع ۱: ۱۵، وشرح فتح القدیر ۱: ۴۹.

[۳]. النساء: ۴۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و أيضا روى محمد بن أحمد بن يحيى[۱] عن الحسن بن الحسين اللؤلؤى[۲] [عن أبى داود المنشد][۴۳] عن جعفر بن محمد[۵] عن يونس[۶] عن حماد بن عيسى[۷] قال: أبو عبد الله عليه السلام: الماء كله طاهر حتى يعلم انه قذر[۸].

جب پانی کوئی پاک و پاکیزہ ایسی چیز مل جائے جو اس کے رنگ یا ذائقہ یا بو کو تبدیل نہ کرے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے جب تک اس سے آب مطلق کا عنوان ختم نہ ہو اور اگر اسے آب مطلق نہ کہا جائے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر پانی میں ملنے والی چیز نجس ہو تو کسی حالت میں اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

---

[۱]. ابو جعفر، محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران بن عبد اللہ بن سعد بن مالک الاشعری القمی. ثقۃ فی الحدیث، اور طوسی نے من لم یرو عنہم علیہم السلام میں شمار کیا اور الفہرست میں کہا: رحمہ اللہ جلیل القدر، کثیر الروایۃ. رجال الطوسی: ۴۹۳، و الفہرست: ۱۴۴، و رجال النجاشی: ۳۱.

[۲]. الحسن بن الحسین اللؤلؤی، کوفی، ثقۃ، کثیر الروایۃ؛ رجال نجاشی: ۳۱.

[۳]. کذا فی التہذیب ۱: ۲۱۵. حدیث ۶۲۰، والکافی ۳: ۱ حدیث ۲ و ۳.

[۴]. سلیمان بن سفیان المسترق، ابو داود المنشد. کان راویۃ و منشدا الشعر السید الحمیری رضوان اللہ علیہ، مولی بنی اعین من کندۃ، ان کی ایک کتاب ہے، اور امام صادق علیہ السلام کے خاص اصحاب میں شمار ہوتا تھا، سب نے اس کی توثیق کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۳۰ھ ق). الفہرست للشیخ الطوسی ۱۸۴، و مناقب ابن شہر اشوب ۴: ۲۸۱.

[۵]. جعفر بن محمد: کئی راویوں میں مشترک ہے، اس راویت میں کسی نے اس کی تمییز اور تعیین نہیں کی.

[۶]. یونس: کئی راویوں میں مشترک ہے، اس راویت میں کسی نے اس کی تمییز اور تعیین نہیں کی.

[۷]. حماد بن عیسی، ابو محمد الجہنی. اصلہ میں کوفی ہے. نجاشی نے کہا: کان ثقۃ فی حدیثہ، صدوقا. اور شیخ طوسی نے امام صاق و کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں شمار کیا اور فہرست میں توثیق کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۰۹ھ ق). اور ایک قول ہے: (۲۰۷ھ ق). ان کی عمر ستر سے زیاہ تھی. رجال النجاشی: ۱۰۹، و رجال الطوسی: ۳۴۶ و ۳۴۷، والفہرست: ۶۱.

[۸]. التہذیب ۱: ۲۱۵ حدیث ۶۱۹ و ۶۲۰، و فی حدیث ۶۲۱ بسندہ عن سعد بن عبد اللہ عن محمد بن الحسین عن ابی داود المنشد. و فی الکافی ۳: ۱ حدیث ۲ و ۳. و ۴ بسندہ عن شیخہ الجلیل محمد بن یحییٰ العطار عن محمد بن الحسین عن ابی داود المنشد. اور الفقیہ ۱: ۶ حدیث ۱، مرسلا عن الصادق علیہ السلام قال: (کل ماء طاهر الا ما علمت انه قذر).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور شافعی نے کہا: جب پانی میں کوئی ایسی چیز مل جائے جو اس کے اوصاف میں سے کسی ایک کو بدل دے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے جب پانی میں ملنے والی چیز آٹا، زعفران، دودھ وغیرہ جیسی ہو اور اگر وہ چیز اس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کے اوصاف میں سے کسی ایک کو تبدیل کردے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسے تھوڑی سی کافور، مسک، عنبر وغیرہ۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: اس سے وضو کرنا اس وقت تک جائز ہے جب تک اسے پانی کی طبیعت اور بہنے کی صفت سے نہ نکالے یا اسے پکانہ دے۔

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں: خدا کا فرمان: جب تمہیں پانی نہ ملے تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو۔ اس آیت میں خدا نے ہم پر تیمّم واجب کیا ہے جب پانی نہ ملے اور جسے (اصلی اوصاف کے علاوہ تھوڑا بہت تبدیل شدہ) پانی مل رہا ہوں وہ وضو کرے۔

نیز محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن حسین لؤلؤی (ہیرے جواہرات فروش[1]) کے واسطہ سے ابوداؤد منشد (نوحہ اور اشعار پڑھنے والے) سے روایت کی کہ اس نے جعفر بن محمد کے واسطہ سے یونس سے اور اس نے حماد بن عیسیٰ[2] سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: پانی سب پاک ہے مگر تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ نجس ہو گیا ہے۔

---

[1]۔ فریقین کی تاریخ اور سیر اور رجال و تراجم میں راویوں اور قدیم ایام کی شخصیات کے عناوین اور تعارف میں بہت سے القاب اور الفاظ ایسے ہیں جو ان کے پیشوں اور ذرائع کسب و کار کی طرف اشارہ کرتے ہیں ہم نے مستقل عنوان سے جامع تحقیق اس موضوع میں تحریر کی جو اپنی جگہ مفید اور اپنے موضوع میں سبقت رکھتی ہے۔

[2]۔ شیخ طوسی نے اس مقام پر غیر معمولی طور پر روایت کی تفصیلی سند ذکر کی ہے حالانکہ دوسرے اکثر مقامات پر اس کتاب تفصیلی سند نہیں لکھتے اس کیوجہ معلوم نہیں ہے غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۸: [خالص پانی کے علاوہ کسی مایع سے نجاست کو دور کرنے کا حکم]

لا يجوز ازالة النجاسات عند أكثر أصحابنا بالمائعات. و هو مذهب الشافعی[۱].

و قال المرتضی[۲]: يجوز ذلک[۳] و قال أبو حنيفة: كل مائع مزيل للعين يجوز إزالة النجاسة به[۴].

دليلنا: انا قد علمنا بحصول النجاسة فی الثوب أو البدن، و حظر الصلاة فيه. فلا يجوز أن نستبيح بعد ذلک الصلاة إلا بدليل. و ليس فی الشرع ما يدل عليه.

و أيضا روی عن النبی صلی الله عليه و آله انه قال لأسماء[۱] فی دم الحيض يصيب الثوب: «حتيه ثم اقرصيه، ثم اغسليه بالماء»[۲] فأمر بغسل الدم بالماء، فدل علی أنه لا يجوز بغيره، لأنه لو جاز لبينه.

---

[۱]. المجموع ۱: ۹۲ و ۹۵، والمبسوط للسرخسی ۱: ۹۶، وشرح فتح القدیر ۱: ۱۳۳.

[۲]. علی بن الحسین بن موسی بن محمد بن موسی بن ابراہیم بن موسی بن جعفر علیہ السلام، ابو القاسم، المرتضی. اپنے زمانے میں علم اسلامی میں سب سے سبقت لے گئے اور کثرت سے حدیث سنی اور بیک وقت متکلم، شاعر ادیب اور دین و دنیا میں عظمت کے مالک تھے ۲۵ ربیع الاول، سنہ ۴۳۶ میں فوت ہوئے یہ بات نجاشی نے کہی، رجال نجاشی: ۲۰۶، والفہرست للطوسی: ۹۸، وتاریخ بغداد ۱۱: ۴۰۲، ووفیات الاعیان ۱: ۴۳۳، ومراۃ الجنان ۳: ۵۵.

[۳]. الناصریات (کتاب الطہارۃ) مسالۃ ۴.

[۴]. المبسوط للسرخسی ۱: ۹۶، و تفسیر القرطبی ۱۳: ۵۱، ومراقی الفلاح: ۲۷، وشرح فتح القدیر ۱: ۱۳۳، والدرر المضیۃ ۱: ۳۴، اور نووی نے کہا: المجموع ۱: ۹۵: اور ہمارے اصحاب نے محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، وابی بکر الاصم سے نقل کیا کہ ہر پاک مائع سے حدث اور نجس کا ازالہ کرنا جائز ہے، انه يجوز رفع الحدث و ازالة النجس بكل مائع طاهر.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہمارے اکثر علماء کے نزدیک پانی کے علاوہ دوسری مایع چیزوں سے ظاہری نجاست کو دور کرنا جائز نہیں ہے اور یہ شافعی کا نظریہ ہے۔ اور سید مرتضی نے فرمایا: یہ جائز ہے[3]۔

اور ابو حنیفہ نے فرمایا: ہر وہ مائع جو عین نجاست کو ختم کردے اس سے نجاست دور کرنا جائز ہے۔

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں:

ہمیں کپڑے یا بدن میں نجاست حاصل ہونے کا یقین ہے اور اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے تو اس کے بعد اس میں نماز مباح ہونا جائز نہیں مگر جب اس کی دلیل مل جائے اور شریعت میں ایسی چیز میں نماز جائز ہونے کی دلیل نہیں پائی جاتی۔

نیز نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی کہ آپ ﷺ نے اسماء بنت ابی بکر سے خون حیض کے بارے میں فرمایا جو کپڑے کو لگ گیا تھا: اسے اتارو، پھر اسے کھرچو، پھر اسے پانی سے دھو دو۔ پس آپ ﷺ نے خون کو پانی سے دھونے کا حکم دیا یہ دلیل ہے کہ دوسری چیزوں سے دھونا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر وہ جائز ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے بیان فرماتے۔

---

[1]. اسماء بنت ابی بکر بن ابی قحافۃ، زوجۃ الزبیر بن العوام. روایت کی: از نبی (ص) اور اس سے اس کی بیٹوں عبد اللہ و عروۃ نے روایت کی اور (۷۳ ھ ق) میں مکہ میں فوت ہوئی. الاستیعاب بہامش الاصابۃ ۴: ۲۲۸، واسد الغابۃ ۵: ۳۹۲، والدر المنثور: ۳۳ والاصابۃ ۴: ۲۲۴.

[2]. نصب الرایۃ ۱: ۲۰۶، وشرح فتح القدیر ۱: ۱۳۳، وفی سنن ابن ماجۃ ۱: ۲۰۶ (اقرصیہ و اغسلیہ و صلی فی ھ ق). کتب حدیث میں اس کے الفاظ مختلف ہیں اس لیے بعض مصادر ذکر کئے۔

[3]۔ غور طلب امر یہ ہے کہ شیخ طوسی نے جس طرح اس کتاب میں دوسرے مسلمان فقہاء کے نظریات کی دلیلوں کو پیش کرکے ان کی تحقیق اور نقد و نظر لکھنے کی زحمت نہیں کی اسی طرح اس کتاب میں شیعہ فقہاء کے بعض نظریات کی طرف اشارہ کیا تو ان کی دلیلوں کو بھی نقد و نظر سے نہیں گزارا، اس لیے ان کو مختلف الشیعۃ جیسی کتابوں میں دیکھا جائے، مختلف الشیعۃ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ہر فقیہ کے نظریہ کی دلیل کو پیش کیا گیا اور اس پر نقد و نظر بھی کیا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹: [مردار کی کھال رنگنے کا حکم]

جلد الميتة نجس، لا يطهر بالدباغ، سواء كان الميت مما يقع عليه الذكاة أو لا يقع، يؤكل لحمه أو لا يؤكل لحمه، و به قال عمر[۱] و ابن عمر، و عائشة[۲] و أحمد بن حنبل[۴۳].

و قال الشافعي: كل حيوان طاهر فی حال حياته، فجلده إذا مات يطهر بالدباغ و هو ما عدا الكلب و الخنزير، و ما تولد بينهما[۱] و قال أبو حنيفة: يطهر الجميع الا جلد الخنزير[۲] و قال داود[۳]:يطهر الجميع[۴].

---

[۱]. عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بن رياح. اس نے روایت کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے اور ابی بکر، وابی بن کعب. اور اس سے ان کی اولاد اور عثمان، و سعد بن ابی وقاص وطلحۃ بن عبید اللہ و عبد الرحمٰن بن عوف، وغیرہ نے روایت کی اور سنہ (۲۳ھ ق) میں قتل ہوئے. اسد الغابۃ ۴: ۵۲ تہذیب التہذیب ۷: ۴۳۸، ومراۃ الجنان ۱: ۷۸، وشذرات الذہب ۱: ۳۳، والاصابۃ ۲: ۵۱۱.

[۲]. عائشۃ بنت ابی بکر، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بکثرت روایت کی اور اپنے باپ اور عمر، وحمزۃ بن عمرو، وسعد بن ابی وقاص وغیرہ سے اور ان کی وفات رمضان سنہ (۵۸ ھ ق) میں ہوئی. تہذیب التہذیب ۱۲: ۴۳۳. الاصابۃ ۴: ۳۴۸، واسد الغابۃ ۵: ۵۰۱.

[۳]. ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی المروزی ثم البغدادی، ان کی والدہ حاملہ تھیں جب مرو سے سفر کیا اور بغداد میں ان کو جنم دیا اور وہیں انہوں نے علم حاصل کیا؛ اس نے روایت کی: بشر بن المفضل، واسماعیل بن علیہ، وسفیان بن عیینۃ، وجریر، وغیرہ. اور اسے روایت کی: البخاری، ومسلم وابو داود، وغیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۴۱ھ ق). تہذیب التہذیب ۱: ۷۲، طبقات الفقہاء: ۷۵، وتذکرۃ الحافظ ۲: ۷ وتاریخ بغداد ۴: ۴۱۲ وحلیۃ الاولیاء ۹: ۱۶۱.

[۴]. التفسیر الکبیر ۵: ۱۶، وفی المجموع ۱: ۲۱۷؛ نووی نے کہا: لا يطهر بالدباغ شیء من جلود الميتة، لما روى :عمر بن الخطاب و ابنه و عائشة و هو اشهر الروايتين عن احمد و رواية عن مالک. ونحوہ فی نیل الاوطار ۱: ۷۴، والحاوی للفتاوی ۱: ۱۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الأوزاعی: یطهر جلد ما یؤکل لحمه دون ما لا یؤکل لحمه[5] و هو مذهب أبی ثور[6] و قال مالک[7]: یطهر الظاهر منه دون الباطن[1] و قال الزهری[2] یجوز الانتفاع بجلد المیتة،

---

[1]. الام ۱: ۹، واحکام القران للجصاص ۱: ۱۱۵، والمجموع ۱: ۲۱۷ والتفسیر الکبیر ۵: ۱۶، وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۶، ونیل الاوطار ۱: ۷۴. و بدائع الصنائع ۱: ۸۵، والحاوی للفتاوی ۱: ۱۵.

[2]. احکام القران للجصاص ۱: ۱۱۵، والتفسیر الکبیر ۵: ۱۶، والمجموع ۱: ۲۱۷ وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۶، ومراقی الفلاح: ۲۸ ونیل الاوطار ۱: ۷۶، وبدائع الصنائع ۱: ۸۵، والحاوی للفتاوی ۱: ۱۵.

[3]. ابو سلیمان، داود بن علی بن داود بن خلف الاصفہانی. اس نے سب سے پہلے اہل ظاہر کا نظریہ اختیار کیا اور کتاب و سنت کو اخذ کیا اور رای اور قیاس کو لغو قرار دیا. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۷۰ھ ق). الفہرست لابن الندیم: ۲۷۱، وتاریخ بغداد ۸: ۳۶۹، وطبقات الفقہاء: ۷۶ وتذکرۃ الحفاظ ۲: ۱۳۶، ومراۃ الجنان ۲: ۴۲۲.

[4]. التفسیر الکبیر ۵: ۱۶، اور نووی نے کہا: المجموع ۱: ۲۱۷: قالہ داود و اهل الظاهر، و حکاه الماوردی عن ابی یوسف. وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۶، والحاوی ۱: ۱۵، ونیل الاوطار ۱: ۷۶.

[5]. نووی نے المجموع ۱: ۲۱۷ میں کہا: یہ الاوزاعی، وابن المبارک، وابی ثور واسحاق بن راہویہ کا نظریہ ہے. نئے دیکھو التفسیر الکبیر ۵: ۱۶، ونیل الاوطار ۱: ۷۵، والحاوی ۱: ۱۴.

[6]. ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی، البغدادی. اس کی کنیت: ابو عبد اللہ ہے اور ابو ثور لقب ہے. احمد ابن حنبل نے کہا: وہ میرے نزدیک سفیان الثوری کی مانند ہے اور ابو ثور ابو حنیفہ کے نظریہ پر تھے جب شافعی بغداد آئے تو اس کی پیروی کی اور اس کی کتابوں کو یاد کیا اور ان کا علم پھیلایا اس کے باوجود رافعی نے العزیز کی کتاب الغصب میں کہا: ابو ثور یہ شافعی کے اصحاب کے طبقات میں شمار ہوتے تھے جبکہ ان کا مستقل مذہب ہے اور وہ شافعی کے پیرو کا نہیں تھے، و کان معدودا فی طبقات اصحاب الشافعی، فله مذهب مستقل، و لا یعد تقریره وجها؛ اس نے وفات پائی سنہ: (۲۴۰ھ ق). یہ بات ابن ہدایۃ الحسینی نے طبقات الشافعیۃ: ۵ میں کہی اور دیکھو طبقات الفقہاء: ۷۵، وتہذیب التہذیب ۱: ۱۱۸، وتاریخ بغداد ۶: ۶۵، ومراۃ الجنان ۲: ۱۲۹.

[7]. ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی، الحمیری، المدنی. امام دار الہجرۃ، اس نے روایت کی: عامر بن عبد اللہ بن الزبیر بین العوام و نعیم بن عبد اللہ، وزید بن اسلم وغیرہ. اور اس سے روایت کی: الزہری، و یحییٰ بن

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قبل الدباغ و بعده[۳] دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ»[۴] و الجلد من جملة الميتة. و أيضا فإنه قبل الدباغ معلوم نجاسته بالإجماع، فمن ادعى زوالها احتاج الى دليل.

و روى الحسين بن سعيد[۵] عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن محمد بن مسلم قال: سألته عن جلد الميت أ يلبس فى الصلاة إذا دبغ؟ فقال: لا، و لو دبغ سبعين مرة[۱].

سعید الانصاری ویزید بن عبداللہ بن الہاد وغیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۷۹ھ ق). قالہ ابن حجر فی تہذیب التہذیب ۱۰: ۵، وطبقات الفقہاء: ۴۲، وحلیۃ الاولیاء ۶: ۳۱۶، والدیباج المذہب: ۱۱، وتذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۹۳.

[۱]. التفسیر الکبیر ۵: ۱۶، وحاشیۃ الدسوقی ۱: ۵۴ اور نووی نے المجموع ۱: ۲۱۷ میں مالک کے نظریہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: يطهر الجميع و الكلب و الخنزير الا انه يطهر ظاهره دون باطنه فيستعمل فى اليابس دون الرطب و يصلى عليه لا فيه. اور دیکھو نیل الاوطار ۱: ۷۶، والحاوی ۱: ۱۵.

[۲]. ابو بکر، محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث الزہری. احد الائمۃ الاعلام، وعالم الحجاز و الشام. اس نے روایت کی: عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، وعبد اللہ بن جعفر، وربیعۃ ابن عباد، والمسور بن مخرمۃ، وغیرہ. اور اس سے روایت کی: ابن ابی رباح وابو الزبیر المکی، وعمر بن عبد العزیز، وعمرو بن دینار، وصالح بن کیسان وغیرہ، اس نے وفات پائی سنہ: (۱۲۳ھ ق). اور ایک قول ہے: (۱۲۴ھ ق). تہذیب التہذیب ۹: ۴۴۵ ومراۃ الجنان ۱: ۲۶۰، وشذرات الذہب ۱: ۱۶۲، وتذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۰۲.

[۳]. الحاوی ۱: ۱۵، اور عبد الرزاق بن ہمام نے المصنف ۱: ۶۲ میں یہ روایت کی: و كان الزهرى ينكر الدباغ و يقول: يستمتع به على كل حال، و ذكر النووى فى المجموع ۱: ۲۱۷ ما حكوه عن الزهرى و قال: ينتفع بجلود الميتة بلا دباغ و يجوز استعمالها فى الرطب و اليابس. التفسیر الکبیر ۵: ۱۶، ونیل الاوطار ۱: ۷۶.

[۴]. المائدۃ: ۳.

[۵]. الحسین بن سعید بن حماد بن مہران الاہوازی، مولی علی بن الحسین علیہ السلام، یہ ثقہ، عین، جلیل القدر تھے اور اصل میں کوفی تھے پھر اپنے بھائی حسن کے ساتھ اہواز گئے پھر قم ہجرت کی اور وہیں وفات پائی اور شیخ طوسی نے اسے اصحاب الامام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مردار کی کھال نجس ہے اور وہ رنگنے سے پاک نہیں ہوتی چاہے مردار ایسا ہو کہ زندہ حالت میں اسے ذبح کیا جاسکتا ہو یا نہ، اس کا گوشت حلال ہو یا نہ، یہی نظریہ حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ اور احمد بن حنبل نے بھی اختیار کیا ہے۔

اور شافعی نے فرمایا: ہر وہ حیوان جو زندگی میں پاک ہوتا ہے جب وہ مر جائے اس کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے اور وہ کتے، خنزیر اور جو جانور ان سے جنم لے ان کے علاوہ تمام حیوانات کو شامل ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: سوائے خنزیر کی کھال کے باقی سب کھالیں پاک ہیں اور داود (بن علی اصفہانی ظاہری) نے کہا: سب کھالیں پاک ہیں اور اوزاعی نے کہا: جن حیوانات کا گوشت کھایا جاتا ہے صرف ان کی کھالیں پاک ہیں اور حرام گوشت جانوروں کی کھالیں پاک نہیں ہیں اور یہی ابو ثور (کلبی بغدادی) کا نظریہ ہے۔

اور مالک نے کہا: کھال کا ظاہری پاک ہو جاتا ہے مگر ان کا اندرونی حصہ پاک نہیں ہوتا اور زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) نے کہا: مردار کی کھال سے رنگنے سے پہلے اور بعد میں استفادہ کرنا جائز ہے۔

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں:

(اس نظریہ پر) شیعہ فرقہ کا اجماع اور اتفاق ہے۔

نیز خدا تعالی کا فرمان ہے: تم پر مردار اور خون حرام کیا گیا، اور کھال بھی مردار کا حصہ ہے۔

الرضا، اصحاب الامام الجواد، اصحاب الامام الہادی علیہم السلام میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۴۰۶، و رجال الطوسی: ۳۷۲ و ۳۹۹ و ۴۱۲، والفہرست لابن الندیم: ۲۷۷.

[ج]. التہذیب ۲: ۲۰۳ حدیث ۷۹۴، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۱۶۰ حدیث ۷۵۰ اور اس میں ہے: روی محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام انہ سالہ عن جلد المیتۃ یلبس. الخ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیز رنگنے سے پہلے بطور اجماع اور تمام امت کا اتفاق اس کی نجاست یقینی ہے تو جس نے رنگنے کے بعد اس کی نجاست ختم ہونے کا دعوی کیا ہے وہ دلیل پیش کرنے کا محتاج ہے۔

اور حسین بن سعید نے حماد بن عیسی سے اور اس نے حریز کے واسطہ سے محمد بن مسلم سے روایت کی کہ میں نے آپ[1] سے مردار کی کھال کے بارے میں سوال کیا جب اسے رنگ لیا جائے تو کیا اسے نماز میں پہننا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں، اگرچہ ستر بار بھی رنگا جائے (اس میں نماز جائز نہیں ہوتی)۔

مسئلہ ۱۰: [مردار کی کھال کو بیچنے کا حکم]

لا يجوز بيع جلود الميتة، لا قبل الدباغ، و لا بعده.

و قال الشافعي: لا يجوز بيعها قبل الدباغ، و يجوز بعده[2] و كان قديما يقول: لا يجوز بيعها بعد الدباغ أيضا[3] و قال أبو حنيفة: يجوز بيعها قبل الدباغ و بعده

دليلنا: الاية، لان قوله تعالى «حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ»[4] يقتضى حظر جميع أنواع التصرف.

---

[1]۔ایسی روایت کو اصطلاح میں مضمرہ کہتے ہیں جن میں راوی نے امام معصومؑ کا نام نہ لیا ہو اور ان کی حجیت اور اعتبار کے بارے میں بحث ہے، بہتر نظریہ یہ ہے کہ محمد بن مسلم اور ان جیسے جلیل القدر راویوں کی مضمرہ روایات حجت ہیں کیونکہ وہ امامؑ کے علاوہ کسی دوسرے کے قول کو اس طرح نقل نہیں کرتے، غور کریں۔

[2]. احکام القرآن للجصاص ۱: ۱۱۵، والمجموع ۱: ۲۲۸.

[3]. المجموع ۱: ۲۲۸.

[4]. المائدة: ۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی الحسن بن محبوب[۱]، عن عاصم بن حمید[۲] عن علی بن المغیرة[۳] قال: قلت لأبی عبد الله علیه السلام: جعلت فداک، المیتة ینتفع بشیء منها؟ قال: لا[۴].

مردار کی کھال کو رنگنے سے پہلے اور بعد میں کسی صورت میں بیچنا جائز نہیں ہے[۵]۔
اور شافعی نے کہا: اسے رنگنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے مگر اس کے بعد جائز ہے اور وہ قدیم قول میں فرماتے ہیں کہ رنگنے کے بعد بھی بیچنا جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: اسے رنگنے سے پہلے یا بعد میں بیچنا جائز ہے۔

---

[۱]. الحسن بن محبوب السراد، و یقال: الزراد. یکنی ابا علی، مولی بجیلة، کوفی ثقة، اس نے امام کاظم اور امام رضاؑ کے علاوہ امام صادق کے ساٹھ اصحاب سے روایت کی اور وہ جلیل القدر تھے اور اپنے زمانہ میں ارکان اربعہ میں شمار ہوتے تھے اور کشی نے اسے اصحاب اجماع فقہاء میں مشاور کیا ان کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی. رجال الکشی: ۵۵۶، والفہرست للشیخ الطوسی: ۴۶، و رجال الطوسی: ۳۴۷، ۳۷۲، و معجم رجال الحدیث ۵: ۹۰.

[۲]. عاصم بن حمید الحناط الحنفی، ابو الفضل. مولی، کوفی، ثقة، عین، صدوق؛ اس نے امام صادقؑ سے روایت کی. یہ بات نجاشی نے کہی، رجال نجاشی: ۲۳۲، و رجال الطوسی: ۲۶۱.

[۳]. علی بن المغیرة الزبیدی الازرق. بظاہر یہ علی بن ابی المغیرة الکوفی کے ساتھ متحد ہے جسے نجاشی نے اس کے بیٹے حسن کے تعارف میں ذکر کیا. اس نے امام باقر و صادقؑ سے روایت کی، دیکھو رجال النجاشی: ۴۰، و جامع الرواۃ: ۵۵۲ و ۶۰۳.

[۴]. التہذیب ۲: ۲۰۴ حدیث ۷۹۹، والکافی ۳: ۳۹۸ حدیث ۶. اور عبد الرزاق بن ہمام نے المصنف ۱: ۶۴ میں یہ روایت کی:

عن ابن جریج قال: قلت لعطاء: ا یبیع الرجل جلود الضان المیتة لم تدبغ؟ قال: ما احب ان تاکل ثمنها و ان تدبغ. و فی روایة اخری قال: و کان الحسن یقول: ینتفع بها و لا تباع.

[۵]۔ظاہر ہے کہ شیخ طوسی نے اس مسئلہ کو کتاب طہارت میں ذکر کیا حالانکہ اس کو خرید و فروخت اور معاملات کے باب میں ذکر کرنا بہتر تھا تاکہ اس میں فقہاء کی دلیلوں کو قدرے بہتر طریقہ سے سمجھا جاسکتا کیونکہ معاملات میں نجاست و طہارت اس طرح مانع نہیں ہوتی جس طرح نماز روزے جیسی عبادات میں اس کے احکام ہیں بلکہ وہاں تو اس کے عقلائی استفادہ کو دیکھا جاتا ہے اور بعض اوقات ممکن ہے کہ ایک چیز قدیم ایام میں خاص فائدہ کے قابل نہ ہو لیکن دور حاضر میں عبادت میں استعمال کے علاوہ اس سے بہت سے استفادے حاصل کرنا ممکن ہوں غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں:

ان چیزوں میں تصرف جائز ہونا شرعی دلیل کا محتاج ہے اور شریعت میں ان چیزوں میں تصرف جائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ہم نے جن چیزوں میں تصرف اور استعمال جائز قرار دیا ہے وہ فرقہ شیعہ کے اجماع کیوجہ سے ہے[۲]۔

اور علی بن ابی حمزہ کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے پشم کے لباس اور اس میں نماز کے بارے میں سوال کیا، امامؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو، مگر ان میں سے جس کو ذبح کیا لیا ہو اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: کیا ذبح وہی نہیں ہوتا جسے لوہے سے ذبح کیا گیا ہو؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں، جب اس کا گوشت کھایا جائے، میں نے عرض کی: جس بکری کا گوشت نہ کھایا جائے؟ فرمایا: سنجاب میں کوئی حرج نہیں ہے وہ ایسا جانور ہے جو گوشت نہیں کھاتا تو یہ ان میں سے نہیں ہے جن سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا جب ذی ناب اور مخلب سے منع فرمایا۔

اور حسین بن سعید نے حسن کے واسطہ سے زرعہ سے اور اس نے سماعہ بن مہران سے راویت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے ان سے درندوں کے گوشت اور کھالوں کے بارے میں سوال کیا فرمایا: درندہ صفت پرندوں اور جانوروں کے گوشت کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور کھالیں تو تم ان پر سوار ہو مگر ان میں سے کوئی چیز پہن کر نماز نہ پڑھو۔

---

[۱]۔اس طرح فقہاء کے فتاوی میں ترقی اور اختلاف علمی بحثوں کے جاری رہنے کی علامت ہوتا ہے اور جو لوگ بحث اور مطالعہ چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے نظریات میں ایک ہی رائے باقی رہتی ہے اس طرح فتاوی کے مترقی ہونے کی مثال علامہ حلی اور شہیدین کے علمی آثار میں بہت ہے غور کریں۔

[۲]۔غور کریں خدا نے اس کائنات کو انسان کیلئے پیدا کیا اور اسے اپنی بندگی کا حکم دیا ہے تو علم اصول فقہ میں ایسی شرعی دلیلوں کی وجہ سے خود شیخ طوسی اور دوسرے محقق علماء فریقین نے اصل اباحہ قرار دیا مگر یہاں جو قانون بنایا ہے اس طرح تو انسان کو کسی چیز میں تصرف کی اجازت نہیں جب تک اس میں تصرف کی دلیل خاص موجود نہ ہو ثانیاً جو روایت پیش کی ہے وہ نماز میں مردار کے کھال اور بال کے کپڑے پہننے سے متعلق ہے اس کو معاملات سے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیز ان کو رنگنے کے بعد ان کا استعمال جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں مگر رنگنے سے پہلے استعمال جائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

جلود ما لا يؤكل لحمه إذا ذكى، منها ما يجوز استعماله فى غير الصلاة، و منها ما لا يجوز استعماله بحال.

فما يجوز استعماله مثل السمور[۱] و السنجاب[۲] و الفنک[۳] و جلود السبع[۴] كلها لا بأس أن يجلس عليها، و لا يصلى فيها، و قد وردت رخصة فى لبس جلود السمور و السنجاب و الفنک فى حال الصلاة[۵].

فأما ما عدا ذلک من الكلب و الأرنب و الذئب و الخنزير و الثعلب، فلا يجوز استعماله على حال. و ما يجوز استعماله بعد الذكاة، لا يجوز الا بعد الدباغ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. السمور: بالفتح، دابة معروفة يتخذ من جلدها فراء مشهبة، تكون ببلاد الترک تشبه النمر: (مجمع البحرين، مادة سمر).

[۲]. السنجاب: حيوان على حد اليربوع، اكبر من الفارة، شعره فى غاية النعومة، يتخذ من جلده الفراء، يلبسه المتنعمون (مجمع البحرين، مادة سنجب).

[۳]. الفنک: دويبة برية، غير ماكولة اللحم، يؤخذ منها الفرو. و يقال: ان فروها اطيب من جميع انواع الفراء، يجلب كثيرا من بلاد الصقالبة، وهو ابرد من السمور واعدل، واحر من السنجاب، صالح لجميع الامزجة المعتدلة. و يقال: انه نوع من جزاء الثعلب الرومى (مجمع البحرين، مادة فنک).

[۴]. اى: السباع من الطير و الدواب.

[۵]. التهذيب ۲: ۲۱۰-۲۱۱ حديث ۸۲۵-۸۲۶، والاستبصار ۱: ۳۸۴ حديث ۱۴۵۹-۱۴۶۰، والكافى ۳: ۳۹۷ حديث ۳، ومن لا يحضره الفقيه ۱: ۱۷۰ حديث ۸۰۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: کل حیوان لا یؤکل لحمه لا تؤثر الذکاة فی طهارته، و ینجس جلده و سائر اجزائه. و انما یطهر ما یطهر منها بالدباغ[۱] و قال أبو حنیفة: یطهر بالذکاة[۲].

دلیلنا: ان جواز التصرف فی هذه الأشیاء، یحتاج إلی دلالة شرعیة، و لیس فی الشرع ما یدل علی اباحة التصرف فی هذه الأشیاء، و انما أجزناه بدلالة إجماع الفرقة علی ذلک.

و روی علی بن أبی حمزة[۳] قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن لباس الفراء، و الصلاة فیها؟ فقال: لا تصل فیها، الا فیما کان منه ذکیا، قال: قلت أو لیس الذکی ما ذکی بالحدید؟ فقال: بلی، إذا کان مما یؤکل لحمه. فقلت: و ما لا یؤکل لحمه من الغنم؟ قال: لا بأس بالسنجاب، فإنه دابة لا تأکل اللحم، و لیس هو مما نهی عنه رسول الله صلی الله علیه و آله، إذ نهی عن کل ذی ناب و مخلب[۴].

---

[۱]. الام ۱: ۹، وبدایة المجتهد ۱: ۷۶، وبدائع الصنائع ۱: ۸۶.

[۲]. مراقی الفلاح: ۲۸، وبدائع الصنائع ۱: ۸۶، والهدایة ۱: ۲۱.

[۳]. علی بن ابی حمزة، واسم ابی حمزة سالم البطائنی، ابوالحسن، مولی الانصار کوفی، اور وہ ابی بصیر یحییٰ بن القاسم نابینا کے قائد تھے ان کو لیکر چلتے تھے. اور ان کا ایک بھائی تھا جسے جعفر بن ابی حمزة کہا جاتا تھا. اس نے امام صادق اور کاظمؑ سے روایت کی پھر واقفی ہو گیا اور واقفیوں کے ارکان میں سے تھا؛ یہ بات نجاشی: ۱۸۸ نے کہی.

[۴]. التہذیب ۲: ۲۰۳ حدیث ۷۹۷، والکافی ۳: ۳۹۷ حدیث ۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روى الحسين بن سعيد، عن الحسن[۱]، عن زرعة[۲]، عن سماعة قال: سألته عن لحوم السباع و جلودها قال: أما لحوم السباع من الطير و الدواب فانا نكرهه. و أما الجلود فاركبوا عليها و لا تلبسوا منها شيئا تصلون فيه[۳].

و أيضا بعد دباغها لا خلاف فی جواز استعمالها و لا دليل قبل الدباغ.

مسئلہ ۱۲: [کتے کی کھال کے رنگنے کا حکم]

جلد الكلب لا يطهر بالدباغ.و به قال الشافعی[۴].و قال أبو حنيفة: يطهر[۵] و به قال داود[۶].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا فالخبر الذی قدمناه، من أن ما لا يؤكل لحمه لا يقع عليه الطهارة بالذكاة.

---

[۱]. الحسن بن سعید بن حماد بن مہران الاہوازی، جو علی بن الحسین علیہما السلام کا موالی اور امام الرضا والجواد علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا اور اپنے بھائی حسین کی تیس کتابوں کے تمام راویوں میں شامل تھا اور ان کے علاوہ زرعۃ الحضرمی، و فضالۃ بن ایوب سے بھی روایت کرتا تھا. اور حسین ان دونوں سے اپنے اسی بھائی کے واسطہ سے روایت کرتا تھا اور اس نے علی بن مہزیار، و اسحاق بن ابراہیم الحضینی کو امام رضاؑ کی بارگاہ میں پہنچایا حتی ان دونوں نے امام کی خدمت کی؛ الفہرست لابن الندیم: ۲۷۷، و رجال الطوسی: ۳۷۱، ۳۹۹ و الفہرست: ۵۳، و جامع الرواۃ ۱: ۲۰۲.

[۲]. زرعۃ بن محمد، ابو محمد الحضرمی، ثقۃ، اس نے امام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام سے روایت کی اور اس نے سماعۃ کی صحبت اختیار کی اور ان سے بکثرت روایت نقل کی. یہ بات نجاشی نے کہی، رجال نجاشی: ۱۳۳ و انظر الفہرست للطوسی: ۷۵.

[۳]. التہذیب ۲: ۲۰۵ حدیث ۸۰۲، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۱۶۹ حدیث ۸۰۱.

[۴]. الام ۱: ۹، و احکام القران للجصاص ۱: ۱۱۵، و المحلی ۱: ۱۲۲، و المجموع ۱: ۲۱۶، و نیل الاوطار ۱: ۷۴.

[۵]. احکام القران للجصاص ۱: ۱۱۵، و مراقی الفلاح: ۲۸، و المحلی ۱: ۱۲۲. و المجموع ۱: ۲۲۱، و بدایۃ المجتہد ۱: ۷۶.

[۶]. المحلی ۱: ۱۱۸، و بدایۃ المجتہد ۱: ۷۶، اور المجموع ۱: ۲۱۷ میں ہے: قالہ داود و اہل الظاہر و حکاہ الماوردی عن ابی یوسف. و نیل الاوطار ۱: ۷۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و أيضا روى عن النبى صلى الله عليه و آله انه نهى عن كل ذى ناب[1]، و ذلک عام على كل حال.

کتے کی کھال رنگنے سے پاک نہیں ہوتی اور یہی شافعی کا نظریہ ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: وہ پاک ہو جاتی ہے اور یہی داود ظاہری کا نظریہ ہے۔

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں: شیعہ فرقہ کا اجماع ہے، نیز وہ روایت جو پہلے ہم نے ذکر کر دی کہ جس جانور کا گوشت حرام ہے اسے ذبح کرنے سے پاک نہیں کیا جاسکتا۔ نیز نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی: آپ نے ہر ذی ناب سے منع فرمایا اور یہ ہر حالت کو شامل ہے۔

مسئلہ ۱۳: [مردار کے اُون اور بالوں کے استعمال کا حکم]

لا بأس باستعمال أصواف الميت، و شعره، و وبره إذا جز، و عظمه. و به قال أبو حنيفة[2].

و قال الشافعى: شعر الميت و صوفه و عظمه نجس[3]. و به قال عطاء[14] و قال الأوزاعى: الشعور كلها نجسة، لكنها تطهر بالغسل[2] و به قال الحسن البصرى[3] و الليث بن سعد[54]

---

[1]. التہذیب ۲: ۲۰۳ حدیث ۷۹۷، والکافی ۳: ۳۹۷ حدیث ۳، وسنن البیہقی ۱: ۲۵.

[2]. احکام القران للجصاص ۱: ۱۲۱، والمحلی ۱: ۱۲۲، وحاشیۃ الدسوقی ۱: ۵۵، ومراقی الفلاح: ۲۸، وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۵، وشرح فتح القدیر ۱: ۶۶.

[3]. المجموع ۱: ۲۳۰، وشرح فتح القدیر ۱: ۶۶، وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۵، وحاشیۃ الدسوقی ۱: ۵۵.

[4]. عطاء بن ابی رباح، اسلم القرشی. مولاہم ابو محمد المکی. اس نے روایت کی: ابن عباس و ابن عمرو و معاویہ، و اسامۃ و غیرہ. اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب، اور ابو اسحاق السبیعی و مجاہد و غیرہ نے روایت کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۴ھ ق). طبقات الفقہاء: ۴۴. و تہذیب التہذیب ۷: ۱۹۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال مالک: الشعر و الریش و الصوف لا روح فیه، و لا ینجس بالموت کما قلناه. و العظم و القرن و السن یتنجس[۶]. و قال أحمد: صوف المیتة و شعرها طاهر[۷].

دلیلنا: إجماع الفرقة، و أیضا قوله تعالی «وَ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعامِ بُیُوتاً تَسْتَخِفُّونَها یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَ یَوْمَ إِقامَتِکُمْ وَ مِنْ أَصْوافِها وَ أَوْبارِها وَ

---

[۱]. المجموع ۱: ۲۳۶، اور بیہقی نے سنن ۱: ۲۶ میں عطاء سے نقل کیا کہ اس نے ہاتھی کی ہڈیوں اور دانتوں سے استفادہ مکروہ شمار کیا۔

[۲]. احکام القران للجصاص ۱: ۱۲۱، والمجموع ۱: ۲۳۶.

[۳]. ابو سعید، الحسن بن ابی الحسن یسار البصری، مولی الانصار. ان کی والدہ حضرت ام سلمۃ کی بہتری کنیز تھیں. اس نے روایت کی: ابی بن کعب، و سعد بن عبادۃ، و عمر بن الخطاب، و لم یدر کھم، و عن ثوبان و عمار بن یاسر وغیرہ. اور اس سے روایت کی: حمید الطویل و قتادۃ و عطاء بن السائب و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۰ھ ق). طبقات الفقہاء: ۶۸، و تہذیب التہذیب ۲: ۲۶۳، و مراۃ الجنان ۱: ۲۲۹، و شذرات الذہب ۱: ۱۳۶.

[۴]. اللیث بن سعد بن عبد الرحمٰن الفہمی، ابو الحارث فارسی، اصبہانی، شیخ الدیار المصریۃ، الامام المصری. اس نے روایت کی: نافع و ابن ابی ملیکہ و یحییٰ بن سعید الانصاری و الزہری وغیرہ سے اور اس سے روایت کی: ابن المبارک و ابن وہب و شعیب وغیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۷۵ھ ق). تہذیب التہذیب ۸: ۴۵۹، شذرات الذہب ۱: ۲۸۵، و مراۃ الجنان ۱: ۳۶۹.

[۵]. احکام القران ۱: ۱۲۱ میں جصاص نے کہا: قال اللیث لا ینتفع بعصب المیتة و لا بعقبها. و لا اری باسا بالقرن و الظلف ان ینتفع به، و لا باس بعظام المیتة و لا الشعر و لا الصوف. نیز دیکھو؛ المجموع ۱: ۲۳۶.

[۶]. المجموع ۱: ۲۳۶، و بدایۃ المجتہد ۱: ۷۵، اور ابن حزم نے المحلی ۱: ۱۲۲ میں مالک کا قول نقل کیا: لا خیر فی عظام المیتة و هی میتة. اور دیکھو: حاشیۃ الدسوقی ۱: ۵۵.

[۷]. المجموع ۱: ۲۳۶، والاقناع ۱: ۱۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

أَشْعارِها أثاثاً وَ مَتاعاً إِلى حِينٍ»[1] فامتن علينا بما جعل لنا من المنافع بهذه الأشياء، و لم يفصل بين ما يكون من حى، و ما يكون من ميت.

و روى حماد، عن حريز، قال: قال أبو عبد الله عليه السلام لزرارة[2] و محمد ابن مسلم: اللبن، و اللباء و البيضة و الشعر و الصوف و القرن و الناب و الحافر، و كل شيء يفصل من الشاة و الدابة فهو ذكى، و ان أخذته منه بعد أن يموت فاغسله و صل فيه[3].

مردار کی اون ، بال اور پشم جب کاٹی جائے اور ہڈی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے یہی ابو حنیفہ کا نظریہ ہے اور شافعی نے کہا: مردار کے بال، اون اور ہڈیان نجس ہیں اور یہی عطاء کا نظریہ ہے اور اوزاعی نے کہا: بال سب نجس ہیں مگر وہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور یہی حسن بصری اور لیث بن سعد کا نظریہ ہے۔

اور مالک نے کہا: بال، پر اور اون میں روح اور جان نہیں ہوتی اور مرنے سے یہ نجس نہیں ہوتے جیسا ہم نے کہا اور ہڈی اور سینگھ اور دانت نجس ہو جاتے ہیں اور احمد نے کہا: مردار کی اون اور بال پاک ہیں۔

---

[1]. النحل: ۸۰.

[2]. ابن الندیم نے کہا: زرارۃ لقب ہے اور اس کا نام عبد ربہ بن اعین بن سنسن، ابو علی ہے اور وہ حدیث و کلام میں شیعہ کے بڑے فقہاء میں سے ہے اور مامقانی (رح ق) نے سنسبن ذکر کیا اور ایک قول ہے: (سنسن). اور احمد بن ابراہیم السنسنی کے تعارف میں دو سین مضموم سے اس کا تلفظ بیان کیا اور ہدہد معروف شاعر کے ہم وزن ہے اور نجاشی نے کہا: شیخ اصحابنا فی زمانه و متقدمهم، و كان قارئا فقيها متكلما شاعرا اديبا، قد اجتمعت فيه خلال الفضل و الدين، صادقا فيما يرويه، اور وہ امام باقر و صادق اور کاظم علیہم السلام کے اصحاب میں سے تھے. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۵۰ھ ق). الفہرست لابن الندیم ۲۷۶، رجال النجاشی: ۱۳۲، و رجال الطوسی ۱۲۳، ۲۰۱، ۳۵۰ تنقیح المقال ۱: ۴۳۸.

[3]. الکافی ۶: ۲۵۸ حدیث ۴، والتہذیب ۸: ۷۵ حدیث ۲۱، والاستبصار ۴: ۸۸ حدیث ۳۳۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں: شیعہ فرقہ کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے۔

نیز خدا کا فرمان ہے: اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے اور اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لیے ایسے گھر بنائے جنہیں تم سفر کے دن اور حضر کے دن ہلکا محسوس کرتے ہو اور جانوروں (مثلاً بھیڑ) کی اون اور (اونٹ کی) پشم اور (بکرے کے) بالوں سے گھر کا سامان اور ایک مدت تک کے لیے (تمہارے) استعمال کی چیزیں بنائیں۔

پس خدا نے ہم پر احسان کیا اور ہمارے لیے ان چیزوں میں منفعت اور فائدہ قرار دیا اور ان کے زندہ اور مردہ ہونے میں تفصیل نہیں دی۔

اور حماد نے حریز سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے فرمایا: دودھ، لباء، انڈا، بال، اون، سینگھ، کھر اور ہر وہ چیز جو بکری اور چوپائے سے جدا ہو وہ پاک ہے اور اگر اسے تم اس کے مرنے کے بعد حاصل کرو تو اسے دھو لو اور اس میں نماز پڑھو۔

مسئلہ ۱۴: [ہاتھی کے دانتوں کی کنگھی کا حکم]

لا بأس بالتمشط بالعاج و استعمال المداهن منه.

و به قال أبو حنيفة[۱] و قال الشافعي لا يجوز[۲].

دليلنا: ان الأصل الإباحة فی جميع الأشياء فمن ادعى التحريم فعليه الدلالة، و عليه إجماع الفرقة.

---

[۱]. احکام القران للجصاص، ج۱: ۱۲۱، و مراقی الفلاح: ۲۸ و شرح فتح القدیر، ج۱: ۶۷.

[۲]. السنن الکبری، ج۱: ۲۶، والام، ج۱: ۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی ابن أبی عمیر[۱] عن الحسین بن الحسن بن عاصم[۲] عن أبیه[۳] انه قال: دخلت علی أبی إبراهیم علیه السلام و فی یده مشط عاج یتمشط به، فقلت له: جعلت فداک ان عندنا بالعراق من یزعم انه لا یحل التمشط بالعاج، قال: و لم؟ فقد کان لأبی منها مشط أو مشطان. ثم قال: تمشطوا بالعاج، فان العاج یذهب بالوباء[۴] و روی الحسن بن محبوب، عن إبراهیم بن مهزم[۵] عن القاسم بن الولید[۶] قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن عظام الفیل، مداهنها و أمشاطها، فقال: لا بأس بها[۷].

---

[۱]. محمد بن زیاد بن عیسی، ابو احمد الازدی. یہ شیعہ اور اہل سنت میں سچے تھے اور بہت عبادت گذار اور متقی تھے اور امام موسی کاظم اور امام رضا و امام تقیؑ کو درک کیا اور اصحاب اجماع میں سے تھے اور وہ جلیل القدر، عظیم الشان ہیں ہمارے اصحاب ان کی مراسیل پر اعتماد کرتے ہیں کیونکہ وہ صرف ثقہ و معتمد افراد سے مرسلہ روایت بیان کرتے ہیں. الکنی و الالقاب ۱: ۱۹۹، و النجاشی: ۲۵۰، والفہرست: ۱۴۲، و تنقیح المقال ۲: ۶۱.

[۲]. رجال کی کتابوں میں ان کے بارے میں کچھ نہیں ملا مگر یہ کہ احمد بن المبارک نے سرمہ کرنے کے آداب میں ان سے روایت کی؛ (کتاب الکافی) ۶: ۴۹۴ حدیث ۹.

[۳]. مامقانی نے تنقیح المقال میں کہا: الحسن بن عاصم. اس کے بارے میں صرف یہ ملا کہ اس سے اس کے بیٹے حسین نے روایت کی اور اس نے امام ابو ابراہیمؑ نے کنگھی کے آداب میں روایت کی اور امام صادقؑ سے سرمہ کے آداب میں روایت کی؛ تنقیح المقال ۱: ۲۸۶.

[۴]. الکافی ۶: ۴۸۸ حدیث ۳. سنن بیہقی، ج ۱: ۲۶، انس قال: رایت رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم یتمشط بمشط من عاج.

[۵]. ابراہیم بن مہزم الاسدی. من بنی نصر. یہ ابن ابی بردۃ کے عنوان سے معروف ہے اور روایت کے معاملہ میں اسے ثقہ ثقہ قرار دیا گیا اور شیخ طوسی نے اصحاب الامام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام میں شمار کیا اور اس نے طویل عمر پائی. رجال النجاشی: ۱۷. الخلاصۃ: ۶، و رجال الطوسی: ۱۵۴، ۳۴۲.

[۶]. القاسم بن الولید القرشی العماری. اس نے امام صادقؑ روایت کی. رجال النجاشی: ۲۴۰.

[۷]. الکافی ۶: ۴۸۹ حدیث ۱۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہاتھی کے دانتوں سے کنگھی کرنے اور اسے مالش کرنے میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہی ابو حنیفہ کا نظریہ ہے اور شافعی نے کہا: یہ جائز نہیں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ تمام چیزوں میں اصل قانون مباح ہونا ہے اور جس نے انہیں حرام ہونے کا دعوی کیا وہ دلیل پیش کرے نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور ابن ابی عمیر نے حسین بن حسن بن عاصم کے واسطہ سے اس کے والد سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں امام ابو ابراہیم کاظمؑ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کے ہاتھ میں ہاتھی کے دانتوں کی کنگھی تھی۔ اس سے آپ مانگ نکال رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میں آپ پر قربان جاؤں ، ہمارے ہاں عراق میں ایسے لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہاتھی کے دانت سے کنگھی کرنا جائز نہیں ہے،

فرمایا: کیوں؟ میرے والدؑ کے پاس اس کے دانتوں کی ایک یا دو کنگھیاں تھیں، پھر فرمایا: ہاتھی کے دانتوں کی کنگھی سے مانگ نکالو کہ ہاتھی کے دانت وباء (بال چرنے کی بیماری) کو ختم کرتے ہیں۔

اور حسن بن محبوب نے ابراہیم بن مہزم کے واسطے سے قاسم بن ولید سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے ہاتھی کی ہڈیوں اور دانتوں سے تیل لگانے اور کنگھی کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵: [سونے اور چاندی کے برتنوں کا حکم]

يكره استعمال أوانى الذهب و الفضة، و كذلك المفضض منها.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: لا یجوز استعمال أوانی الذهب و الفضة[۱]، و به قال أبو حنیفة فی الشرب و الأکل و التطیب علی کل حال[۲].

و قال الشافعی: یکره المفضض[۳] و قال أبو حنیفة لا یکره[۴]، و هو مذهب داود.

دلیلنا: إجماع الفرقة، و أیضا روی الحلبی[۵]، عن أبی عبد الله علیه السلام، قال: لا تأکل فی آنیة من فضة. و لا فی آنیة مفضضة[۶].

و روی ابن محبوب، عن العلاء بن رزین[۷]، عن محمد بن مسلم، عن أبی جعفر علیه السلام أنه نهی عن آنیة الذهب و الفضة[۸].

---

[۱]. الام، ج۱: ۱۰، السنن الکبری، ج۱: ۲۷، مغنی المحتاج، ج۱: ۲۹، المجموع، ج۱: ۲۶۱، نیل الاوطار، ج۱: ۸۱.

[۲]. بدائع الصنائع، ج۵: ۱۳۲، المجموع، ج۱: ۲۶۱.

[۳]. مغنی المحتاج، ج۱: ۲۹.

[۴]. المجموع، ج۱: ۲۶۱ بدائع الصنائع، ج۵: ۱۳۳.

[۵]. ابو علی، عبید الله بن علی بن ابی شعبه الحلبی. مولی بنی تیم الله بن ثعلبه، کوفی، یه اور ان کے باپ و بھائی حلب کی طرف تجارت کرتے تھے اس لیے ان پر حلبی کی نسبت غالب آئی؛ اور آل ابی شعبه ہمارے اصحاب میں مشہور ہے ان کے جد ابو شعبه نے امام حسنؑ و حسینؑ سے روایت کی اور وہ سب ثقات اور اپنے کلام میں معتمد تھے اور عبید الله ان سب میں بڑے اور، اور اس نے معروف کتاب تالیف کی؛ جب وہ امام صادقؑ کے سامنے پیش ہوئی تو آپؑ نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس کی تحسین کی اور فرمایا: ان کے ہاں ایسی کتاب فقہ میں نہیں ہے لیس لهؤلاء فی الفقه مثله. رجال النجاشی: ۱۷۱، الفہرست طوسی: ۱۰۶، جامع الرواۃ ۱: ۵۲۹.

[۶]. الکافی ۶: ۲۶۷ حدیث ۳، التہذیب ۹: ۱۰ حدیث ۳۸۶.

[۷]. العلاء بن رزین القلا، ثقفی، مولی. کان یقلی السویق؛ ستو بناتے تھے، اس نے امام صادق سے روایت کی اور محمد بن مسلم کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم فقہ حاصل کیا اور وہ ثقہ، وجیہ تھے. رجال النجاشی: ۲۲۹.

[۸]. التہذیب ۶: ۹۰ حدیث ۳۸۵، والکافی ۶: ۲۶۷ حدیث ۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ انہ نھی عن استعمال أوانی الذھب و الفضۃ[۱].

سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال مکروہ ہے اور اسی طرح چاندی کی ملمع کاری شدہ برتنوں کا بھی حکم ہے۔

اور شافعی نے کہا: سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ بہر حال کھانے پینے اور خوشبو لگانے کے متعلق یہی نظریہ اختیار کیا ہے اور شافعی نے کہا: چاندی کا پانی چڑھائے ہوئے برتن کا استعمال مکروہ ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: مکروہ نہیں ہے اور یہی داود ظاہری کا نظریہ ہے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

نیز حلبی نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: چاندی کے برتن اور چاندی کی ملمع کاری والے برتن میں مت کھاؤ۔

اور ابن محبوب نے علاء بن رزین کے واسطے سے محمد بن مسلم سے روایت کی کہ امام باقرؑ نے سونے اور چاندی کے برتن سے منع فرمایا۔

اور نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی کہ آپ نے سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کرنے سے منع کیا[۲]۔

مسئلہ ۱۶: [مشرکین کے برتنوں کا حکم]

لا یجوز استعمال أوانی المشرکین من أھل الذمۃ، و غیرھم.

---

[۱]. صحیح مسلم ۳: ۱۶۳، و من لایحضرہ الفقیہ ۴: ۴ (باب مناہی النبی صلی اللہ علیہ والہ ق).

[۲]۔اس مسئلہ میں بیشتر شیعہ امامیہ علماء حرمت کے قائل ہیں اور مذکورہ دلیلوں سے بھی حرمت اور ممنوعیت کا استفادہ ہوتا ہے اس طرح یہاں اجماع کا دعوی بھی قابل غور ہے دراصل یہ اجماع کے دعوے بعض ادلہ کے صغرے اور کبرے ملا کر نتیجہ کو قبول ہونے کے عنوان سے نکالے گئے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: لا بأس باستعمالها ما لم یعلم فیها نجاسة[۱] و به قال أبو حنیفة و مالک[۲] و قال أحمد بن حنبل، و إسحاق[۳]: لا یجوز استعمالها[۴].

دلیلنا: قوله تعالی «إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ»[۵]، فحکم علیهم بالنجاسة فیجب أن یکون کلما باشروه نجسا. و علیه إجماع الفرقة، و طریقة الاحتیاط تقتضی تنجیسها.

و روی محمد بن مسلم قال: سألت أبا جعفر علیه السلام عن آنیة أهل الذمة و المجوس فقال: لا تأکلوا فی آنیتهم، و لا من طعامهم الذی یطبخونه، و لا فی آنیتهم التی یشربون فیها الخمر[۶].

اہل ذمہ وغیرہ مشرکین کے برتن استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور شافعی نے کہا: ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک ان میں نجاست کا یقین نہ ہو اور ابو حنیفہ اور مالک نے یہی نظریہ اختیار کیا اور احمد بن حنبل اور اسحاق نے کہا: ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

---

۱. المجموع ۱: ۲۶۴، و مغنی المحتاج ۱: ۳۱.

۲. تفسیر القرطبی ۶: ۷۸.

۳. ابو یعقوب، اسحاق بن راہویہ ابراہیم بن مخلد الحنظلی، التمیمی، المروزی عالم خراسان فی عصرہ. من سکان مرو، و ہو احد کبار الحفاظ، اسے الامام احمد بن حنبل، و البخاری، و مسلم، و الترمذی، و النسائی و غیرہ نے حدیث نقل کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۳۸ھ ق). تاریخ بغداد ۶: ۳۴۵، و الفہرست لابن الندیم: ۲۸۶، و طبقات الفقہاء: ۷۸، و تہذیب التہذیب ۱: ۲۱۶.

۴. المجموع ۱: ۲۶۴.

۵. التوبة: ۲۸.

۶. الکافی ۶: ۲۶۴ حدیث ۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[حکم کی دلیلیں]

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: بے شک مشرکین نجس ہیں، پس اللہ تعالی نے ان کے نجس ہونے کا حکم لگایا تو جن چیزوں کو وہ ہاتھ لگائیں ان کا نجس ہونا لازم آتا ہے۔

نیز اس میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے اور احتیاط کا طریقہ بھی ان کے برتنوں کے نجس ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔

اور محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے اہل ذمہ اور مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ ان کے پکائے ہوئے کھانے کھاؤ اور نہ ان کے ان برتنوں میں کھاؤ جن میں وہ شراب پیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷: [مسواک کا حکم]

السواک مسنون، غیر واجب، و به قال جمیع الفقهاء[1].عو قال داود: انه واجب[2]. دلیلنا: إجماع الفرقة، و أیضا الأصل براءة الذمة، و إیجاب ذلک یحتاج الی دلیل.

و روی عن النبی صلی الله علیه و آله انه قال: لو لا أن أشق علی أمتی لأمرتهم بالسواک عند کل صلاة[3]. فلو کان واجبا لأمرهم به، شق أو لم یشق.

---

[1]. الام ۱: ۲۳ و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۶ والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷ و بدائع الصنائع ۱: ۱۹، و مغنی المحتاج ۱: ۵۵، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۵، و مراقی الفلاح: ۱۱، و حاشیته الدسوقی ۱: ۱۰۲، والدراری المضیته ۱: ۵۸، و نیل الاوطار ۱: ۱۲۶، والمجموع ۱: ۲۷۱.

[2]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷، والمحلی ۲: ۸ والمجموع ۱: ۲۷۱، و نیل الاوطار ۱: ۱۲۶ و تحفة الاحوذی ۱: ۱۰۸.

[3]. الکافی ۳: ۲۲ حدیث ۱، و سنن الترمذی ۱: ۳۴، و سنن ابن ماجة ۱: ۱۰۵ حدیث ۲۸۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی حماد بن عیسی، عن حریز، عن زرارة، عن أبی جعفر علیه السلام قال: ان رسول الله صلی الله علیه و آله کان یکثر السواک، و لیس بواجب. فلا یضرک ترکه فی فرط[1] الأیام[2].

مسواک کرنا سنت اور مستحب ہے،واجب اور فرض نہیں ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے اور داود ظاہری نے کہا: مسواک کرنا واجب ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز اصل قانون براءت یہ ہے کہ ذمہ اس سے بری ہے اور کسی چیز کو واجب قرار دینا دلیل کا محتاج ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی فرمایا: اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ہر نماز کے وقت ان کو مسواک کا حکم دیتا، پس اگر واجب ہوتا تو آپ نے ان کو مسواک کا حکم کیا ہوتا چاہے مشقت ہوتی یا نہ۔

اور حماد بن عیسی نے حریز کے واسطہ سے زرارہ سے اور اس نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت مسواک کیا کرتے تھے مگر یہ واجب نہیں ہے اور اسے چند دن ترک کرنا تجھے کوئی نقصان نہیں دیتا۔

---

[1]. الفرط: الحین. یقال: لقیته فی الفرط بعد الفرط. ای الحین بعد الحین. و الفرط: ان تاتیه فی الایام، و لا تکون اقل من ثلاثة، و لا اکثر من خمس عشرة لیلة. لسان العرب ۷: ۳۷۰ (مادۃ فرط).

[2]. من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۳۳ حدیث ۱۱۷؛ المحاسن ۲: ۵۶۳ حدیث ۹۶۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۸: [طہارت میں نیت کا واجب ہونا]

عندنا أن كل طهارة عن حدث، سواء كانت صغرى، أو كبرى بالماء كانت، أو بالتراب، فإن النية واجبة فيها. و به قال الشافعي، و مالک، و الليث بن سعد، و ابن حنبل[۱].

و قال الأوزاعي: الطهارة لا تحتاج إلى نية[۲]، و قال أبو حنيفة: الطهارة بالماء لا تفتقر إلى نية، و التيمم يفتقر إلى النية[۳].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «إِذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ»[۴] الاية. فكأن تقدير الآية. فاغسلوا وجوهكم و أيديكم للصلاة، و لا يكون الإنسان غاسلا لهذه الأبعاض للصلاة إلا بالنية.

و أيضا ما روى عن النبى صلى الله عليه و آله انه قال: «الأعمال بالنيات، و انما لكل امرء ما نوى»[۵]. فبين أن ما لا يكون بنية، لا يكون للإنسان، فوجبت النية.

---

[۱]. التفسير الكبير ۱۱: ۱۵۳، احكام القران للجصاص ۲: ۳۳۴ والمبسوط للسرخسى ۱: ۷۲، و مغنى المحتاج ۱: ۴۷، و شرح فتح القدير ۱: ۲۱، و بداية المجتهد ۱: ۸، و بدائع الصنائع ۱: ۱۹، و مقدمات ابن رشد ۱: ۴۰، و حاشية الدسوقى ۱: ۹۳.

[۲]. احكام القران لابن العربى ۲: ۵۵۷، و احكام القران للجصاص ۲: ۳۳۴ و بداية المجتهد ۱: ۶۵.

[۳]. التفسير الكبير ۱۱: ۱۵۳، و المبسوط للسرخسى ۱: ۷۲، و احكام القران للجصاص ۲: ۳۳۴، و مراقى الفلاح: ۱۲، و بدائع الصنائع ۱: ۱۹، و شرح فتح القدير ۱: ۲۱، و المحلى ۱: ۷۳، و احكام القران لابن العربى ۲: ۵۵۷ و بداية المجتهد ۱: ۸.

[۴]. المائدة: ۶.

[۵]. صحيح البخارى ۱: ۴ حديث ۱، سنن ابن ماجة ۲: ۱۴۱۳ حديث ۴۲۲۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و أيضا فإذا نوى فلا خلاف أن طهارته صحيحة، و إذا لم ينو فليس على صحتها دليل.

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حدث (باطنی ناپاکی) کو دور کرنے کیلئے جو بھی طہارت کی جائے چاہے وہ طہارت صغری یعنی وضو ہو یا طہارت کبری یعنی غسل ہو، یا پانی سے طہارت کریں یا مٹی سے تیمّم کریں ان میں نیت واجب ہے۔

اور شافعی، مالک، لیث بن سعد اور احمد بن حنبل کا یہی نظریہ ہے اور اوزاعی نے کہا: طہارت میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: پانی سے طہارت میں نیت کی ضرورت نہیں جبکہ تیمّم میں نیت کی ضرورت ہے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے: جب تم نماز کیلئے اٹھو تو چہرے کو دھو لو، گویا آیت میں اپنے چہرے اور ہاتھوں کو نماز کیلئے دھولو اور انسان ان اعضاء کو نماز کیلئے تب دھوئے گا جب ان میں نیت کرے گا۔

نیز نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے پس آپ ﷺ نے بیان فرمادیا کہ جس کام میں نیت نہ ہو وہ انسان کیلئے نہیں ہوتا تو ان عبادتوں میں نیت واجب ہو گی۔

نیز جب وہ نیت کرے گا تو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کی طہارت صحیح ہو گی اور جب نیت نہیں کرے گا تو اس کے صحیح ہونے میں پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹: [وضو میں بسملہ کا حکم]

التسمية على الطهارة مستحبة، غير واجبة. و به قال جميع الفقهاء[1].

---

[1]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷ و تفسیر ابن کثیر ۲: ۲۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۲، و مسائل الامام احمد بن حنبل: ۶، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۶، و مراقی الفلاح: ۱۱، و مغنی المحتاج ۱: ۵۷، و بدائع الصنائع ۱: ۲۰، والام ۱: ۳۱ و حاشیۃ الدسوقی ۱: ۱۰۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال إسحاق: واجبة[۱] و حكى ذلک عن أهل الظاهر[۲]. و قال إسحاق: ان تركها عمدا لم تجزه الطهارة، و ان تركها ناسيا أو متأولا أجزأته[۳].

دليلنا: ان الأصل براءة الذمة، و شغلها يحتاج الى شرع، و ليس فى الشرع ما يدل على وجوب التسمية.

و روى على بن الحكم[۴]، عن داود العجلى[۵]، عن أبى بصير، عن أبى عبد الله عليه السلام قال: من توضأ فذكر اسم الله تعالى، طهر جميع جسده.

و من لم يسم لم يطهر من جسده الا ما أصابه الماء[۶].

طہارت کرتے وقت بسملہ پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے، تمام فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور اسحاق نے اسے واجب قرار دیا ہے اور یہی اہل ظاہر سے نقل ہوا ہے اور اسحاق نے کہا: اسے جان بوجھ کر چھوڑنے سے طہارت کافی نہیں ہوتی اور اسے بھول کر یا تاویل کر کے چھوڑنے سے طہارت کافی ہوتی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷ وفیہ: و قال احمد و اسحاق: واجبة. وتحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۷.

[۲]. المبسوط للسرخسی ۱: ۵۵، وتحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۷.

[۳]. سنن الترمذی ۱: ۳۸، وتحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۷، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷.

[۴]. علی بن الحکم بن الزبیر النخعی، ابو الحسن الضریر، مولی النخع، کوفی. شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب الامام الرضا علیہ السلام میں شمار کیا اور اسے فہرست میں ثقہ قرار دیا. رجال الطوسی: ۳۸۲، وفہرست الشیخ الطوسی: ۸۷، ورجال النجاشی: ۲۱۰.

[۵]. داود العجلی مولی ابی المغراء. اس کا تعارف کتب رجال میں نہیں ملا، مگر یہ کہ اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ علیہ السلام، اور اس سے علی بن الحکم نے روایت کی الکافی ۳: ۳۴۴ حدیث ۲۲، واس نے روایت کی: ابی بصیر فی التہذیب ۱: ۳۵۸ حدیث ۱۰۷۶. و فی الاستبصار ۱: ۶۸ حدیث ۲۰۵. اور اس نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادق سے روایت کی؛ الکافی ۳: ۹۰ حدیث ۷.

[۶]. التہذیب ۱: ۳۵۸ حدیث ۱۰۷۶، والاستبصار ۱: ۶۸ حدیث ۲۰۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اصل قانون برائت ذمہ ہے اور ذمہ مشغول ہونے کیلئے شرعی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو طہارت میں بسملہ کے واجب ہونے پر لالت کرتی ہو۔

اور علی بن حکم نے داود عجلی کے واسطہ سے ابو بصیر سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور خدا کے نام کا ذکر کیا تو اس کا پورا بدن پاک ہو جائے گا اور جس نے خدا کے نام کو یاد نہ کیا اس کا پورا بدد دن پاک نہیں ہو گا مگر وہ حصہ جس پر پانی پڑے گا۔

مسئلہ ۲۰: [پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونے کا حکم]

يستحب غسل اليدين قبل إدخالهما الإناء، من النوم مرة، و من البول مرة، و من الغائط مرتين، و من الجنابة ثلاثا.

و قال الشافعي: يستحب غسلهما ثلاثا، و لم يفرق[۱]. و به قال جميع الفقهاء[۲] و قال داود، و الحسن البصري: يجب ذلك[۳]. و قال أحمد: يجب ذلك من نوم الليل دون نوم النهار[۴].

دليلنا: براءة الذمة، و إجماع الفرقة، و أيضا فإن الله تعالى لما أوجب الوضوء في الآية، ذكر الأعضاء الأربعة، و لم يذكر غسل اليدين قبل إدخالهما الإناء، و لو كان واجبا لذكره.

---

[۱]. الام ۱: ۲۴، و مغنی المحتاج ۱: ۵۷، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۱، و بدایۃ المجتہد ۱: ۸.

[۲]. تفسیر ابن کثیر ۲: ۲۳، و فتح القدیر ۱: ۱۳، و بدایۃ المجتہد ۱: ۸.

[۳]. بدایۃ المجتہد ۱: ۸، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۲.

[۴]. مسائل الامام احمد بن حنبل: ۴، و سنن الترمذی ۱: ۷۳، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۱۲.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی ابن أبی عمیر، عن حماد بن عثمان[۱]، عن عبید الله الحلبی قال: سألته عن الوضوء، کم یفرغ الرجل علی یده الیمنی قبل أن یدخلها فی الإناء؟

قال: واحدة من حدث البول، و اثنتین من الغائط، و ثلاثا من الجنابة[۲].

ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے نیند سے ایک بار، پیشاب سے ایک بار، پاخانہ سے دو بار اور جنابت سے تین بار دھونا مستحب ہے اور شافعی نے کہا: ان کو تین بار دھونا مستحب ہے اور انہوں نے تفصیل نہیں دی اور یہی تمام فقہاء کا نظریہ ہے۔

اور داود ظاہری اور حسن بصری نے کہا: تین بار دھونا واجب ہے۔

اور احمد نے کہا: دن کی نیند کی بجائے صرف رات کی نیند کیلئے دھونا واجب ہے۔

اور ہماری دلیل اصل قانون برائت ذمہ ہے، نیز شیعہ گروہ کا اجماع ہے، اور خدا تعالی نے جب آیت میں وضو واجب کیا تو چار اعضاء کو ذکر کیا اور ہاتھوں کو پانی کے برتن میں ڈالنے سے پہلے ان کو دھونے کا ذکر نہیں کیا اگر واجب ہوتا تو اللہ تعالی اس کو ذکر فرماتا۔

اور ابن ابی عمیر نے حماد بن عیسی کے واسطے سے عبیداللہ حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ان سے وضو کے بارے میں سوال کیا، انسان دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈالنے سے پہلے کتنی بار اس پر پانی ڈالا؟ فرمایا: ایک بار پیشاب سے، دو بار پاخانہ سے اور تین بار جنابت سے۔

---

[۱]. حماد بن عثمان بن عمرو بن خالد الفزاری، مولاہم، کوفی، اور عرزم میں ساکن تھا اس لیے اس کی طرف منسوب ہوا اور وہ اور اس کا بھائی ثقہ و معتمد تھے اور امام صادق سے روایت کرتے تھے اور شیخ طوسی نے اسے اصحاب الصادق و الکاظم و ابی الحسن الرضا علیہم السلام میں شمار کیا. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۹۰ھ ق). رجال النجاشی: ۱۱۰ و رجال الطوسی ۳۷۳ و ۳۴۶ و ۳۷۱.

[۲]. التہذیب ۱: ۳۶ حدیث ۹۶، والکافی، ۱: ۱۲ حدیث ۵، والاستبصار ۱: ۵۰ حدیث ۱۴۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۲۱: [طہارت کے وقت کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم]

المضمضة و الاستنشاق مسنونان فی الطهارة الصغری و الکبری معا، و به قال الشافعی[۱].

و قال الثوری[۲] و أبو حنیفة: هما واجبان فی الغسل من الجنابة، و مسنونان فی الوضوء[۳]. و قال ابن أبی لیلی[۵۴] و إسحاق: هما واجبان فی الطهارتین معا[۶].

و قال أحمد: الاستنشاق واجب فیهما و المضمضة لا تجب[۷].

دلیلنا: براءة الذمة، و إیجابهما یحتاج الی دلیل، و علیه إجماع الفرقة. و أیضا لما ذکر الله تعالی الأعضاء الواجب غسلها فی الآیة لم یذکرهما.

---

[۱]. المبسوط للسرخسی ۱: ۶۲، و سنن الترمذی ۱: ۴۱، و المحلی ۲: ۵۰، و التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷ و تفسیر ابن کثیر ۲: ۲۳، و بدایة المجتهد ۱: ۹، و شرح فتح القدیر ۱: ۳۸، و الدراری المضیئة ۱: ۴۸.

[۲]. ابو عبد الله، سفیان بن سعید بن مسروق الثوری، الکوفی، اس نے روایت کی: اپنے باپ سے اور، و ابی اسحاق الشیبانی، و ابی اسحاق السبیعی، و عبد الملک بن عمیر و غیره. اور اس سے بہت سے لوگوں نے روایت کی: جعفر بن برقان، و خصیف بن عبد الرحمٰن، و ابن اسحاق. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۶۱ھ ق). طبقات الفقهاء: ۶۵ و تهذیب التهذیب ۴: ۱۱۱.

[۳]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷، و المبسوط ۱: ۶۲، و سنن الترمذی ۱: ۴۱، و شرح فتح القدیر ۱: ۳۸ و ۱۶، المحلی ۲: ۵۰، بدایة المجتهد ۱: ۹، و تحفة الاحوذی ۱: ۱۲۰، و الدراری المضیئة ۱: ۴۸، و تفسیر ابن کثیر ۲: ۲۳.

[۴]. بدایة المجتهد ۱: ۹، و تحفة الاحوذی ۱: ۱۲۰، و الدراری المضیئة ۱: ۴۸.

[۵]. ابو عبد الرحمٰن، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری. قاضی الکوفة، اس نے شعبی، اور حکم بن عیینه سے علم فقه حاصل کیا اور اس سے فقه سفیان بن سعید الثوری، و الحسن بن صالح بن حی نے حاصل کی. اور وه (۱۴۸ھ ق) میں فوت ہوا. طبقات الفقهاء: ۶۴، و التاریخ الکبیر ۱: ۱۶۲. و تهذیب التهذیب ۹: ۳۰۱.

[۶]. سنن الترمذی ۱: ۴۱، تحفة الاحوذی ۱: ۱۲۰، الدراری المضیئة ۱: ۴۸، و التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷.

[۷]. تفسیر القرطبی ۶: ۸۴، و مسائل الامام احمد بن حنبل: ۷. و تحفة الاحوذی ۱: ۱۲۰، و الدراری المضیئة ۱: ۴۸، و المحلی ۲: ۵۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عبد الله بن سنان، عن أبی عبد الله علیه السلام قال: المضمضة و الاستنشاق مما سن رسول صلی الله علیه و آله[۱].

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا چھوٹی بڑی طہارت (وضو اور غسل) دونوں میں مستحب ہے اور یہی شافعی کا نظریہ ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ نے کہا: یہ دونوں غسل جنابت میں واجب ہیں اور وضو میں سنت ہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور اسحاق نے کہا: یہ دونوں طہارتوں میں واجب ہیں اور احمد نے کہا: ناک میں پانی ڈالنا دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا واجب نہیں ہے۔

ہماری دلیل ان سے برائت ذمہ ہے اور ان کے واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور ایسی کوئی دلیل نہیں ہے، نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے، نیز جب خدا نے آیت میں دھونے والے اعضاء کا ذکر کیا تو ان کو ذکر نہیں کیا ہے۔

اور عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نبی اکرم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔

مسئلہ ۲۲: [داڑھی کے بالوں کے درمیان پانی پہنچانے کا حکم]

إیصال الماء الی ما یستره شعر اللحیة، و تخلیلها غیر واجب.فیجزی فی الوضوء إمرار الماء علی الشعر.

و قال الشافعی: یستحب تخلیل الشعر[۲]. و قال إسحاق، و أبو ثور، و المزنی[۳]: التخلیل واجب[۱].

---

[۱]. الاستبصار ۱: ۶۷ حدیث ۲۰۲، والتہذیب ۱: ۷۹ حدیث ۲۰۳.

[۲]. سنن الترمذی ۱: ۴۶، وبدایۃ المجتہد ۱: ۱۰، وعمدۃ القاری ۳: ۲۲۲.

[۳]. المزنی: ابو ابراہیم، اسماعیل بن یحییٰ بن عمرو بن اسحاق المصری الشافعی، الفقیہ. اس نے سب سے پہلے مذہب شافعی میں تصنیف کی؛ اور سنہ (۲۶۴ھ ق) میں مصر میں فوت ہوئے اور ابن الندیم نے کہا: المزنی ابو ابراہیم، اسماعیل بن ابراہیم المزنی، من

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و حکی عن أبی حنیفة قولان: الأول، انه یلزمه إمرار الماء علی اللحیة، و الثانی: انه یلزمه إمرار الماء علی ربعها[۲].

دلیلنا: ان الأصل براءة الذمة، و إیجاب التخلیل یحتاج الی دلیل، و علیه إجماع الفرقة.

و روی زرارة بن أعین، انه قال لأبی جعفر علیه السلام، هل یجب غسل ما أحاط به الشعر؟ فقال: کل ما أحاط به الشعر فلیس علی العباد أن یطلبوه، و لا یبحثوا عنه و لکن یجری علیه الماء[۳].

پانی کو داڑھی کے بالوں کے نیچے چھپے ہوئے حصے تک پہنچانا اور ان کا خلال کرنا واجب نہیں ہے، پس وضو میں پانی کو بالوں پر جاری کرنا کافی ہے اور شافعی نے کہا: بالوں کا خلال کرنا مستحب ہے اور اسحاق، ابو ثور اور مزنی نے کہا: خلال کرنا واجب ہے اور ابو حنیفہ سے دو قول نقل ہوئے ہیں:

۱) پہلا یہ کہ وہ داڑھی پر پانی بہانے کو لازم سمجھتے تھے اور ۲) دوسرا یہ کہ وہ ایک چوتھائی پر پانی بہانہ لازم سمجھتے تھے۔

مزینۃ، قبیلۃ من قبائل الیمن، اس نے شافعی سے علم حاصل کیا. طبقات الشافعیۃ: ۵، والفہرست لابن الندیم: ۲۶۶، والکنی و الالقاب ۳: ۱۸۲.

[۱]. تفسیر القرطبیؒ ۶: ۸۴ اور ترمذی نے سنن ۱: ۴۶ میں کہا: قال اسحاق: ان ترکه ناسیا او متاولا اجزاه، و ان ترکه عامدا اعاده. اور دیکھو: تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۲۹ و ۱۳۲. اور عینی نے عمدۃ القاری ۳: ۲۲۲ میں مزنی کا قول ذکر کیا.

[۲]. سرخسی نے المبسوط ۱: ۸۰ میں ہے: معلّی نے اسے ابی یوسف سے نقل کیا. اور دوسرے مصادر میں بھی اسی طرح ہے: احکام القران للجصاص ۲: ۳۳۹، و مراقی الفلاح: ۱۰، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۸، و بدائع الصنائع ۱: ۳.

[۳]. التہذیب ۱: ۳۶۴ حدیث ۱۱۰۶، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۸ ذیل حدیث ۸۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہماری دلیل اصل برائت ذمہ ہے اور خلال واجب کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔
نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔
نیز زرارہ نے روایت کی، اس کا بیان ہے کہ امام باقرؑ سے عرض کی: کیا اس حصے کو دھونا واجب ہے جس کو بالوں نے احاطہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جس حصے کو بالوں نے گھیر رکھا ہے اس کی جستجو کرنا بندوں پر لازم نہیں ہے اور نہ ان میں خلال کریں بلکہ اس پر پانی جاری کر دیں۔

مسئلہ ۲۳: [وضو میں چہرے دھونے کی مقدار]

حد الوجه الذی یجب غسله فی الوضوء،

من قصاص شعر الرأس إلی محادر شعر الذقن طولا، و ما دارت علیه الإبهام و الوسطی عرضا.

و قال جمیع الفقهاء: ان حده من منابت الشعر من رأسه، الی مجمع اللحیة و الذقن طولا، و من الاذن الی الاذن عرضا[۱]. الا مالکا فإنه قال: البیاض الذی بین العذار[۲] و الاذن لا یلزمه غسله[۳]. و قال الزهری: ما أقبل من الأذنین من الوجه، یغسل مع الوجه[۴].

---

[۱]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۷، والام ۱: ۲۵، والمبسوط للسرخسی ۱: ۶، والمجموع ۱: ۳۷۱.

[۲]. عذار اللحیة جانباها، یتصل اعلاها بالصدغ، و اسفله بالعارض. مجمع البحرین: ۲۹۷ (مادۃ عذر).

[۳]. مقدمات ابن رشد ۱: ۵۰، وبدایۃ المجتہد ۱: ۱۰، وحاشیۃ الدسوقی ۱: ۸۵ و نیل الاوطار ۱: ۱۸۸.

[۴]. احکام القرآن لابن العربی ۲: ۵۷۳، وتحفۃ الاحوذی ۱: ۱۴۷، وبدایۃ المجتہد ۱: ۱۴، و نیل الاوطار ۱: ۱۸۸. وروی عبد الرزاق بن ہمام فی المصنف ۱: ۱۴ عن الشعبی قال: ما استقبل الوجه من الاذنین فهو من الوجه یغسله، و ظاهرهما من الراس، اور التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۹ میں بھی اسی طرح ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، فإنهم لا يختلفون فی ذلک. و أيضا فلا خلاف فی ان ما اعتبرناه من الوجه، و ما زاد عليه يحتاج الی دليل.

و روی حماد، عن حريز، عن زرارة قال: قلت لأحدهما عليه السلام، أخبرنی عن حد الوجه الذی ينبغی له أن يوضأ، و الذی قال الله تعالی و أمر بغسله، الذی لا ينبغی لأحد أن يزيد عليه و لا ينقص منه، ان زاد عليه لم يؤجر، و ان نقص منه أثم. قال: ما دارت عليه السبابة و الوسطی و الإبهام، من قصاص شعر الرأس إلی الذقن، و ما جرت عليه الإصبعان من الوجه مستديرا، فهو من الوجه، و ما سوی ذلک فليس من الوجه. قلت: الصدغ[1] ليس من الوجه؟ قال: لا[2].

چہرے کی وہ حد جس کو وضو میں دھونا واجب ہے طول میں سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے بالوں کے کنارے تک اور عرض میں جتنا حصہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان میں آجائے۔

---

[1]. ابن اثیر نے کہا، الصدغ، هو ما بين العين الی شحمة الاذن. النہایۃ ۳: ۱۷. جوہری نے کہا: الصدغ بالضم: ما بين العين و الاذن و يسمی ايضا الشعر المتدلی عليه صدغا. و فيه: ربما قيل سدغ بالسين لما حكاه عن قطرب. دیکھو: الصحاح فی اللغۃ (فصل الصاد من باب الغین).

[2]. الکافی ۳: ۲۷ حدیث ۱، و التہذیب ۱: ۵۴ حدیث ۱۵۴، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۸ حدیث ۸۸ لفظ میں کچھ اختلاف کے ساتھ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور تمام فقہاء نے کہا: طول میں اس کی حد سر کے بال اگنے کی جگہ سے داڑھی جمع ہونے کی جگہ اور ٹھوڑی تک ہے اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے مگر مالک نے کہا: داڑھی کے کناروں اور کان کے درمیانی حصے کو دھونا لازمی نہیں ہے۔

اور زہری نے کہا: کانوں کا جو حصہ سامنے ہوتا ہے وہ چہرے کا حصہ ہے اسے چہرے کے ساتھ دھویا جائے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے کیونکہ وہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے ہیں۔

نیز اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جو حد ہم نے معتبر قرار دی ہے وہ چہرہ ہے اور جو اس سے زیادہ مقدار کو لازم سمجھے وہ اس کی دلیل پیش کرے۔

اور حماد نے حریز کے واسطہ سے زرارہ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ و امام صادقؑ میں سے ایک سے عرض کی: مجھے چہرے کی اس حد اور مقدار کے بارے میں بیان فرمائیں جس کو وضو میں دھونا لازمی ہے اور جو خداوند نے حکم دیا ہے اور اس میں اضافہ یا کمی کرنا کسی کیلئے مناسب نہیں ہے اور جس نے اس پر اضافہ کیا اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا اور جو اس میں کمی کرے گا وہ گناہگار ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا: جس حصہ پر شہادت کی انگلی، درمیانی انگلی اور انگوٹھا پہنچ جائیں سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اور جس پر دونوں انگلیاں جاری ہوں وہ دائرہ میں چہرہ کا حصہ ہے اور اس کے علاوہ چہرہ نہیں ہے۔

میں نے عرض کی: کن پٹی چہرہ میں داخل ہے یا نہیں؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۲۴: [لمبی داڑھی کے بالوں کو دھونے کا حکم]

ما استرسل من شعر اللحية طولا و عرضا، لا يجب إفاضة الماء عليه و هو أحد قولى الشافعى[۱]، و اختيار المزنى[۲] و به قال أبو حنيفة[۳].

و القول الأخر: أنه يجب[۴]. و لا خلاف أنه لا يجب غسل هذا الشعر.

دليلنا: ان الأصل براءة الذمة، و شغلها يحتاج الى دليل، و عليه إجماع الفرقة المحقة، و أيضا فإن الله تعالى أوجب غسل الوجه، و ما استرسل من الشعر لا يسمى وجها.

داڑھی طول و عرض میں جو کچھ لمبی ہو چکی ہو اس پر پانی بہانہ واجب نہیں ہے اور یہ شافعی کے دو اقوال میں سے ایک ہے اور یہی مزنی کا نظریہ ہے اور یہی ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے اور شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ واجب ہے حالانکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان بالوں کو دھونا واجب نہیں ہے۔

ہماری یہ ہے کہ اصل قانون برائت ذمہ ہے اور ذمہ کو مشغول کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے، نیز خدا تعالی نے چہرے کو دھونا واجب قرار دیا اور جو بال لمبے ہو چکے ہوں وہ چہرہ نہیں ہوتے۔

---

[۱]. الام ۱: ۲۵، وبداية المجتهد ۱: ۱۰، و مغنى المحتاج ۱: ۵۲، والام (مختصر المزنى): ۲، والتفسير الكبير ۱۱: ۱۵۸.

[۲]. الام (مختصر المزنى): ۲، والتفسير الكبير ۱۱: ۱۵۸.

[۳]. التفسير الكبير ۱۱: ۱۵۸، والمبسوط للسرخسى ۱: ۶، واحكام القران للجصاص ۲: ۳۳۹، و مراقى الفلاح: ۱۰، وبداية المجتهد ۱: ۱۰، و شرح فتح القدير ۱: ۹، وبدائع الصنائع ۱: ۴.

[۴]. الام ۱: ۲۵، وبدائع الصنائع ۱: ۴، والتفسير الكبير ۱۱: ۱۵۸، الام (مختصر المزنى): ۲.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۲۵: [چہرے کے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانے کا حکم]

لا يجب إيصال الماء إلى أصل شيء من شعر الوجه، مثل شعر الحاجبين و الأهداب و العذار و الشارب و العنفقة[۱]. و به قال أبو حنيفة[۲]. و قال الشافعي: ذلک واجب[۳].

دليلنا: ما قلناه في المسألة الأولى سواء، و عليه إجماع الفرقة، و خبر زرارة، و قد قدمناه[۴]. چہرے کے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے جیسے ابروئیں، بھنویں، داڑھی کے کنارے، مونچھیں، اور نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیانی بالوں کی حالت ہے اور یہی ابو حنیفہ کا نظریہ ہے اور شافعی نے کہا: یہ واجب ہے۔

اور ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے سابقہ مسئلہ میں بیان کی۔

نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے اور زرارہ کی روایت بھی جو ہم نے پہلے بیان کر دی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

۱. ابن منظور نے کہا: العنفقة، ما بين الشفة السفلى و الذقن منه، لخفة شعرها. اور ایک قول ہے: ما بين الذقن و طرف الشفة السفلى، كان عليها شعرا او لم يكن. اور ایک قول ہے: ما نبت على الشفة السفلى من الشعر. لسان العرب ۱۲: ۱۵۰ (مادۃ عنفق).

۲. شرح فتح القدیر ۱: ۱۰، و بدائع الصنائع ۱: ۳.

۳. الام ۱: ۲۵، و مغنی المحتاج ۱: ۵۱، و بدائع الصنائع ۱: ۳.

۴. یہ مسئلہ (۲۲) میں گزر چکا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۲۶: [وضو میں کہنیاں دھونے کا حکم]

غسل المرفقين واجب مع اليدين، و به قال جميع الفقهاء[۱] الا زفر[۲] فإنه قال: لا يجب ذلک[۳].

دليلنا: قوله تعالى «وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ»[۴]، فإن «الى» قد تكون بمعنى «مع» و تكون بمعنى الغاية. و قد ثبت عن الأئمة عليهم السلام ان المراد بها فى الآية «مع» فعلمنا بذلک وجوب غسلهما، و أيضا الاحتياط يقتضى ذلک. لان من غسل المرفقين مع اليدين، لا خلاف أن وضوءه صحيح. و إذا لم يغسلهما، ليس على صحته دليل.

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۱، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۱، و مراقی الفلاح: ۹، و عمدۃ القاری ۲: ۲۳۳: و احکام القران لابن العربی ۲: ۵۶۵، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۰، و بدائع الصنائع ۱: ۴، و بدایۃ المجتہد ۱: ۱۰، و مغنی المحتاج ۱: ۵۲، و حاشیۃ الدسوقی ۱: ۸۷، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۹، والمبسوط للسرخسی ۱: ۶.

[۲]. ابو الہذیل، زفر بن الہذیل بن قیس بن مسلم بن مکمل بن ذہل بن ذویب العنبری. فقہاء اور زہاد میں سے ایک تھا اور سب سے پہلے بصرہ میں ابو حنیفہ کی رائے کو لایا، اس نے وفات پائی سنہ: (۱۵۸ھ ق) الفہرست لابن الندیم: ۲۵۶، و الجرح و التعدیل ۳: ۶۰۸، و لسان المیزان ۲: ۴۷۶.

[۳]. شرح فتح القدیر ۱: ۱۰ و احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۱، و عمدۃ القاری ۲: ۲۳۳. و بدائع الصنائع ۱: ۴، و التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۹ و فیہ: و قال مالک و زفر: لا یجب غسلہما.

[۴]. المائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی جابر، ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ توضأ فغسل یدیہ، و ذلک من مرفقیہ[۱]، و علیہ إجماع الفرقۃ.

و روی عمر بن أذینۃ[۲]، عن بکیر[۳] و زرارۃ ابنی أعین أنھما سألا أبا جعفر علیہ السلام عن وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ؟ فوصف لھما، الی أن انتھی الی غسل الیدین، فقالا: ثم غمس کفہ الیسری فی الإناء، فاغترف بھا من الماء، فغسل بہ الیمنی من المرفق إلی أطراف الأصابع لا یرد الشعر، و کذلک فعل بالیسری[۴].

---

[۱]. یہ روایت نہیں ملی مگر دار قطنی نے سنن ۱: ۸۳ میں کہا، جابر بن عبد اللہ نے روایت کی؛ قال: کان رسول اللہ (ص) اذا توضا ادار الماء علی مرفقیہ. جب نبی اکرم ﷺ وضو فرماتے تھے تو پانی اپنی کہنیوں پر پھیرتے تھے اور سرخسی نے المبسوط ۱: ۷ میں کہا: انہ (ص) توضا وادار الماء علی مرافقہ؛ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو پانی کہنیوں پر پھیرا.

[۲]. عمر بن محمد بن عبد الرحمٰن بن اذینہ بن سلمۃ. رجال نجاشی میں ہے: ۲۱۸: شیخ اصحابنا البصریین و وجہھم، اس نے امام صادق سے خط کتابت کی صورت میں روایت کی اور ایک قول ہے: اس کا نام محمد بن عمر بن اذینہ ہے تو اس پر باپ کا نام غالب آ گیا. اور ایک قول ہے: احمد بن عمر بن اذینہ . اور شیخ طوسی نے فہرست میں ثقہ قرار دیا؛ تفصیل دیکھو؛ تنقیح المقال ۲: ۳۴۰، و الفہرست: ۱۱۳.

[۳]. بکیر بن اعین بن سنسن، اخو زرارۃ، کوفی. یکنی ابا الجہم من موالی بنی شیبان. جب امام صادقؑ کو ان کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا: (اما و اللہ لقد انزلہ اللہ عز و جل بین رسول اللہ (ص) و بین امیر المؤمنین (ع) خدا کی قسم خدا نے انہیں نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ کے درمیان شرف بخشا. شیخ نے اصحاب الامام الباقر و الصادق علیہما السلام میں شمار کیا. رجال الطوسی: ۱۰۹ و ۱۵۷، و جامع الرواۃ ۱: ۱۲۹.

[۴]. شیخ طوسی کی التہذیب و الاستبصار، اور کلینی (قدس سرہ ق) کی کافی کی روایت سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا متن نص روایت نہیں ہے بلکہ مصنف نے اس کو تصرف کے ساتھ بیان کیا ہے نص روایت کیلئے ملاحظہ ہو، انظر التہذیب ۱: ۵۶ حدیث ۱۵۸، والاستبصار ۱: ۵۷ حدیث ۱۶۸، والکافی ۳: ۲۵ حدیث ۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہاتھوں کے ساتھ کہنیوں کو دھونا واجب ہے اور یہی تمام فقہاء کا نظریہ ہے سوائے زفر کے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتا۔

اور ہماری دلیل خدا تعالی کا فرمان ہے: اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوو، اور "الی" کبھی معیت کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی حد اور مقدار کی انتہاء کو بیان کرتاہے اور ائمہ معصومینؑ سے ثابت ہے کہ آیت میں الی سے مراد معیت ہے تو ہمیں ہے کہ ان دونوں کو دھونا واجب ہے۔

نیز احتیاط بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ جس نے وضو میں ہاتھوں کے ساتھ کہنیوں کو دھویا تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کا وضو صحیح ہے اور جب انہیں نہ دھوئے تو اس کے صحیح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور جابر انصاری نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں کو دھویا اور وہ کہنیوں سے شروع کیا۔

نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور عمر بن اذینہ نے بکیر بن اعین اور زرارہ بن اعین سے روایت کی کہ انہوں نے امام باقرؑ سے نبی اکرم ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا، امام نے ان دونوں کو نبی اکرم ﷺ کا وضو بیان کیا یہاں تک کہ ہاتھوں کو دھونے تک پہنچے تو ان دونوں نے نقل کیا کہ پھر امامؑ نے بائیں ہتھیلی برتن میں ڈالی۔ اسے پانی سے بھرا۔ اس سے بائیں کہنی سے انگلیوں کے کناروں تک دھویا۔ کسی بال کو خشک نہیں چھوڑا۔ اسی طرح بائیں بازو کو دھویا۔

مسئلہ ۲۷: [سر اور پاؤں کے مسح کو چند بار انجام دینے کا حکم]

مسح الرأس دفعة واحدة، و تكراره بدعة.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال أبو حنيفة: ترک التكرار أولى[۱] و قال الشافعي: المسنون ثلاث مرات[۲] و به قال الأوزاعي، و الثوري. و قال ابن سيرين[۳]: يمسح دفعتين[۴].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ»[۵] فأوجب المسح بالظاهر. و قد ثبت ان الأمر لا يقتضى التكرار، فمن أوجب التكرار احتاج الى دليل، و كذلک من قال انه مسنون احتاج الى دليل.

و روى أبو بصير، عن أبى عبد الله عليه السلام فى مسح القدمين، و مسح الرأس قال: مسح الرأس واحدة[۶].

---

[۱]. المبسوط للسرخسی ۱: ۷، و مراقی الفلاح: ۱۲، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و نیل الاوطار ۱: ۱۹۸.

[۲]. المبسوط للسرخسی ۱: ۷، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و بدایۃ المجتہد ۱: ۱۲، و تفسیر القرطبی ۶: ۸۹ و مغنی المحتاج ۱: ۵۸، و الام ۱: ۲۶، و نیل الاوطار ۱: ۱۹۷.

[۳]. محمد بن سیرین الانصاری، مولاہم، ابو بکر بن ابی عمرۃ البصری، امام وقتہ. اس نے روایت کی: اپنے مولا انس بن مالک سے اور زید بن ثابت، و جندب بن عبد اللہ البجلی و غیرہ. اور اس سے الشعبی، و ثابت، و خالد الحذاء، و داود بن ابی ہند نے روایت کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۰ھ ق). تہذیب التہذیب ۹: ۲۱۴.

[۴]. تفسیر القرطبی ۶: ۸۹.

[۵]. المائدۃ: ۶.

[۶]. التہذیب ۱: ۸۲، حدیث ۲۱۵، و الاستبصار ۱: ۶۱ حدیث ۱۸۱ میں اضافہ ہے: من مقدم الراس و مؤخرہ، و مسح القدمین ظاہرھما و باطنھما. سنن ترمذی میں ہے ۱: ۵۰ (باب ما جاء ان مسح الراس مرۃ) قال: حدثنا محمد بن منصور المکی قال: سمعت سفیان بن عیینۃ یقول: سالت جعفر ابن محمد علیہما السلام عن مسح الراس، ا یجزی مرۃ؟ فقال: ای و اللہ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سر کا مسح ایک بار ہے اور اس کو تکرار کرنا بدعت ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: تکرار کو چھوڑنا بہتر ہے اور شافعی نے کہا: تین بار مسح کرنا سنت ہے اور یہی اوزاعی اور ثوری کا نظریہ ہے اور ابن سیرین نے کہا: دو بار مسح کرے۔

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا تعالی نے فرمایا: اپنے سر اور پاؤں کا مسح کرو تو ظاہری حصہ کا مسح واجب ہے اور ثابت ہے کہ امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا جس نے تکرار کو لازم قرار دیا تو اسے دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح جس نے اسے سنت قرار دیا اسے بھی دلیل لانے کی ضرورت ی ہے۔

اور ابو بصیر نے امام صادقؑ سے سر اور پاؤں کے مسح کے بارے میں روایت کی فرمایا: سر کا مسح ایک بار ہے۔

مسئلہ ۲۸: [مسح کیلئے جدید پانی لینے کا حکم]

لا يجوز أن يستأنف لمسح الرأس و الرجلين ماءا جديدا عند أكثر أصحابنا. و قد رويت رواية شاذة انه: يستأنف ماءا جديدا[۱]، و هى محمولة على التقية. فإن جميع الفقهاء يوجبون استئناف الماء[۲]، الا مالكا. فإنه أجاز المسح ببقية الماء، لإجازته استعمال الماء المستعمل. و ان كان الأفضل عنده استئناف الماء[۳].

---

[۱]. الاستبصار ۱: ۵۸ حدیث ۱۷۳ و ۱۷۴: والتہذیب ۱: ۵۸ حدیث ۱۶۳ و ۱۶۴.

[۲]. تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۴۲، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۱، و سنن الترمذی ۱: ۵۱.

[۳]. موطا مالک ۱: ۴۱، و حاشیۃ الدسوقی ۱: ۸۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ»[۱]، و لم يذكر استئناف الماء، و هذا قد مسح. فان قيل: و لم يذكر المسح ببقية الندى، قلنا: نحن نحمل الآية على العموم، و نخصها بدليل إجماع الفرقة. و قد تكلمنا على الروايات المختلفة فى ذلک، فى الكتابين المقدم ذكرهما[۲].

و روى بكير و زرارة، عن أبى جعفر عليه السلام و أبى عبد الله عليه السلام انهما حين وصفا وضوء رسول الله صلى الله عليه و آله، ذكرا فى آخره انه لم يستأنف لمسح الرأس و الرجلين ماءا جديدا، و ذلک نص[۳].

و روى أبو عبيدة الحذاء[۴] قال: وضأت أبا جعفر عليه السلام بجمع[۵] و قد بال فناولته ماءا فاستنجى، ثم صببت عليه كفا، فغسل به وجهه، و كفا فغسل

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱]. المائدة: ۶.

[۲]. ای التہذیب ۱: ۵۸ و ۵۹، والاستبصار ۱: ۵۸ و ۵۹.

[۳]. یہ مسئلہ (۲۶) میں گزر چکا ہے.

[۴]. زیاد بن عیسی، ابو عبیدۃ الحذاء، کوفی، مولی، ثقۃ. اس نے روایت کی: ابی جعفر (ع) و ابی عبد اللہ (ع) اور امام صادق کی زندگی میں وفات پائی اور سعد بن عبد اللہ الاشعری: نے کہا: وہ امام ابو جعفر کے اصحاب میں سے تھے اور وہ زیاد بن رجاء کوفی، ثقۃ، صحیح، ہے اور ابی الرجاء کا نام منذر ہے. اور ایک قول ہے: زیاد بن احرم اور یہ صحیح نہیں ہے. رجال النجاشی: ۱۲۹.

[۵]. جمع: بالفتح و السكون، المشعر الحرام، و هو اقرب الموقفين الى مكة المشرفة، مجمع البحرين: ۳۸۹. اور المصباح المنیر ۱: ۱۵۰ میں ہے: و يقال: المزدلفة، جمع.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

به ذراعه الأيمن، و كفا فغسل به ذراعه الأيسر، ثم مسح بفضلة الندى رأسه و رجليه[۱].

ہمارے اکثر اصحاب اور علماء کے نزدیک سر اور پاؤں کے مسح کیلئے جدید پانی لینا جائز نہیں ہے۔

اور ایک شاذ روایت میں نقل ہوا ہے کہ وضو میں جدید پانی لے سکتے ہیں اور اس سے تقیہ اور شدید حالات کی صورت مراد ہے کیونکہ تمام فقہاء سوائے مالک کے جدید پانی لینے کو واجب سمجھتے ہیں جبکہ مالک نے بقیہ پانی سے مسح جائز قرار یا ہے کیونکہ استعمال شدہ پانی کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں اگرچہ ان کے نزدیک بھی جدید پانی لینا افضل ہے۔

اور ہماری دلیل خدا تعالی کا فرمان ہے: اور اپنے سر اور پاؤں کا مسح کرو اور جدید پانی لینے کو ذکر نہیں کیا اور بقیہ تری سے مسح ہو جاتا ہے۔

اور اگر کہا جائے: اللہ تعالی نے بیقہ تری سے مسح کرنے کو ذکر نہیں کیا تو ہم کہیں گے: ہم آیت سے عمومی حکم مراد لیں گے اور اس کی تخصیص شیعہ گروہ کے اجماع کی دلیل سے کریں گے اور ہم نے اس بارے میں مختلف قسم کی روایات کے متعلق اپنی سابقہ دو کتابوں (تہذیبین) میں تفصیل بیان کی ہے۔

اور بکیر و زرارہ نے امام باقرؑ و امام صادقؑ سے روایت کی جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کیا اس کے آخر میں ذکر کیا کہ آپ نے جدید پانی سر اور پاؤں کے مسح کیلئے نہیں لیا اور یہ اس مسئلہ میں واضح دلیل ہے۔

---

[۱]. الاستبصار ۱: ۵۸ حدیث ۱۷۲، وص: ۶۹ حدیث ۲۰۹، والتہذیب ۱: ۵۸ حدیث ۱۶۲؛ دوسرے الفاظ میں نقل کیا: قال: وضات ابا جعفر علیه السلام بجمع و قد بال فناولته ماءا فاستنجی، ثم اخذ كفا فغسل به وجهه و كفا غسل به ذراعه الايمن و كفا غسل به ذراعه الايسر، ثم مسح بفضلة الندى راسه و رجليه.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابو عبیدہ حذاء (جوتے فروش) نے روایت کی میں نے مشعر حرام میں امام باقرؑ کو وضو کا پانی دیا جب آپ نے پیشاب کیا تو میں نے پانی دیا آپ نے استنجاء کیا۔ پھر میں نے آپؑ پر ایک ہتھیلی پانی ڈالا آپ نے اس سے چہرہ دھویا۔ پھر ایک ہتھیلی پانی ڈالا آپ نے دائیں بازوں دھویا ۔ پھر ایک ہتھیلی پانی ڈالا آپ نے بائیں بازو دھویا۔ پھر بقیہ رطوبت سے آپؑ نے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔

مسئلہ ۲۹: [سر کے مسح کی مقدار]

المسح ببعض الرأس هو الواجب، و الأفضل ما يكون مقداره ثلاث أصابع مضمومة، و يجزى مقدار إصبع واحد.

و قال مالک: يجب مسح الرأس كله[۱]، فان ترک بعضه ناسيا لم يؤثر، و ان تركه عامدا فان كان الثلث فما دونه لم يؤثر، و ان كان أكثر من الثلث بطل وضوءه. و قال الشافعي: ما يقع عليه اسم المسح يجزى[۲] و به قال الأوزاعي، و الثوری. و قال أبو حنيفة فی إحدى الروايتين: انه يجب أن يمسح قدر ثلث الرأس بثلاث أصابع. و فی الثانية: انه يمسح ربع الرأس بثلاث أصابع[۳] و قال زفر يمسح ربع الرأس بإصبع واحد[۱].

---

[۱]. المدونة الكبرى ۱: ۱۶، واحكام القران للجصاص ۲: ۳۴۱، والمبسوط للسرخسی ۱: ۶۳، واحكام القران لابن العربی ۲: ۵۶۶، وشرح فتح القدير ۱: ۱۱، وبداية المجتهد ۱: ۱۱، وعمدة القاری ۲: ۲۳۴، وبدائع الصنائع ۱: ۴، وحاشيته الدسوقی ۱: ۸۸. والتفسير الكبير ۱۱: ۱۶۰.

[۲]. الام ۱: ۲۶، واحكام القران للجصاص ۲: ۳۴۱ والمبسوط للسرخسی ۱: ۶۳، ومغنی المحتاج ۱: ۵۳، واحكام القران لابن العربی ۲: ۵۶۶، وبداية المجتهد ۱: ۱۱، وبدائع الصنائع ۱: ۴، وعمدة القاری ۲: ۲۳۴ وفتح المعين: ۶. والتفسير الكبير ۱۱: ۱۶۰.

[۳]. احكام القران للجصاص ۲: ۳۴۴، والمبسوط للسرخسی ۱: ۶۳، وعمدة القاری ۲: ۲۳۴ وشرح فتح القدير ۱: ۱۱، واحكام القران لابن العربی ۲: ۵۶۶، وبدائع الصنائع ۱: ۴، وفتح المعين: ۶. وبداية المجتهد ۱: ۱۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ»[۲]، و قد ثبت ان الباء تقتضى التبعيض، لأنه لا بد من أن يكون لدخولها فى الكلام المفيد المستقل بنفسه فائدة، و ليست فائدتها إلا التبعيض.

و أيضا روى زرارة و بكير ابنا أعين عن أبى جعفر عليه السلام انه قال فى المسح: تمسح على النعلين و لا تدخل يدک تحت الشراک، و إذا مسحت بشيء من رأسک، أو بشيء من قدميک، ما بين كعبيک إلى أطراف الأصابع فقد أجزأک[۳].

سر کے کچھ حصے کا مسح کرنا واجب ہے اور افضل یہ ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار کے برابر ہو اور ایک انگلی کے برابر بھی کافی ہے اور مالک نے کہا: پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے اور اگر بھول کر کچھ حصہ چھوڑ یا تو مؤثر (و مضرّ) نہیں ہوگا اور اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو اگر ایک تہائی یا اس سے کم چھوڑا ہو تو مؤثر اور مضر نہیں ہوگا اور اگر ایک تہائی سے زیادہ چھوڑا ہو تو وضو ہوگا۔

اور شافعی نے کہا: جس مقدار میں سر کے مسح کا نام صدق کرے وہ کافی ہے اور یہی اوزاعی اور ثوری کا نظریہ ہے۔

اور ابو حنیفہ نے دو روایتوں میں سے ایک میں کہا: تین انگلیوں سے سر کے ایک تہائی حصے کا مسح کرنا واجب ہے۔

اور اس سے دوسری روایت میں ہے: تین انگلیوں سے سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرے۔

---

[۱]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۴، وبدائع الصنائع ۱: ۴.

[۲]. المائدة: ۶.

[۳]. التہذیب ۱: ۹۰ حدیث ۲۳۷، والاستبصار ۱: ۶۱ حدیث ۱۸۲.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور زفر نے کہا: ایک انگلی سے سر کے ایک چوتھائی حصہ کا مسح کرے۔

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا تعالی کا فرمان "اور اپنے سروں کا مسح کرو" اور ثابت ہے کہ باء جارہ تبعیض کچھ حصے کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ جس کلام میں یہ داخل ہو اس کا مستقل فائدہ ہونا ضروری ہے اور اس آیت میں سوائے تبعیض کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

نیز زرارہ اور بکیر نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ آپ نے مسح کے بارے میں فرمایا: نعلین اور جوتوں پر مسح کرو اور ہاتھوں کو تسمہ کے نیچے داخل نہ کرو اور جب سر کے کچھ حصے کا مسح کرو یا پاؤں کے کچھ حصہ کا ابھری ہوئی جگہ سے انگلیوں کے کناروں تک مسح کرو تو تمہارے لیے کافی ہے۔

مسئلہ ۳۰: [پورے سر کے مسح کا حکم]

مسح جميع الرأس غير مستحب.

و قال جميع الفقهاء: ان مسح جميعه مستحب[۱].

دليلنا: ان استحبابه يحتاج الى دليل شرعى، و ليس في الشرع ما يدل عليه

و أيضا أجمعت الفرقة على ان ذلک بدعة، فوجب نفيه.

پورے سر کا مسح کرنا مستحب نہیں ہے اور تمام فقہاء نے کہا: پورے سر کا مسح مستحب ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مستحب ہونا شرعی دلیل کا محتاج ہے اور شریعت میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

نیز شیعہ گروہ کا اجماع ہے کہ یہ بدعت ہے تو اس کی نفی کرنا واجب ہے۔

---

[۱]. مغنی المحتاج ۱: ۵۹، و مراقی الفلاح ۱: ۱۲، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و نیل الاوطار ۱: ۱۹۲.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۳۱: [مسح کرتے وقت بالوں کو آگے جمع کرنے کا حکم]

استقبال شعر الرأس و اليدين فی المسح و الغسل لا يجوز.و قال جميع الفقهاء: ان ذلک جائز[۱].

دليلنا: إجماع الفرقة. و أيضا ما ذكرناه لا خلاف ان فرض الوضوء يسقط به، و ما قالوه ليس على سقوط الفرض به دليل.

و أيضا روى عن النبی صلى الله عليه و آله انه حين علم الأعرابی الوضوء قال له: «هذا وضوء لا يقبل الله الصلاة إلا به»[۲]. فلا يخلو أن يكون استقبل الشعر، أو لم يستقبله. فان كان استقبل فيجب فيمن لا يستقبل أن لا يجزيه. و قد أجمعنا على خلافه. و ان كان ما استقبل الشعر، فقد ثبت أن من خالفه لا يجزيه، و لا يقبل الله تعالى صلاته.

مسح کرنے اور دھونے میں سر اور ہاتھوں کے بالوں کو آگے جمع کرنا جائز نہیں ہے اور تمام فقہاء نے کہا: یہ جائز ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز جو ہم نے ذکر کیا اس کے ذریعہ وضو کا فرض بلا اختلاف ساقط ہو جاتا ہے اور جو انہوں نے ذکر کیا اس کے ذریعہ فرض کے ساقط ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

نیز نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے جب آپ نے عربی دیہاتی کو وضو کی تعلیم دی تو اس سے فرمایا: یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر خدا نماز قبول نہیں کرتا تو دو صورتوں سے خالی نہیں:

---

[۱]. مسائل الامام احمد بن حنبل: ۶، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۲ وتحفۃ الاحوذی ۱: ۱۳۴، ونیل الاوطار ۱: ۱۹۲.

[۲]. من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۵ حدیث ۷۶، والمبسوط للسرخسی ۱: ۹ عن ابن عمر.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

یا آپ نے بالوں کو آگے جمع کیا ہوگا یا نہیں، اگر آگے جمع کیا ہو تو واجب ہونا چاہیے کہ جو بالوں کو آگے جمع نہ کرے اس کا وضو کافی نہ ہو حالانکہ سب کا اتفاق اور اجماع اس کے خلاف ہے اور اگر آپ نے بالوں کو آگے جمع نہ کیا ہو تو ثابت ہوگا کہ جو نبی اکرم ﷺ کے وضو کی مخالفت کرے اس کا وضو کافی نہ ہو اور اس کی نماز کو خدا قبول نہیں کرے گا۔

مسئلہ ۳۲: [سر کے مسح کی جگہ]

موضع مسح الرأس، مقدمه.و قال جميع الفقهاء: انه مخير، أى مكان شاء مسح مقدار الواجب[۱].

دليلنا: طريقة الاحتياط، فان من مسح الموضع الذى قلناه فصلاته ماضية بلا خلاف. و ان مسح موضعا آخر ففيه خلاف. و عليه إجماع الفرقة. و خبر الأعرابى أيضا يدل عليه على الترتيب الذى قلناه.

و قد رويت روايات من جهة الخاصة موافقة للعامة. بينا الوجه فيها فى الكتابين المذكورين[۲].سر کے مسح کی جگہ اس کا اگلا حصہ ہے اور تمام فقہاء کا کہنا ہے کہ اسے اختیار ہے جس حصے کا چاہے واجب کی مقدار کے برابر مسح کرے۔

اور ہماری دلیل احتیاط کا طریقہ ہے جس نے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا تو بلا اختلاف اس کی نماز کافی ہے اور اگر دوسری کسی جگہ کا مسح کرے تو اس میں اختلاف ہے۔

---

[۱]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۱، الام ۱: ۲۶، وفتح الباری ۱: ۲۹۲.

[۲]. التہذیب ۱: ۶۲ حدیث ۱۶۹-۱۷۰، والاستبصار ۱: ۶۰-۶۱ حدیث ۱۷۹ و ۱۸۰، والکافی ۳: ۲۷ حدیث ۱۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔ نیز عربی دیہاتی کو وضو تعلیم دینے والی روایت بھی اسی ترتیب پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے بیان کی اور شیعہ کی طرف سے عامہ کے موافق بعض روایات نقل ہوئی ہیں ہم نے ان کی وجہ اپنی دو مذکورہ کتابوں (تہذیبین) میں بیان کی ہے۔

مسئلہ ۳۳:

من كان على رأسه جمة[۱] فأدخل يده تحتها، و مسح على رأسه أجزءه.

و قال الشافعي: لا يجزيه[۲].

دليلنا: قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ»[۳]، و هذا مسح رأسه. و الاخبار المروية في صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه و آله انه مسح رأسه. تدل على ذلك[۴].

جس شخص کے سر پر بالوں کی کثرت ہو اور وہ اپنا ہاتھ ان کے نیچے داخل کرے اور سر کا مسح کرے تو کافی ہے۔

اور شافعی نے کہا: یہ کافی نہیں ہے۔ ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: اپنے سر کا مسح کرو، اور اس شخص نے سر کا مسح کر لیا ہے۔

---

[۱]. النہایۃ ۱: ۳۰۰ میں ابن اثیر نے کہا: الجمة: هو الاجتماع و الكثرة، و الغفير من الغفر، و هو التغطية و الستر، فجعلت الكلمتان في موضع الشمول و الاحاطة. و قال ايضا: الجمة من شعر الراس، ما سقط على المنكبين. اور مجمع البحرین: ۵۳۰ میں ہے: الجمة من الانسان، مجتمع شعر ناصيته.

[۲]. الام ۱: ۲۶.

[۳]. المائدۃ: ۶.

[۴]. من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۴ حدیث ۷۴، والکافی ۱: ۲۵ حدیث ۴ و ۵، والتہذیب ۱: ۱۹۰ و ۱۹۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیز نبی اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرنے والی روایات میں ہے کہ آپ نے سر کا مسح کیا وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

مسئلہ ۳۴: [وضو میں سر کے مسح کی بجائے دھونے کا حکم]

إذا غسل رأسه لا يجزيه عن المسح.

و عن الشافعي روايتان:إحداهما مثل ما قلناه[۱].و الأخرى: انه يجزيه. و هو مذهب باقي الفقهاء[۲].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ»[۳]، و من غسل فلم يمسح. لان المسح غير الغسل.

و خبر الأعرابي يدل على ذلك أيضا على ما بيناه لأن النبي صلى الله عليه و آله مسح بلا خلاف.

جب سر کو دھو دے تو وہ مسح کے بدلے کافی نہیں ہے اور شافعی سے دو روایتیں نقل ہیں: ایک میں ہماری طرح نظریہ دیا ہے اور دوسری میں اسے کافی سمجھا ہے اور وہی باقی تمام فقہاء کا نظریہ ہے۔

---

۱. فتح العزیز ۱: ۳۵۵، و مغنی المحتاج ۱: ۵۳.

۲. فتح العزیز ۱: ۳۵۵، و مغنی المحتاج ۱: ۵۳، و احکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۱، و حاشیتہ الدسوقی ۱: ۸۹، و حاشیتہ الجمل علی شرح المنہج ۱: ۱۱۴، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۰.

۳. المائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے: "اور اپنے سر کا مسح کرو" اور جس نے سر کو دھویا اس نے مسح نہیں کیا نیز عربی دیہاتی کی روایت بھی ہمارے نظریہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسح کیا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵: [وضو کے وقت آنکھوں میں پانی ڈالنا]

إيصال الماء الى داخل العين فى غسل الوجه ليس بمستحب.

و قال أصحاب الشافعى: انه مستحب و حكى عن ابن عمر مثل ذلك[1].

دليلنا: ان الأصل براءة الذمة، و الوجوب و الندب يحتاجان الى دليل.

و أيضا قوله تعالى «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ»[2] و لم يقل و أعينكم.

و خبر الأعرابى يدل على ذلك أيضا، لأنه لم يرو أنه غسل داخل العين، و لو كان غسلهما لما جاز تركهما. و أيضا إجماع الفرقة يدل على ذلك.

چہرہ دھوتے ہوئے پانی کو آنکھوں کے اندر پہنچانا مستحب نہیں ہے اور شافعی کے اصحاب نے کہا: یہ مستحب ہے اور ابن عمر سے بھی اسی طرح نقل ہوا ہے۔

اور ہماری دلیل اصل قانون برائت ذمہ ہے جبکہ وجوب اور استحباب دلیل کے محتاج ہوتے ہیں۔

نیز خدا کا فرمان ہے: اپنے چہرے کو دھوؤ اور نہیں فرمایا: اپنی آنکھوں کو دھوو۔

---

[1]. المبسوط للسرخسی ۱: ۶، واحکام القرآن للجصاص ۲: ۳۶۶، و بدائع الصنائع ۱: ۴، و تفسیر القرطبی ۶: ۸۴. تفسیر فخر رازی ۱۱: ۱۵۷ میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ وہ آنکھوں کے نیچے پانی پہنچانے کو واجب سمجھتے تھے۔

[2]. المائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور عربی دیہاتی کو وضو کی تعلیم دینے والی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نقل نہیں ہوا ہے کہ آپ نے آنکھوں کے اندر بھی دھویا اور اگر ان کو دھویا ہوتا تو ان کو ترک کرنا جائز نہ ہوتا (حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں)۔

نیز شیعہ گروہ کا اجماع بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: [عمامہ پر مسح کا حکم]

المسح على العمامة لا يجوز. و به قال أبو حنيفة، و الشافعي، و مالک[۱].

و قال الثوري، و الأوزاعي، و أحمد، و إسحاق: ذلک جائز[۲].

دليلنا: قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ»[۳]، فأوجب المسح على الرأس.

و من مسح على العمامة لم يمسح رأسه. و أيضا إجماع الفرقة يدل على ذلک.

و روى يونس[۴]، عن حماد[۱]، عن الحسين[۲]، قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام، عن رجل توضأ و هو معتم، و ثقل عليه نزع العمامة لمكان البرد؟

---

[۱]. الام ۱: ۲۶، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۲، و شرح فتح القدير ۱: ۱۱، و بداية المجتهد ۱: ۱۳، و بدائع الصنائع ۱: ۵، و احكام القران للجصاص ۲: ۳۵۱.

[۲]. احكام القران للجصاص ۲: ۳۵۱، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۲، و مسائل الامام احمد بن حنبل: ۸، و بداية المجتهد ۱: ۱۳، والدرارى المضيئة ۱: ۵۲.

[۳]. المائدة: ۶.

[۴]. ابو محمد، يونس بن عبد الرحمٰن، مولى علي بن يقطين بن موسى، مولى بني اسد. كان وجها في اصحابنا، متقدما عظيم المنزلة. یہ ہشام بن عبد الملک کی حکومت کے دنوں متولد ہوئے اور امام جعفر بن محمد علیہ السلام کو "الصفا والمروة" کے درمیان دیکھا مگر ان سے روایت نہیں کی ،. اس نے روایت کی: ابی الحسن موسی والرضا علیہما السلام. اور امام رضا علیہ السلام علم و فتوی میں اس کی طرف رجوع کی رہنمائی کرتے تھے اور انہیں واقفی نظریہ کی تائی کیلئے بہت زیادہ مال کا لالچ دیا گیا مگر انہوں نے اس کو ٹھکرا دیا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فقال: ليدخل إصبعه[۳]. عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے یہی ابو حنیفہ ، شافعی اور مالک کا نظریہ ہے۔

اور ثوری، اوزاعی، احمد اور اسحاق کا نظریہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

اور ہماری دلیل خدا تعالی کا فرمان ہے: اپنے سر کا مسح کرو، پس اللہ تعالی نے سر کا مسح واجب کیا ہے اور جس نے عمامہ پر مسح کیا اس نے سر کا مسح نہیں کیا۔

نیز شیعہ گروہ کا اجماع بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور یونس نے حماد کے واسطہ سے حسین بن مختار قلانسی (ٹوپی فروش)[۴] سے روایت کی ،اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: ایک شخص وضو کرتا ہے جبکہ اس نے عمامہ پہن رکھا ہے اور سردی کی وجہ سے عمامہ اتارنا اس کیلئے سنگین اور مشکل ہے؟ امام نے فرمایا: اس کے نیچے انگلی ڈالے اور مسح کرے۔

مسئلہ ۳۷: [وضو میں کانوں کے دھونے یا مسح کرنے کا حکم]

لا يجوز مسح الأذنين، و لا غسلهما في الوضوء.

اور حق پر قائم رہے؛ یہ بات نجاشی نے کہی اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب الامام الکاظم والرضا علیہما السلام میں شمار کیا اور فرمایا: قمیوں نے انہیں ضعیف شمار کیا حالانکہ وہ ثقہ اور معتمد تھے، اور علامہ حلی نے کہا: اس نے وفات پائی سنہ ۲۸۰ھ: رجال النجاشی: ۳۴۸، والخلاصۃ: ۱۸۴. ورجال الطوسی ۳۶۴، ۳۹۴.

[۱]. وہ حماد بن عیسی ہیں جن کا تعارف مسئلہ ۷ میں گزر چکا ہے۔

[۲]. الحسین بن المختار، ابو عبد اللہ القلانسی. کوفی، اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ وابی الحسن علیہ السلام، اور اس کی کتاب کتاب اس سے حماد بن عیسی وغیرہ نے روایت کی. اور شیخ طوسی نے اسے اصحاب الکاظم علیہ السلام میں شمار کیا اور کہا یہ واقفی ہے اور شیخ مفید نے اسے ارشاد میں امام رضا کی امامت کی نص نقل کرنے والے ثقہ اور متقی افراد میں شمار کیا. رجال الشیخ الطوسی: ۳۴۶، وارشاد الشیخ المفید: ۳۰۴. ورجال النجاشی: ۴۳.

[۳]. التہذیب ۱: ۹۰ حدیث ۲۳۹. والکافی ۳: ۳۰ حدیث ۳، والاستبصار ۱: ۶۱ حدیث ۱۸۳.

[۴]۔ اس طرح راویوں کے پیشے سے متعلقہ سوالات اور روایات بھی بہت مفید واقع ہوئیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: یستحب أن یمسحا بماء جدید[۱]. و قال أبو حنیفة: انهما من الرأس، یمسحان معه[۲]. و ذهب الزهری: إلی أنهما من الوجه یغسلان معه[۳]. و ذهب مالک و أحمد إلی أنهما من الرأس لکنهما یمسحان بماء جدید[۴]. و ذهب الشعبی[۵] و الحسن البصری، و إسحاق: الی أن ما أقبل منهما یغسل، و ما أدبر یمسح مع الرأس[۶].

دلیلنا: إجماع الفرقة، و أیضا قوله تعالی «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ، وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ»[۷]، فأوجب غسل الوجه، و مسح الرأس، و لم یذکر الأذنین. و أیضا خبر الأعرابی یدل علیه.

---

[۱]. الام ۱: ۲۶، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۵۳، وبدایة المجتهد ۱: ۱۳، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۰، وتحفة الاحوذی ۱: ۱۴۷.

[۲]. المبسوط للسرخسی ۱: ۶۵، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۵۳، وشرح معانی الاثار ۱: ۳۴، وبدایة المجتهد ۱: ۱۳، وشرح فتح القدیر ۱: ۱۲، وتحفة الاحوذی ۱: ۱۴۸، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۰.

[۳]. احکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۳، وتحفة الاحوذی ۱: ۱۴۷، واشار ایضا الی ذلک ابن رشد فی بدایة المجتهد ۱: ۱۴ بقوله: و شذ قوم فذهبوا الی انهما یغسلان مع الوجه.

[۴]. المدونة الکبری ۱: ۱۶، و مسائل الامام احمد بن حنبل: ۸، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۵۳، وتحفة الاحوذی ۱: ۱۴۸. و تفسیر القرطبی ۶: ۹۰، وبدایة المجتهد ۱: ۱۳.

[۵]. ابو عمر، عامر بن شراحیل الشعبی الحمیری، کوفی۔ ہمدانی قبیلہ سے ہے اور اسکی طرف منسوب ہے. اس نے روایت کی: الامام علی بن ابی طالب علیہ السلام و زید بن ثابت، و سعید بن زید و غیرہ. اور اس سے روایت کی: ابو اسحاق السبیعی، والاعمش، و سعید بن عمر و غیرہ. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۰۴ھ ق). اور ایک قول ہے: (۱۰۷ھ ق). طبقات الفقہاء: ۶۱، و تہذیب التہذیب ۵: ۶۵.

[۶]. سنن الترمذی ۱: ۵۵، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۴، وتحفة الاحوذی ۱: ۱۴۷.

[۷]. المائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی ابن بکیر[۱]، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر علیه السلام، ان أناسا یقولون: ان بطن الأذنین من الوجه، و ظهرهما من الرأس. فقال: لیس علیهما غسل و لا مسح[۲].

[فقہاء کے اقوال]

۱) وضو میں کانوں کو مسح کرنا یا ان کو دھونا جائز نہیں ہے۔

۲) اور شافعی نے کہا: مستحب ہے کہ کانوں کو جدید پانی سے دھویا جائے۔

۳) اور ابو حنیفہ نے کہا: یہ دونوں سر کا حصہ ہیں ان کو سر کے ساتھ مسح کیا جائے۔

۴) اور زہری کا نظریہ ہے کہ یہ دونوں چہرہ کا حصہ ہیں ان کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے۔

۵) اور مالک اور احمد بن حنبل کا نظریہ ہے کہ یہ دونوں سر کا حصہ ہیں مگر ان دونوں کو جدید پانی سے مسح کیا جائے۔

۶) اور شعبی، حسن بصری اور اسحاق کا کہنا ہے کہ کانوں کا سامنے والا حصہ دھویا جائے اور ان کے پیچھے والے حصے کا سر کے ساتھ مسح کیا جائے۔

---

[۱]. ابو علی، عبد اللہ بن بکیر بن اعین بن سنسن الشیبانی ثقہ، مولاہم، اس نے روایت کی: الصادق علیہ السلام۔ اس سے روای کی: الحسن بن علی بن فضال، والقاسم بن عروة، و جعفر بن بشیر و غیرہ. رجال النجاشی: ۱۶۴، والفہرست ۱۰۶، و تنقیح المقال ۲: ۱۷۱.

[۲]. الاستبصار ۱: ۶۳ حدیث ۱۸۷، والکافی ۳: ۲۹ حدیث ۱۰. اور التہذیب ۱: ۵۵ حدیث ۱۵۶ میں لفظ (بطن) کے بغیر ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[صحیح نظریہ کی دلیلیں]

اور ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا تعالی کا فرمان ہے : اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سر اور پاؤں کا ابھری ہوئی جگہ تک مسح کرو، پس خدا تعالی نے چہرے کا دھونا اور سر کا مسح واجب کیا ہے اور کانوں کو ذکر نہیں کیا۔

نیز عربی دیہاتی کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

اور ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے سوال کیا : لوگ کہتے ہیں کہ کانوں کا اندر والا حصہ چہرے کا حصہ ہے اور ان کے پیچھے والا حصہ سر میں شامل ہے ؟امام نے فرمایا: نہ ان کو دھونا ہے اور نہ مسح کرنا ہے۔

مسئلہ ۳۸: [وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کو دھونے کی تعداد کا حکم]

الفرض فی غسل الأعضاء مرة واحدة،

و اثنتان سنة، و الثالثة بدعة. و فی أصحابنا من قال: ان الثانية بدعة[1] و ليس بمعول عليه. و منهم من

---

[1]. موجودہ مصادر میں یہ قول نہیں ملا اور ابن ادریس نے السرائر: ۱۷ میں اس کی نسبت شیخ صدوق کی طرف دی ہے اور کہا: دو بار دھونے کی فضیلت اور سنت ہونا مسلمانوں کے اجماع سے ثابت ہے اور اس کے خلاف ہمارے اصحاب میں سے جس نے کہا کہ دوسری بار دھونا جائز نہیں ہے تو اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی کیونکہ جب مخالف نام و نسب سے معروف ہو تو اس کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہوتی اور اس میں شیخ ابو جعفر محمد بن بابویہ مخالفت کرتے ہیں. (انتہی).

ابن ادریس کے بعد آنے والے اکثر فقہاء نے ان کی پیروی کی اور مخالفت کی نسبت شیخ صدوق کی طرف دی؛ حالانکہ یہ بات ان کی کتابوں سے ثابت نہیں ہوتی شاید ابن ادریس نے شیخ صدوق کی موجودہ کتابوں کے علاوہ کسی کتاب سے استناد کیا ہو ؛شیخ صدوق نے الہدایۃ: ۱۷ میں کہا: ان من توضا مرتين لم يؤجر، و من توضا ثلاثا فقد ابدع (انتہی). اور الفقیہ ۱: ۲۵ میں کہا: و اما الاخبار التی رویت فی ان الوضوء مرتين مرتين، فاحدها باسناد منقطع برواية ابی جعفر الاحول، ذكر عمن رواه عن ابی عبد الله ع قال:فرض الله الوضوء واحدة و وضع رسول الله ص

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قال: الثالثة تكلف[۱]، و لم يصرح بأنها بدعة[۲]. و الصحيح الأول.

و قال الشافعي: الفرض واحد، و اثنتان أفضل، و السنة ثلاثة[۳]. و به قال أبو حنيفة، و أحمد[۴]. و قال مالک: مرة أفضل من المرتين. و حكى عن بعضهم ان الثلاث مرات واجب.

للناس اثنتين اثنتين.و هذا على وجه الانكار، لا على وجه الاخبار. كانه عليه السلام يقول: حد الله حدا فتجاوزه رسول الله ص و تعداه. و قال تعالى:« وَ مَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ».و فى حديث اخر باسناد منقطع رواه عمرو بن ابى المقدام قال: حدثنى من سمع ابا عبد الله عليه السلام يقول: انى لاعجب ممن يرغب ان يتوضا اثنتين اثنتين و قد توضا رسول الله ص اثنتين اثنتين، فان النبى ص كان يجدد الوضوء لكل فريضة.

فمعنى هذا الحديث هو انى لاعجب ممن يرغب عن تجديد الوضوء، و قد جدده النبى ص. و الخبر الذى روى: ان من زاد على مرتين لم يؤجر يؤكد ما ذكرته. و معناه ان تجديده بعد التجديد لا اجر له. و كذلک ما روى ان مرتين افضل معناه التجديد. و كذلک ما روى فى مرتين انه اسباغ.(انتهى).

تو شیخ صدوق کے مذکورہ کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ وضو میں دوسری بار دھونے پر اجر نہیں ملے گا اور کسی کام پر اجر نہ ملنا اس کے ناجائز ہونے سے عام ہے اور اسے بدعت قرار دینے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے شاید ابن ادریس اور دوسرے فقہاء نے اجر نہ ہونے سے بدعت ہونا سمجھا ہو.

[۱]. یہ ایک نسخہ میں ہے جیسا محدث بحرانی نے الحدائق الناضرۃ ۲: ۳۱۹ میں نقل کیا ہے اور فرمایا: (اور ان میں سے بعض نے کہا: دوسرا تکلف ہے اور بدعت نہیں کہا اور صحیح اول ہے).

[۲]. یہ المقنعۃ: ۵ میں شیخ طوسی کا قول ہے.

[۳]. فتح الباری ۱: ۲۶۰، و بدایۃ المجتہد ۱: ۱۲.

[۴]. سنن الترمذی ۱: ۶۴ والمبسوط للسرخسی ۱: ۹ و شرح فتح القدیر ۱: ۲۰، و مسائل الامام احمد: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ»[۱]، و من غسل دفعة واحدة وجهه و يديه، فقد أدى الفرض. فمن ادعى أكثر منه فرضا أو سنة فعليه الدليل.

و أيضا روى ابن محبوب، عن ابن رباط[۲] عن يونس بن عمار[۳] قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الوضوء للصلاة؟ فقال: مرة مرة[۴].

[امامیہ فقہاء کے نظریات]

اعضاء کو دھونے میں فرض ایک بار ہے اور دو بار دھونا مستحب اور سنت ہے اور تین بار دھونا بدعت ہے۔

اور ہمارے اصحاب میں سے بعض نے کہا: دوسری بار دھونا بدعت ہے[۵] مگر اس پر اعتما نہیں کیا گیا۔

---

[۱]. المائدۃ: ۶.

[۲]. علی بن الحسن بن رباط البجلی، ابو الحسن. کوفی، ثقۃ، معول علیہ. یہ بات نجاشی نے کہی. اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب الرضا علیہ السلام میں شمار کیا.
اور کبھی ابن رباط کا عنوان الحسن والحسین ویونس بنی رباط پر ہوتا ہے. رجال النجاشی ۱۸۹، ورجال الطوسی: ۳۸۴، وجامع الرواۃ ۲: ۴۳۳.

[۳]. یونس بن عمار بن الفیض الصیرفی التغلبی، ابو الحسن الکوفی. اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ علیہ السلام وروی عنہ یونس بن عبد الرحمٰن، و عثمان بن عیسی و ابن محبوب و غیرہ، شیخ نے رجال میں اصحاب الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. رجال الطوسی ۳۳۷، وجامع الرواۃ ۲: ۳۶۰، تنقیح المقال ۳: ۳۴۳.

[۴]. الکافی ۳: ۲۶ حدیث ۶، الاستبصار ۱: ۶۹ حدیث ۲۱۱، والتہذیب ۱: ۸۰ حدیث ۲۰۶، و صحیح البخاری ۱: ۳۹.

[۵]۔ ابن ادریس نے السرائر میں اسے شیخ صدوق کی طرف نسبت دی ہے جبکہ ان کی "من لایحضرہ الفقیہ" اور "الہدایۃ" کی عبارت سے دوسری بار دھونے پر اجر نہ ہونا سمجھا جاتا ہے اور اجر نہ ہونا اس کے حرام اور بدعت ہونے پر دلالت نہیں کرتا، غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ان میں سے بعض نے کہا: تیسری بار دھونا تکلف اور زحمت ہے اور اس کے بدعت ہونے کی تصریح نہیں کی اور صحیح نظریہ پہلا ہے۔

[باقی فقہاء کے نظریات]

اور شافعی نے کہا: فرض ایک بار دھونا ہے اور دو بار دھونا افضل ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور یہی ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل کا نظریہ ہے۔

اور مالک نے کہا: ایک بار دھونا دو بار دھونے کی نسبت افضل ہے اور ان میں سے بعض سے نقل ہوا کہ تین بار دھونا واجب ہے۔

[منتخب نظریہ کی دلیلیں]

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: "اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھوؤ" پس جس نے ایک بار چہرے اور ہاتھوں کو دھویا تو اس نے فرض ادا کر دیا تو جس نے اس سے زیادہ دھونے کو فرض یا سنت قرار دیا ہے تو وہ دلیل پیش کرے۔

نیز ابن محبوب نے ابن رباط کے واسطہ سے یونس بن عمار سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے نماز کے وضو کرے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: ایک ایک بار ہے۔

مسئلہ ۳۹: [وضو میں پاؤں کے مسح کا حکم]

الفرض فی الطهارة الصغری المسح علی الرجلین.و قال جمیع الفقهاء: الفرض هو الغسل[۱]. و قال الحسن بن أبی الحسن البصری، و محمد بن

---

[۱]. المبسوط للسرخسی ۱: ۸، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۴۵، ومسائل احمد بن حنبل: ۸: والام: ۱: ۲۷، وفتح الباری ۱: ۲۶۶، و فتح المعین: ۶، ومقدمات ابن رشد ۱: ۵۲، ومراقی الفلاح: ۹، وعمدۃ القاری ۲: ۲۳۶ و ۲۳۸، وبدائع الصنائع ۱: ۵، ومغنی المحتاج ۱: ۵۳، وتفسیر الطبری ۶: ۸۳، وبدایۃ المجتہد ۱: ۱۴، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جریر[۱] و أبو علی الجبائی[۲] بالتخییر[۳]. و روی عن جماعة من الصحابة و التابعین کابن عباس[۴] و عکرمة[۵] و أنس[۶] و أبی العالیة[۷] و الشعبی القول بالمسح[۱].

---

۱. محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری، ابو جعفر، المفسر الکبیر، صاحب (جامع البیان). اصل میں طبرستان سے تھا۔اس نے وفات پائی سنہ: ۳۱۰ھ. لسان المیزان میں ابن حجر نے کہا: : ثقة صادق ہے مگر اس میں کچھ تشیع ہے مگر مضر نہیں اور اس نے تشیع کی تہمت اس لیے ہے کہ اس نے حدیث غدیم حم کو صحیح قرار یااور ذہبی نے تذکرۃ میں فرغانی سے نقل کیا: (جب اسے یہ خبر پہنچی کہ ابن ابی داود نے حدیث غدیر میں بحث کی ہے تو اس نے کتاب فضائل لکھی اور اس میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا؛اور میں نے ابن جریر کی غدیر کی دیث سے متعلق کتاب دیکھی تو اس کی کثیر سندوں سے حیران رہ کیا. لسان المیزان ۵: ۱۰۰، وطبقات المفسرین: ۳۰، وتذکرۃ الحفاظ ۲: ۲۵۱، والبدایۃ والنہایۃ ۱۱: ۱۴۵.

۲. ابو علی، محمد بن عبد الوہاب بن سلام بن ابی السکن الجبائی، رئیس المعتزلۃ، اس نے روایت کی: ابی یعقوب الشحام وغیرہ، اس نے وفات پائی سنہ: (۳۰۳ھ ق). لسان المیزان ۵: ۲۷۱.

۳. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۱، و تفسیر الطبری ۶: ۸۳، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۵، والمبسوط للسرخسی ۱: ۸، وبدائع الصنائع ۱: ۵، وعمدۃ القاری ۲: ۲۳۸، وبدایۃ المجتہد ۱: ۱۴.

۴. ابو العباس، عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کی وفات کے وقت اس کی عمر تیرہ سال تھی اور اس سے ایک گروہ نے علم حاصل کیا: عطاء بن ابی رباح، وطاوس، ومجاہد، وسعید بن جبیر، و عکرمۃ. اس نے وفات پائی سنہ: (۶۸ھ ق). طبقات الفقہاء: ۱۸.

۵. عکرمۃ مولی ابن عباس، اصل میں بربر حبشہ سے تھا اور ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا رہتا تھا. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۰۷ھ ق). اور دوسرے اقوال بھی ہیں. طبقات الفقہاء: ۴۶.

۶. ابو حمزۃ، انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام الانصاری، الخزرجی. خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ اس نے وفات پائی سنہ: (۹۳ھ ق). وقیل غیر ذلک. تہذیب الاسماء ۱: ۱۲۷، وصفوۃ الصفوۃ ۱: ۲۹۸.

۷. ابو العالیہ، رفیع بن مہران الریاحی البصری، مولی امراۃ من بنی ریاح من تمیم، اس نے زمانہ جاہلیت کو درک کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دو سال بعد اسلام لایا اور اس نے وفات پائی سنہ: (۱۰۶ھ ق). اور ایک قول ہے: (۹۳ھ ق). طبقات الفقہاء: ۷۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ»[۲]، فأوجب بظاهر اللفظ غسل الوجه، ثم عطف اليدين عليه، فأوجب ذلک غسلهما، ثم استأنف حكما آخر، فقال «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ»[۳] فأوجب المسح على الرأس، ثم عطف الرجلين عليه، فيجب أن يكون حكمهما حكمه فى وجوب المسح بمقتضى العطف، كما ان الفرض فى غسل اليدين، بمجرد العطف. و قد استوفينا الكلام على هذا الدليل فى كتاب تهذيب الأحكام[۴].

و أيضا روى عن أمير المؤمنين عليه السلام، و ابن عباس، عن النبى صلى الله عليه و آله، انه توضأ و مسح على قدميه و نعليه[۵].

و روى أيضا عن ابن عباس انه وصف وضوء رسول الله صلى الله عليه و آله، فمسح على رجليه[۶]. و فى رواية أخرى قال: ان فى كتاب الله المسح، و يأبى الناس الا الغسل[۷]. و روى عنه انه قال: غسلتان و مسحتان[۱].

---

[۱]. التفسير الكبير ۱۱: ۱۶۱ و تفسير الطبرى ۶: ۸۲. و احكام القران للجصاص ۲: ۳۴۵، والدر المنثور ۲: ۲۶۲، والمبسوط للسرخسى ۱: ۸، و احكام القران لابن العربى ۲: ۵۷۵، و بداية المجتهد ۱: ۱۴، و فتح البارى ۱: ۲۶۶، و عمدة القارى ۲: ۲۳۸، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۳.

[۲]. المائدة: ۶.

[۳]. المائدة: ۶.

[۴]. تهذيب الاحكام ۱: ۶۰-۶۳.

[۵]. تهذيب الاحكام ۱: ۶۳ حديث ۱۷۲.

[۶]. تهذيب الاحكام ۱: ۶۳ حديث ۱۷۳.

[۷]. تهذيب الاحكام ۱: ۶۳ حديث ۱۷۴، الدر المنثور ۲: ۲۶۲، اور اس میں ہے: عن ابن عباس قال: «ابى الناس الا الغسل. و لا اجد فى كتاب الله الا المسح»، اور اسی طرح سنن ابن ماجة ۱: ۱۵۶ حديث ۴۵۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عن أمیر المؤمنین علیه السلام أنه قال: ما نزل الفرقان الا بالمسح[2] و علیه إجماع الفرقة.

و روی محمد بن الحسین[3]، عن الحکم بن مسکین[4] عن محمد بن مروان[5] قال: قال أبو عبد الله علیه السلام: انه یأتی علی الرجل ستون و سبعون سنة ما قبل الله منه صلاة، قلت: و کیف ذلک؟ قال: لأنه یغسل ما أمر الله بمسحه[6].

چھوٹی طہارت (وضو) میں فرض پاؤں کا دھونا ہے اور باقی تمام فقہاء نے کہا: دھونا واجب ہے۔

اور حسن بن ابی الحسن بصری، محمد بن جریر طبری اور ابو علی جبائی نے دھونے اور مسح کرنے میں اختیار دیا ہے۔

---

[1]. تفسیر الطبری ۶: ۸۲، والدر المنثور ۲: ۲۶۲، والتذیب ۱: ۶۳ حدیث ۱۷۶، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۵، وعمدة القاریٔ ۲: ۲۳۸.

[2]. التذیب ۱: ۶۳ حدیث ۱۷۵، حدیث کا لفظ یہ ہے: (ما نزل القران الا بالمسح).

[3]. ابو جعفر، محمد بن الحسین بن ابی الخطاب الزیات الہمدانی، شیخ طوسی نے اصحاب الامام الجواد والہادی والعسکری علیہم السلام میں شمار کیا اور توثیق کی اور نجاشی نے اس کے عنوان کے بعد کہا: ابی الخطاب کا نام زید ہے اور خود راوی جلیل من اصحابنا عظیم القدر کثیر الروایة، ثقة، عین، حسن التصانیف، مسکون الی روایتہ ہے اور وہ فوت ہوا سنہ (۲۶۲ ھ ق). رجال النجاشی: ۲۵۷، ورجال الطوسی: ۴۰۷، ۴۲۳، ۴۳۵، وتنقیح المقال ۳: ۱۰۶.

[4]. رجال نجاشی میں ہے: ۱۰۵: حکم بن مسکین، مولی ثقیف المکفوف، ابو محمد، کوفی. اس نے روایت کی: ابی عبد اللہ علیہ السلام، یہ بات ابو العباس نے ذکر کی ہے.

[5]. محمد بن مروان الکلبی. رجال شیخ طوسی ص ۱۳۵ میں، اصحاب الباقر علیہ السلام. اصحاب الصادق علیہ السلام ص ۳۰۵ میں شمار کیا ہے.

[6]. التذیب ۱: ۶۵ حدیث ۱۸۴، والاستبصار ۱: ۶۴ حدیث ۱۹۱. والکافی ۳: ۳۱ حدیث ۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت جیسے ابن عباس، عکرمہ، انس بن مالک، ابو العالیہ اور شعبی سے مسح واجب ہونا نقل ہوا ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے، فرمایا: اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھوو تو آیت کے الفاظ میں ظاہر بظاہر چہرے کو دھونا واجب کیا ہے پھر ہاتھوں کو عطف کیا تو ان کو بھی دھونا واجب کر دیا پھر ایک جدید حکم کو بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا: اپنے سر کا مسح کرو تو سر کا مسح واجب کر دیا پھر اس پر پاؤں کو عطف کیا تو واجب ہے کہ پاؤں کا حکم عطف کے قانون کے تحت مسح واجب میں سر کے حکم کی مانند ہو جیسا کہ ہاتھوں کے چہرے پر عطف ہونے کی وجہ سے ان کا دھونا واجب ہوا اور ہم نے اس دلیل کی مکمل بحث تہذیب الاحکام میں ذکر کی ہے۔

نیز امام امیر المومنین حضرت علیؑ اور ابن عباس نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے وضو کیا اور پاؤں اور نعلین کو مسح کیا۔

نیز ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے وضو کی صفت بیان کی تو پاؤں کا مسح کیا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: خدا کی کتاب قرآن میں مسح ہے جبکہ لوگ صرف دھونے کا اقرار اور اعتراف کرتے ہیں۔

اور ان سے روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وضو میں دو دھونے اور دو مسح ہیں۔

اور امام امیر المومنین حضرت علیؑ سے منقول ہے فرمایا: قرآن میں صرف مسح نازل ہوا۔

اور اسی نظریہ پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے اور محمد بن حسین (زیّات یعنی گھی فروش ہمدانی) نے حکم بن مسکین کے واسطہ سے محمد بن مروان سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: ایک شخص کی عمر ساٹھ سال ہو جاتی ہے مگر خدا اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں کرتا، راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: کیونکہ جس چیز کے مسح کرنے کا خدا نے حکم دیا تھا وہ اس کو دھوتا رہتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۴۰: [پاؤں کے مسح کی حد]

مسح الرجلين من رءوس الأصابع إلى الكعبين. و الكعبان: هما الناتئان فی وسط القدم.

و قال من جوز المسح من مخالفينا: انه يجب استيعاب الرجل بالمسح[۱].

و قالوا كلهم: ان الكعبين: هما عظما الساقين[۲] الا ما حكی عن محمد بن الحسن، فإنه قال: هما الناتئان فی وسط القدم، مع قوله بالغسل[۳].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا فقد دللنا على أن المسح ببعض الرأس و الرجلان معطوفتان عليه، فوجب أن يكون حكمهما حكمه، بحكم العطف.

و روى زرارة و بكير ابنا أعين، عن أبی جعفر عليه السلام أنه قال فی المسح: تمسح على النعلين، و لا تدخل يدک تحت الشراک و إذا مسحت بشیء من رأسک أو بشیء من قدميک ما بين كعبيک إلى أطراف الأصابع فقد أجزأک[۴].

---

[۱]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۵.

[۲]. المبسوط للسرخسی ۱: ۹، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۷، والام ۱: ۷۲، و مراقی الفلاح: ۹، و احکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۷، وبدائع الصنائع ۱: ۷، و مغنی المحتاج ۱: ۵۴، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۰، والدراری المضیتہ ۱: ۵۵ والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۲.

[۳]. المبسوط للسرخسی ۱: ۹، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۴۷، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۷۷. وبدائع الصنائع ۱: ۷، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۰، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۲.

[۴]. التہذیب ۱: ۹۰، حدیث ۲۳۷، والاستبصار ۱: ۶۱ حدیث ۱۸۲، اور تفسیر العیاشی ۱: ۲۹۸ حدیث ۵۱، والکافی ۳: ۲۵ حدیث ۵؛ حدیث طولانی نقل ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فأما الذی یدل علی أن الکعبین ما قلناه، هو أنه إذا ثبت وجوب مسح الرجلین من غیر تخییر، فکل من قال بذلک قال: ان الکعبین ما قلناه، و من خالف فی ذلک قال: بوجوب الغسل أو التخییر، و قد دللنا علی أنه لا یجوز غیر المسح. فالتفرقة بین المسألتین خروج عن الإجماع.

و روی زرارة و بکیر ابنا أعین، أنهما سألا أبا جعفر علیه السلام، عن وضوء رسول الله صلی الله علیه و آله؟ فوصف لهما، ثم قالا له: أصلحک الله، فأین الکعبان؟ قال: هاهنا، یعنی المفصل دون عظم الساق، فقالا: هذا ما هو؟ قال: هذا عظم الساق[1].

پاؤں کا مسح انگلیوں کے سرے سے پاؤں کی ابھری ہوئی جگہ تک ہوتا ہے اور کعبین پاؤں کے درمیان میں دو ابھری ہوئی جگہ ہیں۔

اور ہمارے مخالفین میں سے جس نے مسح کو جائز قرار دیا ہے اس نے کہا: پورے پاؤں کا مسح کرنا واجب ہے اور ان سب نے کہا: وہ پنڈلی کی دو ہڈیاں (ٹخنے) ہیں مگر محمد بن حسن سے منقول ہے کہ اس نے کہا: وہ پاؤں کے وسط میں ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں جبکہ وہ پاوں کو دھونے کا نظریہ رکھتے تھے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز ہم نے دلیل پیش کی کہ سر کے کچھ حصہ کا مسح کرنا کافی ہے اور پاؤں کا اسی پر عطف ہے تو ان کا حکم بھی سر کے حکم کی طرح ہوگا کیونکہ عطف کے قانون کا تقاضا یہی ہے۔

---

[1]. الکافی ۳: ۲۵ حدیث ۵، تفسیر العیاشی ۱: ۲۹۸ حدیث ۵۱، اس میں یہ حدیث تفصیل کے ساتھ نقل ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیز اعین کے دو بیٹوں ؛زرارہ اور بکیر نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ آپ نے مسح کے بارے میں فرمایا: نعلین کا مسح کرو اور اپنا ہاتھ تسمہ کے نیچے داخل نہ کرو اور جب سر کے کچھ حصہ یا پاؤں کے کچھ حصہ کا ابھری ہوئی جگہ سے انگلیوں کے کناروں تک مسح کرو تو تیرے لیے کافی ہے۔

اور کعبین کا جو معنی ہم نے ذکر کیا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ثابت ہوا کہ پاؤں کا مسح واجب ہے اور اس میں دھونے کا اختیار نہیں ہے تو جس نے بھی مسح کا نظریہ اختیار کیا ہے اس نے کعبین کا یہی معنی کیا ہے جو ہم نے ذکر کیا اور جس نے اس میں مخالفت کی تو اس نے پاؤں کے دھونے کو واجب سمجھا یا دھونے اور مسح میں اختیار دیا اور ہم نے دلیل سے بیان کر دیا کہ مسح کے علاوہ کچھ بھی جائز نہیں ہے تو دونوں مسئلوں میں فرق کرنا اجماع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۴۱: [وضو میں موالات اور تسلسل کا حکم]

عندنا ان الموالاة واجبة، و هي أن يتابع بين أعضاء الطهارة، و لا يفرق بينها الا لعذر بانقطاع الماء، ثم يعتبر إذا وصل اليه الماء، فان جفت أعضاء طهارته أعاد الوضوء، و ان بقي في يده نداوة بنى على ما قطع عليه.

و للشافعي قولان: أحدهما، انه إذا فرق الى أن يجف أعاد[1]، و به قال عمر، و ربيعة[2] و الليث. و الثاني: لا تبطل طهارته[3]. و به قال الثوري، و أبو حنيفة[1].

---

[1]. المبسوط للسرخسی ۱: ۵۶، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و مغنی المحتاج ۱: ۶۱.

[2]. ابو عثمان، ربیعۃ بن ابی عبد الرحمٰن فروخ. و ہو مولی تیم بن مرۃ، اور ی ہ ربیعۃ الرای کے عنوان سے معروف ہے اور اس نے صحابہ میں سے انس بن مالک، و السائب بن یزید کو درک کیا اور اکثر تابعین سے روایت کی، اور اس سے مالک روایت کی: اس نے وفات پائی سنہ: (۱۳۶ھ ق). طبقات الفقہاء ۷۳، و التاریخ الکبیر ۳: ۲۸۶.

[3]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۵، و المبسوط للسرخسی ۱: ۵۶، و احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۵۵، و بدایۃ المجتہد ۱: ۱۷، و مغنی المحتاج ۱: ۶۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال مالک و ابن أبی لیلی، و اللیث: ان فرق لعذر لم تبطل طهارته، و ان فرق لغیر عذر بطلت. و لم یعتبروا جفاف ما وضأه[۲].

دلیلنا: انه لا خلاف انه ان والی صحت طهارته، و إذا لم یوال فیه، ففیه خلاف.

و أیضا فقد ثبت انه مأمور باتباع الوضوء فی کل عضو إذا فعل واحد منها، و الأمر یقتضی الفور، و ترک الموالاة ینافیه، و علیه إجماع الفرقة.

و روی معاویة بن عمار[۳] قال: قلت لأبی عبد الله علیه السلام، ربما توضأت فنفذ الماء، فدعوت الجاریة فأبطأت علی بالماء، و یجف وضوئی؟ قال: أعد[۴].

ہمارے نزیک وضو پے در پے اور تسلسل کے ساتھ انجام دینا واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ طہارت کے اعضاء کو پے در پے انجام دے اور ان اعضاء کو انجام دیتے وقت پانی ختم ہونے جیسی مجبوری کے بغیر ان میں فاصلہ ڈالنا اور دیر کرنا صحیح نہیں ہے پھر جب پانی مل جائے تو دیکھا

---

[۱]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۵، والمبسوط للسرخسی ۱: ۵۶، و مراقی الفلاح: ۱۲، و بدایة المجتهد ۱: ۱۷، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۵۵ و کنز الدقائق: ۳.

[۲]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۵، و احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۵۶، و مقدمات ابن رشد ۱: ۵۴، و بدایة المجتهد ۱: ۱۷، و بدائع الصنائع ۱: ۲۲، و حاشیة الدسوقی ۱: ۹۳.

[۳]. معاویة بن عمار بن ابی معاویة جناب بن عبد الله الدهنی، مولاهم، کوفی، اور قبیلہ دہن بجیلة کی شاخ ہے اور وہ ہمارے اصحاب میں وجیہ مقدم کبیر الشان، عظیم المحل، ثقة تھا اور اس کا باپ اہل سنت میں ثقہ تھا اور معاویہ نے امام ابی عبد الله و ابی الحسن موسی علیہما السلام سے روایت کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۷۵ھ ق). یہ بات نجاشی نے کہی، رجال نجاشی: ۳۲۲.

[۴]. التهذیب ۱: ۸۸، ۹۸ حدیث ۲۳۱، ۲۵۶. والکافی ۳: ۳۵ حدیث ۸، والاستبصار ۱: ۷۲ حدیث ۲۲۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جائے اگر وضو کے سابقہ اعضاء خشک ہو چکے ہوں تو دوبارہ شروع سے وضو کرے اور اگر اس کے ہاتھ میں تری اور رطوبت موجود ہو تو سابقہ پر بناء رکھے اور باقی وضو مکمل کرے۔

اور شافعی کے دو قول ہیں:

۱) ایک یہ ہے کہ جب اتنی دیر کرے کہ سابقہ عضو خشک ہو جائے تو دوبارہ وضو کرے اور یہی ابن عمر، ربیعہ رای اور لیث کا نظریہ ہے۔

۲) اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی طہارت باطل نہیں ہوتی اور یہ ثوری اور ابو حنیفہ کا نظریہ ہے۔

اور مالک، ابن ابی لیلیٰ اور لیث کا نظریہ ہے کہ اگر عذر و مجبوری کی وجہ سے دیر کرے تو اس کی طہارت باطل نہیں ہوتی اور بغیر مجبوری کے دیر کرے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور انہوں نے سابقہ اعضاء کے خشک ہونے کو معیار قرار نہیں دیا (بلکہ محض دیر کرنے کو معیار سمجھا ہے)۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے پے در پے تسلسل سے طہارت کو انجام دیا اس کی طہارت صحیح ہے اور جس نے اسے تسلسل کے ساتھ انجام نہ یا تو اس میں اختلاف ہے (تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ پے در پے انجام دے)۔

نیز یہ ثابت ہے کہ جب ایک عضو کو انجام دے تو وضو میں دوسرے کو اس کے بلع انجام دینے کا حکم ہوا ہے اور امر فوری انجام دینے کا تقاضا کرتا ہے اور تسلسل کو ترک کرنا فوریت کے خلاف ہے۔

نیز اس نظریہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور معاویہ بن عمار نے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: کبھی میں وضو کرتا ہوں اور پانی ختم ہو جاتا ہے تو میں کنیز کو بلاتا ہوں تو وہ میرے پاس پانی لانے میں دیر کر دیتی ہے اور میرے وضو کے اعضاء خشک ہو جاتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: دوبارہ وضو کرو۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۴۲: [وضو میں ترتیب]

الترتيب واجب فی الوضوء، فی الأعضاء کلها. و یجب تقدیم الیمین علی الیسار. و قال الشافعی بمثل ذلک[۱]، إلا فی تقدیم الیمین علی الیسار[۲]. و به قال أمیر المؤمنین علیه السلام، و ابن عباس، و به قال قتادة[۳] و أبو عبید القاسم بن سلام[۴] و أحمد، و إسحاق[۵].

و قال أبو حنیفة: الترتیب غیر واجب[۶] و به قال مالک[۷] و هو المروی عن ابن مسعود[۸] و الأوزاعی[۱].

---

[۱]. التفسیر الکبیر ۱۱، ۱۵۳، والام ۱: ۳۰، المبسوط للسرخسی ۱: ۵۵، احکام القران للجصاص ۲: ۳۶۰، وفتح المعین: ۶، وبدایة المجتهد ۱: ۱۶، وشرح فتح القدیر ۱: ۲۳، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۵، وبدائع الصنائع ۱: ۲۲، ومغنی المحتاج ۱: ۵۴.

[۲]. الام ۱: ۳۰.

[۳]. ابو الخطاب، قتادة بن دعامہ بن قتادة السدوسی البصری. نابینا تھا. اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۷ھ ق). طبقات الفقہاء: ۷۲ و تہذیب التہذیب ۸: ۳۵۱.

[۴]. ابو عبید، القاسم بن سلام البغدادی، الفقیہ النحوی القاضی، اس نے تعلیم حاصل کی الکسائی، والفراء، واسماعیل بن عیاش و غیرہ سے اور طرسوس میں قضاوت کرتا رہا، اس نے وفات پائی سنہ: (۲۲۴ھ ق). طبقات الفقہاء ۷۶، وبغیتہ الوعاة: ۳۷۶.

[۵]. مسائل الامام احمد بن حنبل: ۱۱، وبدایة المجتهد ۱: ۱۶. و تفسیر القرطبی ۶: ۹۸.

[۶]. المبسوط للسرخسی ۱: ۵۵، ومراقی الفلاح: ۱۲، وبدایة المجتهد ۱: ۱۶، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۸، وشرح فتح القدیر ۱: ۲۳، وبدائع الصنائع ۱: ۲۲، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۳، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۶۰.

[۷]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۶۰، ومقدمات ابن رشد ۱: ۵۴، وبدایة المجتهد ۱: ۱۶، وحاشیتہ الدسوقی ۱: ۹۹، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۵۳، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۹.

[۸]. ابو عبد الرحمٰن، عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شخص بن ہذیل الہذلی. حلیف بنی زہرة. اس نے جنگ بدر اور دوسرے اسلامی معرکوں میں شرکت کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور آپ سے روایت کی نیز عمر، وسعد بن معاذ سے روایت کی اور اس سے اس کے بیٹے عبد الرحمٰن وابو عبیدة اور ابو رافع، وجابر، وانس وغیرہ نے روایت کی. اس نے وفات پائی سنہ: (۳۲ھ ق). اور ایک قول ہے سنہ (۳۳ھ ق). الاصابة ۲: ۳۶۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرافِقِ، وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ»[2]. فبدأ فی إيجاب الطهارة بغسل الوجه، ثم عطف باقی الأعضاء علی بعضها ب (الواو).

و قال كثير من النحويين، نحو الفراء[3] و أبی عبيد، أنها توجب الترتيب[4].

و أيضا قوله «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ» فوجب البداية بالوجه، لمكان الفاء التی توجب الترتيب بلا خلاف. و إذا وجبت البداية بالوجه، وجب فی باقی الأعضاء، لأن أحدا لم يفصل. و طريقة الاحتياط تقتضی ذلک، لأنه لا خلاف أن من رتب، فان وضوءه صحيح، و اختلفوا إذا لم يرتب.

و خبر الأعرابی يدل عليه أيضا، علی ما بيناه.

و قوله صلی الله عليه و آله:«ابدءوا بما بدأ الله به»[5] يدل عليه أيضا.

و روی زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: تابع بين الوضوء كما قال الله عز و جل، ابدأ بالوجه، ثم باليدين، ثم امسح الرأس و الرجلين، و لا تقدمن

---

[1]. احکام القران للجصاص ۲: ۳۶۰، و تفسیر القرطبی ۶: ۹۸-۹۹.

[2]. المائدۃ: ۶.

[3]. ابو زکریا، یحییٰ بن زیاد بن عبد اللہ بن مروان الدیلمی، المعروف ب (الفراء). قیل لہ: الفراء، لانہ کان یفری الکلام، ؛اسے فراء اس لیے کہا گیا کہ یہ کلام کو شگافتہ کرتا تھا؛امام العربیہ. اس نے روایت کی: قیس بن الربیع، و مندل بن علی، والکسائی. اور اس سے روایت کی: سلمۃ بن عاصم، و محمد بن الجہم السمری. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۰۷ھ ق). بغیۃ الوعاۃ: ۴۱۱.

[4]. مغنی اللبیب ۲: ۳۵۴.

[5]. التہذیب ۱: ۹۶ حدیث ۲۵۰. سنن الدار قطنی ۲: ۲۵۴ حدیث ۸۱ و ۸۲، والدر المنثور ۱: ۱۶۰ والمبسوط للسرخسی ۴: ۵۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

شيئا بين يدى شيء تخالف ما أمرت به، فان غسلت الذراع قبل الوجه، فابدأ بالوجه، ثم أعد على الذراع، و ان مسحت بالرجل قبل الرأس، فامسح على الرأس قبل الرجل، ثم أعد على الرجل، ابدأ بما بدأ الله عز و جل[1].

وضو کے تمام اعضاء میں ترتیب واجب ہے اور دائیں طرف کو بائیں سے پہلے انجام دینا ضروری ہے اور شافعی نے دائیں کو بائیں سے پہلے انجام دینے کے بغیر باقی یہی نظریہ اختیار کیا ہے اور یہ قول امام امیر المومنین حضرت علیؑ اور ابن عباس نے فرمایا اور یہی نظریہ قتادہ، ابو عبید قاسم بن سلام، احمد بن حنبل اور اسحاق نے بھی اپنایا ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: ترتیب واجب نہیں ہے اور یہی مالک کا نظریہ ہے اور یہی ابن مسعود اور اوزاعی سے منقول ہے۔

[منتخب نظریہ کی دلیلیں]

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔ نیز خدا کا فرمان ہے: اے مومنو! جب نماز کیلئے کھڑے ہو ... پس خدا نے طہارت واجب ہونے میں چہرے کو دھونے سے شروع کیا پھر باقی اعضاء کو ایک دوسرے پر واو سے عطف کیا ہے اور بہت سے نحویوں جیسے فرّاء اور ابو عبید کا کہنا ہے کہ واو ترتیب کو واجب کرتی ہے۔

نیز خدا کا فرمان ہے چہرے کو دھوو تو چہرے سے ابتداء کرنا واجب ہے کیونکہ اس پر فاء داخل ہے جو بلا اختلاف ترتیب کو واجب کرتی ہے اور جب چہرے سے ابتداء کرنا واجب ہوا تو باقی اعضاء میں بھی ترتیب واجب ہے کیونکہ تفصیلی کسی نے نہیں دی۔

---

[1]. الکافی ۳: ۳۴ حدیث ۵، والتہذیب ۱: ۹۷ حدیث ۲۵۱، والاستبصار ۱: ۷۳ حدیث ۲۲۳، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۸ حدیث ۸۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور احتیاط کا طریقہ بھی ترتیب کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے ترتیب سے انجامیااس کا وضو صحیح ہے اور جب ترتیب نہ رکھے تو اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔

نیز عربی دیہاتی کو وضو تعلیم دینے والی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے جیسا ہم نے پہلے بیان کر دیا۔

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اس کام سے ابتداء کرو جس سے خدا نے ابتداء کی ہے تو یہ بھی ترتیب پر دلالت کرتی ہے۔

اور زرارہ نے روایت کی کہ امام باقرؑ نے فرمایا: وضو کو اسی طرح پے در پے انجام دو جیسا خدا نے فرمایا، چہرے سے شروع کرو پھر ہاتھ دھوو، پھر سر (کا مسح کرو)، پھر پاؤں کا مسح کرو اور کسی چیز کو دوسری سے پہلے انجام نہ دو جس سے تم اس کی مخالفت کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ،پس اگر تم نے چہرے سے پہلے ہاتھ دھو دیئے تو چہرے سے شروع کرو پھر دوبارہ ہاتھ دھوو اور اگر تم نے سر سے پہلے پاؤں کا مسح کر دیا تو پاؤں سے پہلے سر کا مسح کرو پھر پاؤں کا مسح دوبارہ کرو اور جس سے خدا نے شروع کیا اسی سے تم بھی شروع کرو۔

مسئلہ ۴۳: [موزوں پر مسح کا حکم]

لا یجوز المسح علی الخفین، لا فی الحضر و لا فی السفر.

و خالف جمیع الفقهاء فی ذلک[1] علی اختلاف بینهم فی مقدار المسح فی السفر و الحضر.

---

[1]. التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۳ و المبسوط للسرخسی ۱: ۹۷، و الام ۱: ۳۲-۳۶، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۴۸، و شرح معانی الاثار ۱: ۷۹، و مسائل الامام احمد: ۹، و مراقی الفلاح: ۲۱، و بدایۃ المجتہد ۱: ۱۷ و فتح الباری ۱: ۳۰۵، و عمدۃ القاری ۳: ۱۰۲، و بدائع الصنائع ۱: ۷، و شرح فتح القدیر ۱: ۹۹، و مغنی المحتاج ۱: ۶۳، و موطا مالک ۱: ۳۶، و تفسیر القرطبی ۶: ۱۰۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «وَ امْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ»[1] فمن مسح على خفه لم يوقع الفرض فى الرجل، و دليل الاحتياط يقتضيه.

و روى أبو بكر الحضرمى قال: سألته عن المسح على الخفين، قال: لا تمسح على خف[2].

موزے اور جوتے پر مسح کرنا سفر اور حضر کسی حالت میں جائز نہیں ہے اور باقی تمام فقہاء نے اس میں مخالفت کی ہے اور ان میں سفر اور حضر میں مسح کی مقدار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔
ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔ نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے: "اپنے سر اور پاؤں کا مسح کرو" اور جس شخص نے موزوں کا مسح کیا اس نے پاؤں کے مسح والے فرض کو انجام نہیں دیا۔ نیز احتیاط کی دلیل بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے۔

مسئلہ ۴۴: [وضو کے پانی کو رومال سے خشک کرنے کا حکم]

لا بأس بالتمندل من نداوة الوضوء، و تركه أفضل. و به قال أكثر الفقهاء[3]. و قال مالك و الثورى: لا بأس به فى الغسل دون الوضوء[4]. و حكى ذلك عن ابن عباس[5].

---

[1]. المائدة: ۶.

[2]. التہذیب ۱: ۳۶۱ حدیث ۱۰۸۷، جیث کا لفظ یہ ہے: قال سالته عن المسح على الخفين و العمامة فقال:سبق الكتاب الخفين. و قال: لا تمسح على خف.

[3]. المبسوط للسرخسی ۱: ۷۳، و مغنی المحتاج ۱: ۶۱. و تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۷۷.

[4]. تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۷۷ میں ہے: مالک، والثوری، واحمد، واسحاق واصحاب الرای اس میں حرج نہیں سمجھتے اور تفصیل نہیں دی؛ اور المدونۃ الکبری ۱: ۱۷ میں ہے (مالک نے کہا: وضو کے بعد رومال سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے).

[5]. المصنف لعبد الرزاق ۱: ۱۸۲ حدیث ۷۰۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عن ابن عمر، ان ذلک مکروه فی الوضوء و الغسل معا. و به قال ابن أبی لیلی[۱].

دلیلنا: علی جوازه: أن الأصل الإباحة، و الحظر یحتاج الی دلیل، و علیه إجماع الفرقة.

و روی حریز، عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام، عن المسح بالمندیل قبل أن یجف؟ قال: لا بأس به[۲].

وضو کی رطوبت اور تری کو رومال سے خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کو چھوڑنا افضل ہے اور باقی اکثر فقہاء کا یہی نظریہ ہے اور مالک اور ثوری نے کہا: وضو کی بجائے غسل میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ابن عباس سے بھی ہی نقل ہوا ہے۔

اور ابن عمر سے نقل ہوا کہ یہ وضو اور غسل دونوں میں مکروہ ہے اور یہی ابن ابی لیلیٰ کا نظریہ ہے۔

اور ہماری دلیل اس کے جائز ہونے پر یہ ہے کہ اصل قانون مباح ہونا ہے اور منع ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

نیز اس نظریہ پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

نیز حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی: اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اعضاء وضو کے خشک ہونے سے پہلے ان کو رومال سے خشک کرنے کے متعلق سوال کیا، امامؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

[۱]. المصنف لعبد الرازق ۱: ۱۸۲ حدیث ۷۱۰ و تحفۃ الاحوذی ۱: ۱۷۷.

[۲]. التہذیب ۱: ۳۶۴ حدیث ۱۱۰۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۴۵: [استنجاء سے پہلے وضو یا تیمّم کا حکم]

إذا تطهر بالماء قبل أن يستنجى، ثم استنجى كان ذلک جائزا. و كذلک القول فى التيمم.

و قال أصحاب الشافعى على مذهب الشافعى فى التيمم: انه لا يجوز، و أجازوا ذلک فى الوضوء[۱] و حكى الربيع[۲] عن الشافعى مثل ما قلناه[۳]، و غلطه أصحابه.

دليلنا: ان الواجب عليه الاستنجاء، و الطهارة بالماء أو التيمم، و قد فعلهما. فمن قال لا يجزيه فعليه الدلالة. و كل ظاهر يتضمن الأمر بالوضوء و الاستنجاء يدل على ذلک، لأنه امتثل الأمر و لم يفصل.

اگر استنجاء کرنے سے پہلے پانی سے وضو کرلے پھر استنجاء کرے تو یہ جائز ہے اور اسی طرح تیمّم میں ہے۔

اور شافعی کے اصحاب نے شافعی کے تیمّم میں نظریہ کی بناء پر کہا: یہ جائز نہیں ہے اور انہوں نے وضو میں اس کی اجازت دی ہے اور ربیع نے شافعی سے ہماری طرح کا نظریہ نقل کیا ہے اور اس کے اصحاب اس کو جھٹلاتے ہیں۔

---

۱. مغنی المحتاج ۱: ۴۳، والام ۱: ۲۳.

۲. ابو محمد، الربیع بن سلیمان بن عبد الجبار المرادی، المؤذن بجامع مصر، خادم الشافعی، اس نے کتاب الام وغیرہ جدید فتاوی نقل کئے. اس نے وفات پائی سنہ: (۲۷۰ھ ق). طبقات الشافعیۃ ص: ۶.

۳. الام ۱: ۲۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس پر استنجاء اور پانی سے وضو یا مٹی سے تیمّم واجب تھا اور اس نے ان دونوں کو انجام دیا ہے اور جس نے کہا کہ یہ کافی نہیں ہے تو وہ دلیل پیش کرے۔
نیز جن دلیلوں میں وضو اور استنجاء کا حکم ہے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ اس نے حکم کی اطاعت کر دی اور ان میں تفصیل نہیں دی گئی۔

مسئلہ ۴۶: [بغیر طہارت کے قرآن کے الفاظ کو چھونے کا حکم]

لا يجوز للجنب، و الحائض، و المحدث أن يمسوا المكتوب من القرآن، و لا بأس بأن يمسوا أطراف أوراق المصحف، و التنزه عنه أفضل.

و قال الشافعي: لا يجوز لهم ذلك[۱]. و قال أبو حنيفة: لا يجوز ذلك للجنب و الحائض[۲]، فأما المحدث فلا بأس عليه. و قال الحكم[۳] و حماد[۴] و داود: ان ذلك غير جائز و لم يفصلوا[۵].

---

[۱]. التفسیر الکبیر ۲۹: ۱۹۳، و مغنی المحتاج ۱: ۳۶ و ۷۲، و روح المعانی ۲۷: ۱۳۴ و تفسیر القرطبی ۱۷: ۲۲۶.

[۲]. ق ابن العربی نے احکام القران ۴: ۱۷۲۷ میں کہا: ابو حنیفہ سے روایت ختلف ہے پس اس سے منقول ہے کہ حدث والا اسے مس کر سکتا ہے اور اس سے منقول ہے کہ وہ اس کے ظاہری حصے اور جس میں لکھائی نہ ہو اور حاشیہ کو مس کر سکتا ہے ،اور قرطبی نے تفسیر ۱۷: ۲۲۶ میں اضافہ کیا: قرآن کو صرف طہارت والا شخص مس کرے؛ دیکھو: مراقی الفلاح: ۲۴ و عمدۃ القاری ۳: ۶۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۱۷، و بدائع الصنائع ۱: ۳۳ و الہدایۃ للمرغینانی ۱: ۳۱.

[۳]. الحکم بن عیینہ، مولی کندۃ. اس نے ابراہیم النخعی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی؛ اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۵ھ ق). طبقات الفقہاء: ۶۲.

[۴]. ابو اسماعیل، حماد بن ابی سلیمان مسلم الاشعری، مولی ابراہیم بن ابی موسی الاشعری. اس نے ابراہیم النخعی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اس نے روایت کی: سعید بن المسیب، و عکرمۃ، و الشعبی و غیرہ۔ اس نے وفات پائی سنہ: (۱۱۹ھ ق). اور ایک قول ہے: (۱۲۰ھ ق). طبقات الفقہاء: ۳: ۶، و تہذیب التہذیب ۳: ۱۶.

[۵]. قرطبی نے تفسیر میں کہا: ۱۱: ۲۲۷: الحکم، و حماد، و داود بن علی نے روایت کی کہ اسے اٹھانے اور اسے مسلمان اور کافر کے مس کرنے میں کوئی حرج نہیں چاہے طہارت کی حالت میں ہو یا نہ مگر داود نے کہا مشرک کیلئے اسے اٹھنا جائز نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: ان الأصل الإباحة، و المنع يحتاج الى دليل. فأما ما يدل على أن نفس الكتابة لا يجوز مسها قوله تعالى «لا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ»[1] و انما أراد به القرآن دون الأوراق.

و روى سالم[2] عن أبيه أن النبى صلى الله عليه و آله قال: «لا يمس القرآن الا طاهر»[3]. و فيه إجماع الفرقة.

و روى حماد، عن حريز، عمن أخبره، عن أبى عبد الله عليه السلام قال: كان إسماعيل بن أبى عبد الله عليه السلام[4] عنده فقال: يا بنى اقرأ المصحف، فقال: انى لست على وضوء، فقال: لا تمس الكتابة، و مس الورق و اقرأه[5]

جنب شخص اور حیض والی عورت اور بے وضو شخص کیلئے قرآن کے الفاظ کو چھونا جائز نہیں ہے اور ان کیلئے مصحف قرآن کے اوراق کے کناروں کو چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے پرہیز کرنا افضل ہے۔

---

[1]. الواقعۃ: ۷۹.

[2]. سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ابو عمر، اس نے روایت کی: اپنے باپ سے اور ابی ہریرۃ، وابی رافع، وابی ایوب وغیرہ. اس سے اس کے بیٹے ابو بکر اور الزہری، و صالح بن کیسان و غیرہ نے روایت کی۔ اس نے وفات پائی سنہ: (۱۰۶ھ ق). طبقات الفقہاء: ۳۲، وتہذیب التہذیب ۳: ۴۳۶.

[3]. سنن البیہقی ۱: ۸۸ و ۳۰۹.

[4]. اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام الہاشمی، المدنی، امام صادق کے بڑے فرزند تھے امام اس سے شدی محبت کرتے تھے وہ آپ کی زندگی میں عریض کے مقام پر فوت ہوئے اور ان کا جنازہ مدینہ لایا گیا. جامع الرواۃ ۱: ۹۵، وتنقیح المقال ۱: ۱۳۱.

[5]. التہذیب ۱: ۱۲۶ حدیث ۳۴۲، والاستبصار ۱: ۱۱۳، حدیث ۳۷۶ لفظوں میں تھوڑا اختلاف کے ساتھ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور شافعی نے کہا: یہ بھی ان کیلئے جائز نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: یہ جنب اور حائض کیلئے جائز نہیں ہے لیکن بے وضو شخص کیلئے کوئی حرج نہیں ہے اور حکم بن عیینہ، حماد بن مسلم اور داود نے کہا: یہ ان کیلئے جائز نہیں ہے اور انہوں نے تفصیل نہیں دی کہ قرآن کے خط کو چھوئے یا ورق کے کنارے کو مس کرے۔

اور ہماری دلیل اصل قانون اباحہ ہے اور منع ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور قرآن کے خط کو چھونا حرام ہونے کی دلیل خدا تعالی کا فرمان ہے قرآن کو سوائے طہارت والوں کے کوئی نہیں چھو سکتا تو اس سے قرآن کے اوراق کی بجائے خود قرآن کو چھونا مراد ہے۔

اور سالم نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر) سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآن کو سوائے طہارت والے شخص کے کوئی نہ چھوئے۔ نیز اسی نظریہ پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور حماد نے حریز کے واسطہ سے بعض راویوں سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا-جب آپ کا فرزند اسماعیل آپ کے پاس تھا-: اے بیٹے! مصحف کو پڑھو، اس نے عرض کی: میں وضو کی حالت میں نہیں ہوں، امام نے فرمایا: اسکی کتابت اور لکھائی کو نہ چھوو اور ورق کو چھولو اور قرائت کرو۔

مسئلہ ۴۷: [جنب شخص اور حیض والی عورت کیلئے تلاوت قرآن کا حکم]

يجوز للجنب و الحائض ان يقرءا القرآن.

و فی أصحابنا من قيد ذلک بسبع آيات من جميع القرآن[1]، إلا سور العزائم الأربع، التی هی: سورة سجدة لقمان[1]، حم السجدة، و النجم، و اقرأ باسم ربک، فإنه لا يقرأ منها شیء.

---

[1]. القمعة: ٦.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: لا یجوز لهما ذلک، لا قلیلا و لا کثیرا الا بعد الغسل، أو التیمم[۲] و قال أبو حنیفة: یقرءان دون الآیة[۳]. و قال أحمد بن حنبل مثل قول الشافعی[۴] و قال داود: یقرأ الجنب کیف شاء[۵] و قال مالک یجوز للحائض أن تقرأ علی الإطلاق، و الجنب یقرأ الآیة و الآیتین علی سبیل التعوذ[۶].

دلیلنا: قوله تعالی «فَاقْرَؤُا ما تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ»[۷]، و قوله «فَاقْرَؤُا ما تَیَسَّرَ مِنْهُ»[۸]. و أیضا ان الأصل الإباحة، و المنع یحتاج الی دلیل، و علیه إجماع الفرقة.

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

۱. بہت سے قدماء کے کلام میں یہی ہے. اس سے مراد سورۃ السجدۃ ہے جو سورۃ لقمان کے بعد ہے. ورنہ کوئی شک نہیں ہے کہ سورۃ لقمان واجب سجدہ والی سورت نہیں ہے اور واجب سجدہ والی سورتوں کے نمبر یہ ہیں: ۳۲، ۴۱، ۵۳، ۹۶.

۲. سنن الترمذی ۱: ۲۷۵، و مغنی المحتاج ۱: ۷۲، و نیل الاوطار ۱: ۲۸۴.

۳. شرح معانی الاثار ۱: ۹۰، و مراقی الفلاح: ۲۴، و المحلی ۱: ۷۸، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۱۶، و الهدایة للمرغینانی ۱: ۳۱، نیل الاوطار ۱: ۲۸۴.

۴. سنن الترمذی ۱: ۲۷۵.

۵. تحفة الاحوذی ۱: ۴۱۱، و المحلی ۱: ۷۷.

۶. المحلی ۱: ۷۸، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۱۶، و تحفة الاحوذی ۱: ۴۱۰، و فی بدایة المجتهد ۱: ۴۷: انہوں نے ان دونوں میں فرق کیا اور حاض کیلئے تھوڑی قرائت کو جائز قرار دیا؛ اور اس کیلئے استحسان کیا کہ وہ کافی عرصہ حیض کی حالت میں رہتی ہے؛ اور یہ مالک کا نظریہ ہے. و الهدایة للمرغینانی ۱: ۳۱.

۷. المزمل: ۲۰.

۸. المزمل: ۲۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی عبید الله بن علی الحلبی، عن أبی عبد الله علیه السلام، قال: سألته أ تقرأ النفساء، و الحائض، و الجنب، و الرجل یتغوط، القرآن؟ فقال: یقرءون ما شاءوا[۱].

و قد بینا الکلام فیما اختلف من الاخبار فی مقادیر ما یقرءونه فی الکتابین[۲].

جنب شخص اور حیض والی عورت کیلئے قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے اور ہمارے اصحاب میں سے بعض نے پورے قرآن سے سات آیات پڑھنے کی قید لگائی ہے سوائے واجب سجدہ والی آیات کے اور وہ سورہ لقمان، حم سجدہ، نجم اور علق کی آیات ہیں ان میں سے کسی کو نہ پڑھے۔

اور شافعی نے کہا: ان کیلئے قرآن کا کم یا زیادہ کچھ بھی حصہ تلاوت کرنا جائز نہیں ہے مگر غسل یا تیمّم کے بعد۔

اور ابن حنیفہ نے کہا: ایک آیت سے کم پڑھ سکتے ہیں اور احمد بن حنبل نے بھی شافعی کی طرف نظریہ اختیار کیا اور داود نے کہا: جنب شخص جتنا چاہے قرآن پڑھے اور مالک نے کہا: حائض کیلئے بطور مطلق قرآن پڑھنا جائز ہے اور جنب شخص تعوذ کے طریقہ سے ایک دو آیتیں پڑھے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے:

---

[۱]. التہذیب ۱: ۱۲۸ حدیث ۳۴۸، والاستبصار ۱: ۱۱۴ حدیث ۳۸۱.

[۲]. الاستبصار ۱: ۱۱۴ (باب الجنب والحائض یقرءان القران) والتہذیب ۱: ۱۲۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۴۸: [رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے کا حکم]

لا يجوز استقبال القبلة و لا استدبارها ببول و لا غائط، إلا عند الاضطرار، لا فی الصحاری، و لا فی البنیان.و به قال أبو أيوب الأنصاری[۱]، و اليه ذهب أبو ثور، و أحمد بن حنبل[۲]،

و به قال النخعی[۳] و أبو حنيفة و أصحابه[۴] الا أبا يوسف، فإنه فرق بين الاستقبال و الاستدبار[۵]. و قال الشافعی: لا يجوز ذلک فی الصحاری دون البنيان[۶].

و به قال العباس بن عبد المطلب[۱]، و عبد الله بن عمر، و مالک[۲]. و قال ربيعة و داود: يجوز فيهما جميعا[۳] و به قال عروة بن الزبير[۴].

---

[۱]. ابو ایوب، خالد بن زید الانصاری، الخزرجی، من بنی مالک بن النجار. اس سال فوت ہوئے جس سال یزید نے القسطنطنیہ پر حملہ کیا جب معاویہ کی حکومت تھی اور یزید نے اس کا جنازہ پڑھایا؛ (۵۲ھ ق). التاریخ الکبیر ۳: ۱۳۶، وصفوۃ الصفوۃ ۱: ۱۸۶.

[۲]. موطا مالک ۱: ۱۹۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۲۹۷، و بدایۃ المجتہد ۱: ۸۴، و سنن الترمذی ۱: ۱۴، و عمدۃ القاری ۲: ۲۷۷، و مجمع الزوائد ۱: ۲۰۵، و نیل الاوطار ۱: ۹۴، والام ۱: ۲۳، والمدونۃ الکبری ۱: ۷، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶؛ اس میں احمد بن حنبل کی تین روایات ہیں ایک کو مصنف نے نقل کیا دوسری شافعی کی طرح ہے اور تیسری ابو یوسف کی طرح ہے اور وہ سنن الترمذی میں نقل ہے.

[۳]. ابو عمران، ابراہیم بن یزید بن الاسود بن عمر بن ربیعۃ النخعی، الکوفی، مفتی اہل الکوفۃ، اس نے روایت کی: عبد الرحمٰن بن یزید، و مسروق، و علقمۃ. اس نے وفات پائی سنہ: (۹۵) اور ایک قول ہے: (۹۶) طبقات الفقہاء: ۶۲، و تہذیب التہذیب ۱: ۱۷۷.

[۴]. شرح فتح القدیر ۱: ۲۹۷، و عمدۃ القاری ۲: ۲۷۷، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶، و نیل الاوطار ۱: ۹۴.

[۵]. عمدۃ القاری ۲: ۲۷۹، و نیل الاوطار ۱: ۹۴.

[۶]. الام ۱: ۲۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۲۹۸، و عمدۃ القاری ۲: ۲۷۸ و ۲۸۱، و نیل الاوطار ۱: ۹۴، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و طريقة الاحتياط. و روى عن النبى صلى الله عليه و آله أنه قال: «إنما أنا لكم مثل الوالد، فاذا أتى أحدكم الغائط، فلا يستقبل القبلة و لا يستدبرها، ببول و لا غائط»[۶].

و روى محمد بن عبد الله بن زرارة[۷] عن عيسى بن عبد الله الهاشمى[۸] عن أبيه[۹] عن جده[۱] عن على بن أبى طالب صلوات الله و سلامه عليه قال: قال

---

[۱]. العباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی، ابو الفضل. عم النبی (ص)؛ معرکۃ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہوئے پھر فدیہ کے ساتھ آزاد ہوئے اور بن عبد البر نے کہا: زمانہ جاہلیت میں رئیس تھے اور فتح خیبر کے موقع پر اسلام لائے ،اور سخی اور کھانا کھلانے والوں میں سے تھے، اس نے وفات پائی سنہ: (۳۲ھ ق)، تہذیب التہذیب ۵: ۱۲۲.

[۲]. سنن الترمذی ۱: ۱۶، و مقدمات ابن رشد ۱: ۶۴، والمدونۃ الکبری ۱: ۷، وبدایۃ المجتہد ۱: ۸۵، وشرح فتح القدیر ۱: ۲۹۷، وعمدۃ القاری ۲: ۲۷۸ و ۲۸۱، وتحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶، ونیل الاوطار ۱: ۹۴.

[۳]. مقدمات ابن رشد ۱: ۶۴، وعمدۃ القاری ۲: ۲۷۸. وتحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶، ونیل الاوطار ۱: ۹۴.

[۴]. ابو عبد اللہ، عروۃ بن الزبیر بن العوام بن خویلد المدنی. اس نے روایت کی: اپنے باپ اور بھائی عبد اللہ، اور اپنی ماں اسماء بنت ابی بکر، و خالتہ عائشۃ وغیرہ. اور اس سے روایت کی: صالح بن کیسان، والزہری، وعطاء بن رباح وغیرہ. قال الواقدی: اس نے وفات پائی سنہ: (۷۴) اور ایک قول ہے: (۹۹ھ ق). وغیرہ اقوال. طبقات الفقہاء: ۲۶، تہذیب التہذیب ۷: ۱۸۰، والتاریخ الکبیر ۷: ۳۱.

[۵]. عمدۃ القاری ۲: ۲۷۸، ونیل الاوطار ۱: ۹۴، وتحفۃ الاحوذی ۱: ۵۶.

[۶]. سنن البیہقی ۱: ۹۱، لفظوں میں تھوڑا اختلاف کے ساتھ، والام ۱: ۲۲.

[۷]. محمد بن عبد اللہ بن زرارۃ بن اعین. رجل فاضل، دین، اصدق لہجۃ من احمد بن الحسن بن فضال. علامہ حلی نے ایک روایت کی سند کو معتبر قرار دیا جس میں یہ راوی موجود ہے. رجال النجاشی: ۲۸، وتنقیح المقال ۳: ۱۴۳.

[۸]. عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام. شیخ طوسی نے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. اور شیخ مفید نے امالی میں اس کی مدح امام صادقؑ سے نقل کی. رجال الطوسی: ۲۵۷ و امالی الشیخ المفید: ۸۳، ورجال الکشی: ۳۳۲ ن ۶۰۷، ورجال النجاشی: ۲۲۶.

[۹]. عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام. شیخ طوسی نے اصحاب الامام علی بن الحسین علیہما السلام. اور اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. رجال الطوسی: ۹۷، و۲۲۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

لی رسول الله صلی الله علیه و آله: «إذا دخلت المخرج، فلا تستقبل القبلة و لا تستدبرها، و لکن شرقوا أو غربوا»[۲].

پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلہ رو ہونا یا پشت بہ قبلہ ہونا جائز نہیں ہے؛ چاہے صحراء میں ہو یا عمارت میں ، مگر جب اضطرار اور مجبوری ہو (تو حرج نہیں ہے) اور ابو ایوب انصاری صحابیؓ نے یہی فرمایا ہے اور ابو ثور اور احمد بن حنبل نے یہی نظریہ اختیار کیا اور یہی قول نخعی ،ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے سوائے ابو یوسف کے اپنایا جبکہ ابو یوسف نے قبلہ رو ہونے اور پشت بہ قبلہ ہونے میں فرق کیا ہے۔

اور شافعی نے فرمایا: صحراء میں جائز نہیں ہے مگر عمارت میں جائز نہیں ہے۔

اور یہی نظریہ عباس بن عبد لمطلبؓ، عبد اللہ بن عمر اور امام مالک نے اپنایا۔

اور ربیعہ (رای) اور داود (ظاہری) نے کہا: یہ دونوں جائز ہیں اور یہ عروہ بن زبیر کا نظریہ ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

[حکم کی دلیلیں]

اور ہماری دلیلیں یہ ہیں:

۱) شیعہ گروہ کا اجماع ہے[۳]۔

۲) اور احتیاط کا طریقہ ہے۔

---

[۱]. محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام. شیخ نے اصحاب الامام علی بن الحسین علیہما السلام اور اصحاب الامام الصادق (ع) میں شمار کیا. رجال الشیخ الطوسی ۱۰۱و۲۷۹.

[۲]. تہذیب الاحکام ۱: ۲۵ حدیث ۶۴، والاستبصار ۱: ۵۷ حدیث ۱۳۰، لفظوں میں تھوڑا اختلاف کے ساتھ۔

[۳]۔اس میں کوئی شک نہیں کہ متاخرین میں یہی نظریہ مشہور ہے لیکن قدماء میں اس کے بارے میں اقوال پائے جاتے تھے جیسا کہ مختلف الشیعۃ میں علامہ حلی نے تفصیل بیان کی ہے اس لیے ایسے اجماعات کے دعووں کی حقیقت کو شیخ طوسی خود بہتر جانتے ہیں غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۳) اور نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی، فرمایا: بتحقیق میں تمہارے لیے باپ کی مانند (لطف و کرم کرنے والا) ہوں، پس جب تم میں سے کوئی ایک رفع حاجت کیلئے جائے تو پیشاب یا پاخانہ قبلہ رو یا پشت بہ قبلہ (ہو کر) نہ کرے۔

٤) اور محمد بن عبداللہ بن زرارہ نے عیسی بن عبداللہ ہاشمی سے اور اس نے باپ دادا کے واسطے سے امام علی بن ابی طالبؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ رو نہ بیٹھو اور نہ قبلہ کی طرف پشت کرو بلکہ مشرق کی طرف رخ کرو۔

مسئلہ ۴۸: [استنجاء کا واجب ہونا]

الاستنجاء واجب من الغائط و من البول، اما بالماء أو بالحجارة، و الجمع بينهما أفضل. و يجوز الاقتصار على واحد منهما، إلا فى البول، فإنه لا يزال الا بالماء. فمتى صلى و لم يستنج، لم تجزه الصلاة.

و قال الشافعى: الاستنجاء منهما واجب[۱]. و جوزه بالماء و الأحجار،و أوجب إعادة الصلاة على من لم يستنج، و به قال مالک[۲]. و قال أبو حنيفة:هو مستحب، غير واجب[۳].

---

[۱] الام ۱: ۲۲، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۵۸. وبدائع الصنائع ۱: ۱۸، وشرح فتح القدیر ۱: ۱۴۸، وعمدۃ القاری ۲: ۳۰۰، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۸.

[۲] حاشیتہ الدسوقی ۱: ۱۰۵، اور عینی نے العمدۃ ۲: ۳۰۰، میں مالک سے دو روایتیں نقل کیں ہیں ایک سنت اور دوسری فرض ہے.

[۳] شرح فتح القدیر ۱: ۱۴۸، وبدائع الصنائع ۱: ۱۸، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۸، وعمدۃ القاری ۲: ۳۰۰، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۵۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و طريقة الاحتياط. فان من استنجى و صلى برءت ذمته بيقين، و إذا صلى بغير استنجاء ففيه خلاف. و روى عن النبى صلى الله عليه و آله انه قال: «إنما أنا لكم مثل الوالد، فاذا ذهب أحدكم إلى الغائط فلا يستقبل القبلة بغائط و لا بول، و ليستنج بثلاثة أحجار»[۱].

و روى زرارة قال: توضأت يوما و لم أغسل ذكرى، ثم صليت. فسألت أبا عبد الله عليه السلام عن ذلک؟ فقال: اغسل ذكرک و أعد صلاتک[۲].

و روى بريد بن معاوية[۳] عن أبى جعفر عليه السلام أنه قال: يجزى من الغائط الاستنجاء[۴] بالأحجار و لا يجزى من البول الا الماء[۵].

پاخانہ اور پیشاب کو دور کرنے کیلئے پانی یا پتھروں سے استنجاء کرنا واجب ہے اور ان دونوں کو استعمال کر کے استنجاء کرنا افضل ہے اور ان میں سے ایک پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے مگر پیشاب کو دور کرنے کیلئے صرف پانی استعمال ہوتا ہے پس جب انسان نماز پڑھے اور استنجاء نہ کیا ہو تو اس کی نماز کافی نہیں ہے۔

---

[۱] سنن البیہقی ۱: ۹۱، والام ۱: ۲۲.

[۲] التہذیب ۱: ۵۱ حدیث ۱۴۹، والاستبصار ۱: ۵۶، حدیث ۱۶۴.

[۳] ابو القاسم، برید بن معاویۃ العجلی، عربی، اس نے امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے روایت کی. اور یہ جلیل القدر شیعہ میں سے تھا اور فقیہ تھا اور ائمہ معصومینؑ کے ہاں بلند مرتبہ پایا. شیخ طوسی نے رجال میں اسے امام باقرؑ و امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۸۷، و رجال الطوسی: ۱۰۹، و ۱۵۸.

[۴] التہذیب والاستبصار میں ہے: المسح.

[۵] التہذیب ۱: ۵۰ حدیث ۱۴۷، والاستبصار ۱: ۵۷ حدیث ۱۶۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور شافعی نے کہا: پیشاب اور پاخانہ کو دور کرنے کیلئے استنجاء واجب ہے اور انہوں نے پانی اور پتھروں سے استنجاء جائز قرار قرار دیا اور استنجاء نہ کرنے والے پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب قرار دیا ہے اور یہی مالک کا نظریہ ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: استنجاء مستحب ہے اور واجب نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور احتیاط کا طریقہ بھی؛ کیونکہ جو استنجاء کرتا ہے اور نماز پڑھنا ہے تو اسے اپنا ذمہ بری ہونے کا یقین ہو جاتا ہے اور جب بغیر استنجاء کے نماز پڑھے تو اس میں اختلاف ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: میں تمہارے لیے مہربان باپ کی طرح ہیں پس جب تم میں سے کوئی ایک پاخانہ بیٹھے تو پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے قبلہ رو نہ ہو اور تین پتھروں سے استنجا کرے۔

اور زرارہ نے روایت کی؛ اس کا بیان ہے: میں نے ایک دن رفع حاجت کی اور اپنی شرمگاہ نہیں دھوئی، پھر نماز پڑھ لی تو اس کے بارے میں امام صادقؑ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: شرمگا دھو اور نماز دوبارہ پڑھ۔

اور برید بن معاویہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: پاخانہ کی وجہ سے استنجاء کرنے میں پتھر کافی ہیں اور پیشاب سے استنجاء میں صرف پانی کافی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۵۰: [استنجاء کی حد]

حد الاستنجاء أن ينقى الموضع من النجاسة، سواء كان بالأحجار أو بالماء. فإن نقى بدون الثلاثة، استعمل الثلاثة سنة، فان لم ينق بالثلاثة استعمل ما زاد عليه حتى ينقى. و به قال الشافعي[۱].

و قال مالک و داود: الاستنجاء يتعلق بالإنقاء، و لم يعتبر العدد[۲]. و قال أبو حنيفة: هو مسنون، و السنة تتعلق بالإنقاء دون العدد[۳].

دليلنا: على وجوب الإنقاء: إجماع الفرقة، و طريقة الاحتياط.

و روى على بن إبراهيم[۴]، عن أبيه[۵]، عن عبد الله بن المغيرة[۱] عن أبى الحسن عليه السلام قال: قلت له: للاستنجاء حد؟ قال: لا، ينقى ما ثمة[۲]. قلت: فإنه ينقى ما ثمة، و يبقى الريح؟ قال: الريح لا ينظر إليها[۳].

---

[۱] الام ۱: ۲۲، و مختصر المزنی: ۳، و المحلی ۱: ۹۸، و مغنی المحتاج ۱: ۴۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۴۸، و بدائع الصنائع، ۱: ۱۹، و الدراری المضیئة ۱: ۴۰.

[۲] المحلی ۱: ۹۷، و عمدة القاری ۲: ۳۰۵، و نیل الاوطار ۱: ۱۱۷.

[۳] شرح معانی الاثار ۱: ۱۲۳، و المحلی ۱: ۹۷، و عمدة القاری ۲: ۳۰۵، و بدائع الصنائع ۱: ۱۹، و الدراری المضیئة ۱: ۴۰، و نیل الاوطار ۱: ۱۱۷، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۴۸.

[۴] علی بن ابراہیم بن ہاشم القمی، ابو الحسن. ثقة فی الحدیث، ثبت، معتمد صحیح المذہب، اس نے کثرت سے احادیث سنیں اور بہت سی کتابیں لکھیں ان کی تفسیر (تفسیر علی بن ابراہیم) کے عنوان سے مشہور ہے. رجال النجاشی: ۱۹۷، و تنقیح المقال ۲: ۲۶۰.

[۵] ابراہیم بن ہاشم القمی، ابو اسحاق. اصل میں کوفی تھے، وہاں سے قم آگئے اور انہوں نے قم میں سب سے پہلے کوفیوں کی حدیث کو نشر عام کیا اس نے یونس بن عبد الرحمٰن کی شاگردی اختیار کی، شیخ نے امام رضا کے اصحاب میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۱۳، و رجال الطوسی: ۳۶۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و أما اعتبار العدد، قوله صلى الله عليه و آله: «و ليستنج بثلاثة أحجار»[4] و ظاهره الوجوب الا أن يقوم دليل. و روى زرارة، عن أبى جعفر عليه السلام أنه قال: جرت السنة فى أثر الغائط بثلاثة أحجار أن يمسح العجان[5][6]

استنجاء کی حد یہ ہے کہ اس مقام کو نجاست سے پاک کیا جائے؛ چاہے پتھروں سے یا پانی سے پاک کیا جائے۔ پس اگر تین پتھروں سے کم سے پاک ہو جائے تو تین استعمال کرنا مستحب ہے اور اگر تین سے صاف نہ ہو تو اس سے زیادہ اتنے پتھر استعمال کرے کہ وہ جگہ پاک ہو جائے اور یہ شافعی نے کہا۔

اور مالک اور داود نے کہا: استنجاء پاک کرنے کیلئے ہے اور اس میں عدد معتبر نہیں ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: یہ مسنون ہے اور سنت پاک کرنے سے متعلق ہے نہ تعداد سے۔

اور ہماری دلیل اس بات پر کہ پاک کرنا واجب ہے شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور احتیاط کا طریقہ بھی (اس کی دلیل ہے)۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[1] ابو محمد، عبد اللہ بن المغیرۃ البجلی. مولی جندب بن عبد اللہ بن سفیان العلقمی، کوفی، ثقۃ ثقۃ لا یعدل به احد من جلالته، و دینه، و ورعه (عظمت اور جلالت اور دینداری اور تقوی میں اس کا ثانی کوئی نہیں)، اور اس کی روایات کے صحیح ہونے پر گروہ شیعہ کا اجماع ہے. رجال النجاشی: ۱۵۹، و تنقیح المقال ۲: ۲۱۸.

[2] یعنی: ما هناک من محل النجاسة، مجمع البحرین: ۵۲۹ (مادۃ ثم).

[3] الکافی ۳: ۱۷ حدیث ۹، والتذیب ۱: ۲۸ حدیث ۷۵.

[4] السنن الکبری للبیہقی ۱: ۹۱.

[5] العجان: ککتاب، ما بین الخصیة و حلقة الدبر. مجمع البحرین: ۵۹۰ (مادۃ عجن).

[6] التذیب ۱: ۴۹ حدیث ۱۲۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور علی بن ابراہیم نے باپ کے واسطہ سے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی کہ میں نے امام ابو الحسنؑ سے عرض کی: استنجاء کی کوئی حد ہے؟ فرمایا: نہیں، اس جگہ کو پاک کرے، میں نے عرض کی: اس جگہ کو پاک کر دے مگر بدبو باقی رہے؟ فرمایا: بو کو نہیں دیکھا جاتا۔

اور پتھروں کی تعداد کا اعتبار تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین پتھروں سے استنجاء کیا جائے اور اس کا ظاہری معنی وجوب ہے مگر اس کے خلاف دلیل قائم ہو جائے۔

اور زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: پاخانہ کے بعد تین پتھروں سے شرمگاہ کو مسح کرنے کی سنت جاری ہے۔

مسئلہ ۵۱: [استنجاء کرنے کی اشیاء]

يجوز الاستنجاء بالأحجار و غير الأحجار إذا كان منقيا غير مطعوم، مثل الخشب، و الخرق، و المدر و غير ذلک. و به قال الشافعي[۱]. و قال داود: لا يجوز بغير الأحجار[۲].

دليلنا: إجماع الفرقة. و روى ابن عباس ان النبي صلى الله عليه و آله قال: «إذا ذهب أحدكم لحاجته فليتمسح بثلاثة أحجار، أو بثلاثة أعواد، أو بثلاث حثيات من تراب»[۳].

و روى حريز عن زرارة قال: كان يستنجي من البول ثلاث مرات، و من الغائط بالمدر و الخرق[۱].

---

[۱] الام ۱: ۲۲، و مغني المحتاج ۱: ۴۳.

[۲] المجموع للنووي ۱: ۱۱۳، و نيل الاوطار ۱: ۱۱۵، و المحلى ۱: ۹۹.

[۳] سنن الدار قطني ۱: ۵۷ حديث ۱۲، اور اسی سے قریب معنی میں ۱۱ بھی ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

استنجاء پتھروں اور دوسری ایسی چیزوں سے جائز ہے جو پاک کنندہ ہو اور کھائی جانے والی نہ ہو جیسے لکڑی، کپڑے کا ٹکڑا اور ڈھیلا وغیرہ اور یہ شافعی کا نظریہ ہے اور داود نے کہا: پتھروں کے بغیر جائز نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور ابن عباس نے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک قضاء حاجت کیلئے جائے تو تین پتھروں سے یا تین لکڑویوں یا تین ہتھیلی مٹی سے مسح کرے۔

اور حریز نے زرارہ سے روایت کی، اس نے کہا[۲]: وہ پیشاب سے تین بار یا پاخانہ سے ڈھیلے اور کپڑے کے ٹکڑے سے استنجاء کیا کرتے تھے۔

مسئلہ ۵۲: [گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے کا حکم]

لا يجوز الاستنجاء بالروث، و العظام، و به قال الشافعي[۳]. و قال أبو حنيفة و مالک: يجوز ذلک[۴].

دليلنا: طريقة الاحتياط، فان من استنجى بغيرهما وقع موقعه، و إذا استعملها فيه خلاف.

و روى سلمان[۱] قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه و آله أن نستنجى بثلاثة أحجار، ليس فيها رجيع و لا عظم[۲].

---

[۱] التہذیب ۱: ۲۰۹، ۴۵۴ حدیث ۶۰۶، ۱۰۵۴.

[۲] ایسی روایت اصطلاح میں مضمرہ کہلاتی ہے جس میں امام معصومؑ کا نام ذکر نہ ہو۔

[۳] الام ۱: ۲۲، المحلی ۱: ۹۸، و عمدۃ القاری ۲: ۳۰۱، و نیل الاوطار ۱: ۱۱۶، و بدائع الصنائع ۱: ۱۸.

[۴] شرح معانی الآثار ۱: ۱۲۴، اور عمدۃ القاری ۲: ۲۰۱ میں مالک کی دو روایتیں ہیں، نیل الاوطار ۱: ۱۱۶، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۵۰، اور بدائع الصنائع ۱: ۱۸، میں کہا: فان فعل ذلک يعتد به عندنا، فيكون مقيما سنة و مرتكبا كراهة.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی المفضل بن صالح[۳] عن لیث المرادی[۴] عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن استنجاء الرجل بالعظم، أو البعر، أو العود؟ قال: اما العظام و الروث فطعام الجن، و ذلک مما اشترطوا علی رسول الله صلی الله علیه و آله، و قال: لا یصلح بشیء من ذلک[۵].

گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے یہ شافعی کا قول ہے اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا: یہ جائز ہے۔

ہماری دلیل احتیاط کا طریقہ ہے کیونکہ جس نے کسی دوسری چیز سے استنجاء کیا اس کے واقع ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور جب ان چیزوں کو استعمال کیا تو اس میں اختلاف ہے۔

اور سلمان فارسی نے نقل کیا نبی اکرم ﷺ نے ہمیں تین پتھروں سے استنجاء کرنے کا حکم دیا جن میں گوبر اور ہڈی نہ ہو۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] سلمان الفارسی. ان کے حالات معروف ہیں اور عظمت مشہور ہے یہ ارکان اربعہ میں سے ہیں اور ان کے حق میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کافی ہے: «سلمان المحمدی» اور: «سلمان منا اہل البیت». اور وہ نبی اکرم ﷺ کے حواری اور انصار میں سے ہیں اور شیخ طوسی نے انہیں نبی اکرم ﷺ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا. رجال الطوسی: ۲۰ و ۴۳، جامع الرواۃ ۱: ۳۷۱.

[۲] سنن ابن ماجۃ ۱: ۱۱۵ حدیث ۳۱۶ (ذیل الحدیث).

[۳] ابو جمیلۃ، المفضل بن صالح الاسدی النحاس، مولی بنی اسد؛ امام رضاؑ کی زندگی میں فوت ہوا اور شیخ نے اسے امام صادقؑ کے صاحب میں شمار کیا. رجال الشیخ: ۳۱۵، و تنقیح المقال ۳: ۲۳۷. اس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

[۴] ابو بصیر، لیث بن البختری الاصغر المرادی، اور کہا گیا: ابا محمد، و ابو یحییٰ. شیخ نے اسے امام باقر و صادق اور کاظم علیہم السلام کے اصحاب میں شمار کیا، رجال النجاشی: ۲۴۵، و رجال الطوسی: ۱۳۴ و ۲۷۸ و ۳۸۵. و جامع الرواۃ ۲: ۳۴.

[۵] التہذیب ۱: ۳۵۴، حدیث ۱۰۵۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور مفضل بن صالح[۱] نے لیث مرادی ابو بصیر سے روایت کی میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا :ایک انسان ہڈی یا مینگنی یا لکڑی سے استنجاء کرتا ہے؟ فرمایا: ہڈی اور گوبر تو جنّوں کا کھانا ہے اور وہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شرط رکھی تھی اور فرمایا: ان میں سے کوئی چیز کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۳: [نیند کا وضو کو باطل کرنا]

النوم الغالب على السمع و البصر، و المزيل للعقل، ينقض الوضوء سواء كان قائماً أو قاعدا، أو مستندا أو مضطجعا، و على كل حال.

و به قال المزنى، فإنه قال: النوم حدث فى نفسه، ينتقض الوضوء به على كل حال[۲]. و قال الشافعي: إذا نام مضطجعا، أو مستلقيا، أو مستندا انتقض الوضوء[۳].

و روى عن أبى موسى الأشعرى[۱] و أبى مخلد[۲] و حميد الأعرج[۳] و عمرو بن دينار[۴] أنهم قالوا: لا ينتقض الوضوء بالنوم بحال، الا أن يتيقن خروج حدث[۵].

---

[۱]۔ اہل رجال نے اس کی شدید تضعیف کی ہے اور اس کی معروف کنیت ابو جمیلہ ہے۔

[۲] الام (مختصر المزنی) : ۴، و عمدۃ القاری ۳: ۱۰۹، و احکام القران لابن العربی ۲: ۵۵۷، و فتح الباری ۱: ۳۱۴ و نیل الاوطار ۱: ۲۳۹، و تفسیر القرطبی ۶: ۲۲۱.

[۳] الام ۱: ۱۲ و ۱۴، و بدایۃ المجتہد ۱: ۳۵، و المحلی ۱: ۲۲۵، و نیل الاوطار ۱: ۲۴۰، و بدائع الصنائع ۱: ۳۱، اور عمدۃ القاری ۳: ۱۱۰ و الاحوذی ۱: ۲۵۶ میں شافعی کے چار قول ہیں ان کی طرف رجوع کیا جائے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال مالک، و الأوزاعی، و أحمد، و إسحاق: انه ان کثر نقض الوضوء، و ان قل لم ینقض[۶].

و قال أبو حنیفة و أصحابه: لا وضوء من النوم الا علی من نام مضطجعا أو متورکا، فأما من نام قائماً، أو راکعا، أو ساجدا، أو قاعدا، سواء کان فی الصلاة أو غیرها، فلا وضوء علیه[۱].

---

[۱] ابو موسی، عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حصار بن حرب الاشعری. اس نے روایت کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ، وامام علی علیہ السلام، وابن عباس، وعمار وغیرہ. فوت ہوا سنہ (۴۲) اور کہا گیا: (۴۴ھ). اور وسرے اقوال بھی ہیں. الاستیعاب بہامش الاصابة ۲: ۳۶۳، والاصابة ۲: ۳۵۱.

[۲] اصل میں ایسا ہے اور اسی طرح طبقات الشافعیۃ: ۶۷ میں ہے. اور کہا: ابو مخلد البصری، اور (صاحب النفائس) کے عنوان سے معروف ہے. اور درست ابو مجلز ہے، اور اس کا نام لاحق بن حمید السدوسی، البصری ہے. اس نے روایت کی: ابن عباس، اور اس سے یزید بن حبان نے روایت کی. یہ بات ابن حجر نے تہذیب التہذیب ۱۲: ۲۲۲، و ۲۲۷ میں کہی ہے.

[۳] حمید بن قیس المروزی، ابو صفوان. مولی بنی اسد بن عبد العزی، الاعرج، المکی. اس نے روایت کی: یحییٰ ابن یعمر، والزہری، و مجاہد وغیرہ، اور اس سے روایت کی: مالک، وابو حنیفۃ، و معمر، و جعفر الضبعی. التاریخ الکبیر ۲: ۳۵۲، وتہذیب التہذیب ۳: ۳۷. اور عمدۃ القاریٔ ۲: ۱۰۹، میں عینی نے اس قول کو ایک جماعت کی طرف نسبت دی ان میں یہ افراد ہیں: حمید بن عبد الرحمٰن والاعرج، شای مصنف نے ان کی طرف نسبت دی ہو اور وہ واو نسخہ بر داری میں ساقط ہوئی ہو؛ واللہ العالم.

[۴] ابو محمد، عمرو بن دینار الاثرم، الجمحی، المکی. اپنے زمانے میں اہل مکہ کا مفتی تھا؛ فوت ہوا سنہ (۱۲۶) اور کہا گیا: (۱۲۵ھ). التاریخ الکبیر ۶: ۳۲۸، وطبقات الفقہاء: ۴۶.

[۵] المبسوط للسرخسی ۱: ۷۸، واحکام القران لابن العربی ۲: ۵۵۷، وفتح الباری ۱: ۳۱۵، وعمدۃ القاری ۳: ۱۰۹، ونیل الاوطار ۱: ۲۳۹، وتفسیر القرطبی ۶: ۲۲۱.

[۶] المدونۃ الکبری ۱: ۹، والمبسوط للسرخسی ۱: ۷۸، ومسائل الامام احمد بن حنبل: ۱۳، ومقدمات ابن رشد ۱: ۴۴، والمحلی ۱: ۲۲۵، اور ترمذی نے السنن ۱: ۱۱۴ میں کہا: (بعض نے کہا جب انسان سو جائے اور عقل پر غالب آجائے تو اس پر وضو واجب ہے اور اسحاق کا نظریہ یہی ہے) اور عینی نے العمدۃ ۳: ۱۰۹ میں کہا: (اسحاق کا کہنا ہے کہ نیند وضو کو باطل کرتا ہے چاہے کم ہو یا زیادہ اور اوزاعی، مالک اور احمد سے دو روایتوں میں سے ایک کی بناء پر یہ ہے کہ زیادہ نیند بہر حال وضو کو باطل کرتی ہے اور کم نیند بہر حال وضو کو باطل نہیں کرتی) اور نیل الاوطار ۱: ۲۳۹ میں اسی طرح ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «إِذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا»[۲]، قال أهل التفسير: المراد به إذا قمتم من النوم[۳] فان الآية خرجت على سبب معروف، فكأنه قال: إذا قمتم من النوم إلى الصلاة، و هذا عام فى كل نوم.

و روى عن النبى صلى الله عليه و آله أنه قال: «العين وكاء[۴] السه[۵] فمن نام فليتوضأ[۶] و روى: «إذا نامت العينان استطلق الوكاء»[۷].

و روى ابن أبى عمير، عن إسحاق بن عبد الله الأشعرى[۸] عن أبى عبد الله عليه السلام قال: لا ينقض الوضوء الا حدث، و النوم حدث[۹].

---

[۱] المحلی ۱: ۲۲۴، احکام القرآن لابن العربی ۲: ۵۵۸. وبدایۃ المجتہد ۱: ۳۵، وبدائع الصنائع ۱: ۳۱، ومراقی الفلاح ۱۴، وعمدۃ القاری ۳: ۱۰۹، ونیل الاوطار ۱: ۲۴۰.

[۲] المائدۃ: ۶.

[۳] تفسیر الطبری ۶: ۷۲، وتفسیر العیاشی ۱، ۲۹۷، والدر المنثور ۲: ۲۶۲، واحکام القرآن للجصاص ۲: ۳۳۰، واحکام القرآن لابن العربی ۲: ۵۵۷.

[۴] الوكاء بالكسر و المد، خيط يشد به السرة، و الكيس، و القربة و نحوها. مجمع البحرین ۹۷، (مادۃ وکا).

[۵] قال ابن منظور: السه، بحذف عين الفعل، و يروى وكاء الست، بحذف لام الفعل؛ لسان العرب ۱۷: ۳۸۸ (مادة ستة). اور مجمع البحرین: ۶۰۳ میں ہے، و يراد به حلقة الدبر، و هذه من الاستعارات العجيبة كانه شبه السه بالوعاء، و العين بالوكاء. فاذا اطلق الوكاء، لم ينضبط الوعاء.

[۶] سنن ابن ماجۃ ۱: ۱۶۱، وسنن ابی داود ۱: ۵۲ حدیث ۲۰۳.

[۷] مسند احمد بن حنبل ۴: ۹۷، اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: « ان العينين وكاء السه، فاذا نامت العينان استطلق الوكاء» وسنن الدارمی ۱: ۱۸۴.

[۸] اسحاق بن عبد اللہ بن سعد بن مالک الاشعری القمی. ثقہ، اس نے امام صادق اور کاظم سے روایت کی شیخ نے رجال میں امام باقر وامام صادق کے اصحاب میں شمار کیا؛ رجال الطوسی: ۱۰۷ و ۱۴۹، وتنقیح المقال ۱: ۱۱۴.

[۹] التہذیب ۱: ۶ حدیث ۵، والاستبصار ۱: ۷۹ حدیث ۲۴۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

نیند جو سننے اور دیکھنے پر غالب آجائے اور عقل کو زائل کردے وضو کو باطل کر دیتی ہے چاہے انسان کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا ٹیک لگائے ہو یا لیٹا ہو (بہر حال یہ وضو کو باطل کرتی ہے)۔ یہ مزنی کا نظریہ ہے کیونکہ اس نے کہا: نیند خود ناپاکی اور حدث ہے بہر حال وضو اس سے باطل ہو جاتا ہے اور شافعی نے کہا: جب لیٹ کر یا پاؤں دراز کر کے یا ٹیک لگا کر سوئے تو وضو باطل ہو جاتا ہے۔

اور ابو موسی اشعری، ابو مخلد، حمید اعرج اور عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: سونے سے وضو کسی حالت میں باطل نہیں ہوتا مگر ناپاکی اور حدث (ہوا وغیرہ) خارج ہونے کا یقین ہو جائے اور مالک، اوزاعی، احمد اور اسحاق نے کہا: اگر نیند زیادہ ہو تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور اگر کم ہو تو وضو باطل نہیں ہوتا اور ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے کہا: نیند سے وضو کرنا لازم نہیں ہوتا مگر جب لیٹ کر یا دوزانو سویا ہو اور جو شخص کھڑا ہو کر یا رکوع یا سجدے کی حالت میں یا بیٹھ کر سوئے چاہے نماز میں ہو یا کسی دوسری حالت میں اس پر وضو نہیں ہے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے: جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو (منہ ہاتھ) دھولو اہل تفسیر نے کہا: اس سے مراد یہ ہے جب تم نیند سے اٹھو کیونکہ آیت مشہور سبب سے نازل ہوئی گویا خدا نے فرمایا: جب تم نیند سے نماز کی طرف اٹھو (تو وضو کرو) اس طرح یہ ہر نیند کو شامل ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: آنکھ شرمگاہ کا تسمہ ہے پس جو شخص سو جائے وہ وضو کرے۔

اور منقول ہے جب دونوں آنکھیں سو جائیں تو شرمگاہ کا تسمہ کھل جاتا ہے اور ابن ابی عمیر نے اسحاق بن عبداللہ اشعری کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: وضو صرف حدث اور ناپاکی کی وجہ سے ٹوٹتا ہے اور نیند بھی ناپاکی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۵۴: [وضو میں عورت کو چھونے کا حکم]

ملامسة النساء، و مباشرتهن لا تنقض الوضوء، سواء كانت مباشرة ذات محرم، أو غيرهن من النساء. سواء كانت المباشرة باليد، أو بغيرها من الأعضاء. بشهوة كانت، أو بغير شهوة.

و به قال عبد الله بن عباس، و الحسن البصرى، و محمد بن الحسن، و احدى الروايتين عن الثورى[۱].

و قال الشافعي: مباشرة النساء من غير حائل إذا كن غير ذوات محارم تنقض الوضوء بشهوة كانت، أو بغير شهوة، باليد كانت، أو بالرجل، أو بغيرهما من الجسد، عامدا كان أو ناسيا[۲]. و به قال عبد الله بن عمر، و ابن مسعود، و الزهرى و ربيعة[۳].

و قال الأوزاعي: ان مسها بيده انتقض وضوؤه، و ان كان بغير شهوة لم ينتقض وضوؤه، و ان مسها بالرجل لم ينتقض[۴]. و قال مالک: ان مسها

---

[۱] احکام القران للجصاص ۲: ۳۶۹، و بدائع الصنائع ۱: ۳۰، والمبسوط للسرخسی ۱: ۶۷، اور نیل الاوطار ۱: ۲۴۴ میں ہے: و ذهب علی، و ابن عباس، و عطاء و طاوس، و العترة جميعا، و ابو حنيفة، و ابو يوسف الى انه لا ينقض.

[۲] الام ۱: ۱۵، والمبسوط ۱: ۶۷، والمحلی ۱: ۲۴۸، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۶۹: والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۸، وبدایۃ المجتہد ۱: ۳۶، و بدائع الصنائع ۱: ۳۰، و تفسیر القرطبیؒ ۶: ۲۲۵. و نیل الاوطار ۱: ۲۴۴.

[۳] احکام القران للجصاص ۲: ۳۶۹، والمبسوط ۱: ۶۷، والام ۱: ۱۵، و تفسیر القرطبیؒ ۶: ۲۲۴، و نیل الاوطار ۱: ۲۴۴.

[۴] قرطبیؒ نے تفسیرہ [۶: ۲۲۴] میں کہا: و قال الاوزاعی: اذا كان اللمس باليد نقض الطهر، و ان كان بغير اليد لم ينقضه.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

بشهوة انتقض، و ان كان بغير شهوة لم ينتقض وضوؤه[۱]. و به قال الليث بن سعد، و أحمد، و إسحاق[۲] و فی إحدى الروايتين عن الثورى، حتى قال مالک: ان مسها بشهوة من وراء حائل انتقض وضوؤه، إذا كان الحائل رقيقا[۳].

و قال ربيعة و الليث ينتقض، سواء كان الحائل صفيقا أو رقيقا[۴]. و قال أبو حنيفة و أبو يوسف: ان مسها فانتشر عليه، انتقض وضوؤه، و ان لم ينتشر لم ينتقض[۵].

دليلنا: ان الطهارة قد ثبتت، و نقضها بما ذكرناه يحتاج الى دليل. و قوله تعالى «أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ»[۶] كناية عن الجماع لا غير، بدليل إجماع الفرقة عليه.

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] مقدمات ابن رشد ۱: ۶۷، والمحلی ۱: ۲۴۸، وبداية المجتهد ۱: ۳۶، وبدائع الصنائع ۱: ۳۰، واحكام القرآن للجصاص ۲: ۳۶۹، و المبسوط ۱: ۶۷. و تفسير القرطبی ۶: ۲۲۴.

[۲] المحلی ۱: ۲۴۸، و تفسير القرطبی ۶: ۲۲۴.

[۳] تفسير القرطبی ۶: ۲۲۶، و حاشيته الدسوقی ۱: ۱۲۰. اور ابن رشد نے مقدمات [۱: ۶۹] میں کہا: و اما ان كان مسه على حائل رقيق فاختلف فيه قول مالک، روى عنه ابن وهب انه لا وضوء عليه، و هو الاشهر. و روى على بن زياد عن مالک، ان عليه الوضوء.

[۴] احكام القرآن للجصاص ۲: ۳۶۹، و تفسير القرطبی ۶: ۲۲۶.

[۵] المبسوط ۱: ۶۸، و نيل الاوطار ۱: ۲۴۴: والمحلی ۱: ۲۴۸.

[۶] النساء: ۴۳. والمائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی أبو مریم[۱] قال: قلت لأبی جعفر علیه السلام، ما تقول فی الرجل یتوضأ ثم یدعو جاریته، فتأخذ بیده حتی ینتهی الی المسجد؟ فان من عندنا یزعمون أنها الملامسة. فقال: لا و الله ما بذلک بأس، و ربما فعلته و ما یعنی بهذا:«أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ» إلا المواقعة فی الفرج[۲].

عورتوں کو چھونے اور ان سے میل جول رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا چاہے محرم رشتہ دار عورت کو چھوئے یا نامحرم عورت کو چھوئے چاہے ہاتھ سے چھوئے یا کسی دوسرے عضو سے ،شہوت اور لذت کے ساتھ چھوئے یا بغیر شہوت کے ۔ اور یہی عبداللہ بن عباس ، حسن بصری، محمد بن حسن کا نظریہ ہے اور ثوری سے دو روایتوں میں سے ایک میں یہی منقول ہے۔

اور شافعی نے کہا عورت کو بغیر واسطہ کے چھونا جب وہ نامحرم ہو وضو کو باطل کر دیتا ہے چاہے شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے، چاہے ہاتھ سے چھوئے یا پاؤں سے یا کسی دوسرے عضو سے چاہے جان بوجھ کر چھوئے یا بھول کر اور یہی عبداللہ بن عمر، ابن مسعود، زہری اور ربیعہ نے کہا اور اوزاعی کا کہنا ہے : اگر ہاتھ سے چھوئے تو اس کا وضو باطل ہو جاتا ہے اور اگر بغیر شہوت کے چھوئے تو وضو باطل نہیں ہوتا اور اگر پاؤں سے چھوئے تو بھی وضو باطل نہیں ہوتا۔

مالک نے کہا: اگر شہوت سے چھوئے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور اگر بغیر شہوت کے چھوئے تو وضو باطل نہیں ہوتا اور یہی لیث بن سعد، احمد اور اسحاق نے کہا اور ثوری سے دو روایتوں میں

---

[۱] ابو مریم، عبد الغفار بن القاسم بن قیس بن فہد الانصاری. شیخ طوسی نے امام سجاد اور باقر اور امام صادق علیہم السلام کے اصحاب میں شمار کیا اور اس سے ابن محبوب و محمد بن القاسم، و ابان نے روایت کی . رجال الشیخ الطوسی: ۹۹، ۱۲۹، ۲۳۷، و رجال النجاشی: ۱۸۵.

[۲] التہذیب ۱: ۲۲ حدیث ۵۵، والاستبصار ۱: ۸۷ حدیث ۲۷۸، و تفسیر العیاشی ۱: ۲۴۳ حدیث ۱۳۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سے ایک میں یہی ہے حتی مالک نے کہا: اگر بغیر شہوت کے واسطے کے پیچھے سے چھوئے تو وضو باطل ہو جاتا ہے جب واسطہ نازل ہو اور ربیعہ اور لیث نے کہا وضو باطل ہو جاتا ہے چاہے واسطہ نازک ہو یا موٹا۔

اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا: اگر اسے چھوئے اور ایسا کرنا اس مرد پر اثر انداز ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر موثر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ طہارت اس کی ثابت ہو چکی ہے اور اس کا مذکورہ چیزوں سے باطل ہونا دلیل کا محتاج ہے۔

اور خدا کا فرمان ہے: یا تم عورتوں کو چھوؤ تو وہ ان سے ہمبستری اور جماع کرنے سے کنایہ ہے دوسرے چھونے کو شامل نہیں ہے کیونکہ اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور ابو مریم نے روایت کی کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو وضو کرتا ہے پھر اپنی کنیز کو بلاتا ہے وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے مسجد تک پہنچاتی ہیں کیونکہ ہمارے پاس کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ بھی عورت کو چھونا ہے (جو طہارت کو باطل کرتا ہے)؟

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کبھی میں بھی ایسے کرتا ہوں اور خدا نے اس آیت میں شرمگاہ میں دخول اور جماع کرنا مراد لیا ہے۔

مسئلہ ۵۵: [وضو کی حالت میں شرمگاہ چھونے کا حکم]

مس الفرج لا ينقض الوضوء، أى الفرجين كان، سواء كان رجلا أو امرأة. أو أحدهما مس فرج صاحبه، بظاهر الكف، أو بباطنه. و به قال على عليه

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

الصلاة و السلام، و عبد الله بن مسعود، و عمار[۱] و الحسن البصری، و ربیعة، و الثوری، و أبو حنیفة، و أصحابه[۲].

و قال الشافعی: الرجل إذا مس ذکره بباطن کفه، و المرأة إذا مست فرجها بباطن کفها انتقض وضوؤهما[۳]. و هو المروی عن عمر، و ابن عمر، و سعد بن أبی وقاص[۴] و أبی هریرة[۵] و عائشة، و سعید بن المسیب، و سلیمان ابن یسار[۶] و مالک، و الأوزاعی، و اللیث، و أحمد، و إسحاق[۱].

---

[۱] ابو الیقظان، عمار بن یاسر. اسلام کی طرف سبقت کرنے والے اولین میں سے ہیں اور انہیں نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ کی صحبت شرف حاصل ہوا اور امام کی خصوصی پولیس شرطۃ الخمیس میں سے تھے اور ان کے حالات مشہور اور ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس خطاب سے نوازا: «صبرا یا آل یاسر ان موعدکم الجنة». واور وہ ارکان اربعہ میں سے ہیں. تہذیب التہذیب ۷: ۴۰۸، وتنقیح المقال ۲: ۳۲۰.

[۲] شرح معانی الاثار ۱: ۷۸-۷۹، وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۳، وبدائع الصنائع ۱: ۳۰، ومجمع الزوائد ۱: ۲۴۴، ونیل الاوطار ۱: ۲۴۸-۲۴۹.

[۳] الام ۱: ۱۹، والمحلی ۱: ۲۳۷، والسنن الکبری ۱: ۱۳۴، وبدایۃ المجتہد ۱: ۷۳، ونیل الاوطار ۱: ۲۵۱، وبدائع الصنائع ۱: ۳۰، ومغنی المحتاج ۱: ۳۵.

[۴] ابو اسحاق، سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب. اور ایک قول ہے: وہیب بن عبد مناف الزہری؛ اس نے روایت کی: خولۃ بنت حکیم سے، اور اس سے اس کی اولاد اور ابن عباس وغیرہ نے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۵۱) اور کہا گیا: ۵۵ او ۵۶ اور دوسرے اقوال. التاریخ الکبیر ۴: ۴۳، وتہذیب التہذیب ۳: ۴۸۳.

[۵] ابو ہریرہ: ابن حجر نے تہذیب التہذیب ۱۲: ۲۶۲ میں کہا اس کے نام اور باپ کے نام میں اختلاف ہے اور ابن عبد البر نے الاستیعاب بہامش الاصابۃ [۴: ۲۰۰] میں کہا: اس کے نام اور باپ کے نام کے بارے میں بے شمار اختلاف ہے اور وہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور ان سے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۵۸ھ). اور دوسرے اقوال۔

[۶] سلیمان بن یسار الہلالی، ابو ایوب، اور کہا جاتا ہے: ابو عبد الرحمٰن، اور کہا جاتا ہے: ابو عبد اللہ المدنی. مولی میمونۃ، اور کہا گیا: حضرت ام سلمی کا زر خرید غلام تھا جن سے قیمت چکا کر آزاد ہوا اور ان سے روایت کی، فوت ہوا سنہ (۱۰۷ھ). اور دوسرے اقوال۔ التاریخ الکبیر ۴: ۴۱، وتہذیب التہذیب ۴: ۲۲۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

الا أن مالكا و الأوزاعى قالا: ينتقض الوضوء به، و ان مس بظاهر الكف[۲].

و قال الشافعى: إذا مس دبره انتقض وضوؤه أيضا[۳] و قال مالك: لا ينتقض[۴] و قال الشافعى: إذا مس ذكر الصغير أو الكبير انتقض وضوؤه[۵] و قال مالك و أحمد: إذ مس ذكر الصغير لا ينتقض. و لم يقل أحمد فى مس الأنثيين انه ينقض الوضوء إلا عروة فإنه قال: ينتقض وضوؤه[۶].

و قال الشافعى: إذا مس فرج بهيمة لا ينتقض وضوؤه[۷]. و حكى عنه ابن عبد الحكم[۸]:انه ينتقض وضوؤه[۱]، و لم يصحح أصحابه ذلك.

---

[۱] سنن الترمذی ۱: ۱۲۹. والمدونۃ الکبری ۱: ۸، والمحلی ۱: ۲۳۷، وموطا مالک ۱: ۴۲، ونیل الاوطار ۱: ۲۴۸-۲۴۹. ومجمع الزوائد ۱: ۲۴۵، اور ابن رشد القرطبیؒ نے مقدمات ج ۱: ۶۹ میں مالک سے تین قول نقل کئے ہیں.

[۲] المدونۃ الکبری ۱: ۸ میں ہے: (ان مسہ بظاہر الکف او الذراع فلا ینتقض وضوؤہ). اور مقدمات ابن رشد ۱: ۶۹ میں بھی ایسا ہے. اور المحلی ۱: ۲۳۷: میں کہا: الا ان الاوزاعی و الشافعی لم یریا الوضوء ینقض ذلک الا بمسہ بباطن الکف فقط، لا بظاهرها. و قال مالک: مس الفرج من الرجل – فرج نفسه الذكر فقط – بباطن الكف لا بظاهرها و لا بالذراع يوجب الوضوء.

[۳] الام ۱: ۱۹، والمحلی ۱: ۲۳۷، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۰، اور مغنی المحتاج ۱: ۳۶ میں ہے: قال الشافعی فی الجدید ینتقض الوضوء بمس حلقة الدبر، و فى القديم انه لا ينتقض لانه لا يلتذ بمسها.

[۴] المدونۃ الکبری ۱: ۸، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۰، والمحلی ۱: ۲۳۷.

[۵] الام ۱: ۱۹، و مغنی المحتاج ۱: ۳۶.

[۶] السنن الکبری ۱: ۱۳۷.

[۷] الام ۱: ۱۹.

[۸] ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین المصری. اس نے ابن وہب، واشہب، واصحاب مالک سے احادیث سنیں اور شافعی کی صحبت اختیار کی اور ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی. اور بیہقی نے کہا: اپنی وفات سے دو ماہ قبل مالک کے مذہب کو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: ما قلناه فی المسألة الأولی سواء، من إجماع الفرقة، و ثبوت حكم الطهارة، و أن نقضهما يحتاج الی دليل.

و روی زرارة، عن أبی جعفر عليه السلام قال: ليس فی القبلة و لا المباشرة، و لا مس الفرج وضوء[۲].

و روی قيس بن طلق[۳] عن أبيه[۴] قال: قدمنا علی نبی الله، فجاء رجل كأنه بدوی فقال: يا رسول الله ما ترى فی مس الرجل ذكره بعد ما يتوضأ؟ فقال: و هل هو إلا مضغة منه، أو قال: بضعة منه[۵]. و قال أبو داود: و فی بعض الألفاظ: فی مس الرجل ذكره «فی الصلاة»[۶] و هذا نص.

Presented By: www.jafrilibrary.com

اختیار کیا کیونکہ اس کی امید تھی کہ شافعی اسے اپنا جانشین بنائے گا مگر اس نے بویطی کو جانشین بنایا. فوت ہوا سنہ (۲۶۸ ھ). طبقات الفقہاء: ۸۱، وطبقات الشافعیۃ: ۷.

[ا] خطیب شربینی نے مغنی المحتاج [۱: ۳۶] میں کہا: و حكاه جمع جديد انه ينقض لانه كفرج الادمی فی وجوب الغسل فی الايلاج فيه، فكذا فی المس.

[۲] من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۳۸ حدیث ۱۴۵، والتہذیب ۱: ۱۱ حدیث ۵۴، والاستبصار ۱: ۸۷ حدیث ۲۷۷، والکافی ۳: ۳۷ حدیث ۱۲ (الفاظ میں تقدیم اور تاخیر کے ساتھ).

[۳] قیس بن طلق بن علی بن المنذر الحنفی، الیمامی. اس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس سے اس کے بیٹے ہوذہ نے روایت کی اور وہ مشہور تابعی ہے. تہذیب التہذیب ۸: ۳۹۸.

[۴] طلق بن علی بن المنذر، ابو علی الحنفی، الیمامی، نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے روایت کی اور ایک قول ہے: اس کا نام طلق بن ثمامہ ہے. التاریخ الکبیر ۴: ۳۵۸، الاصابۃ ۲: ۲۲۴.

[۵] سنن ابی داود ۱: ۴۶ حدیث ۱۸۲، وسنن الترمذی ۱: ۱۳۱ حدیث ۸۵.

[۶] سنن ابی داود ۱: ۴۶ حدیث ۱۸۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

شرمگاہ کو چھونا وضو کو باطل نہیں کرتا جو بھی شرمگاہ ہو چاہے مرد ہو یا عورت اور چاہے ہتھیلی کے ظاہری حصے سے چھوئے یا اندرونی حصے سے۔ اور یہی امام علی، عبداللہ بن مسعود، عمار، حسن بصری، ربیعہ، ثوری، ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کا نظریہ ہے اور شافعی نے کہا: جب مرد ہتھیلی کے اندرونی حصے سے آلہ تناسل کو چھوئے اور عورت ہتھیلی کے اندرونی حصے سے اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو ان کا وضو باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمر، ابن عمر، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، حضرت عائشہ، سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار، مالک، اوزاعی، لیث، احمد اور اسحاق سے بھی منقول ہے۔

مگر مالک اور اوزاعی نے کہا: اس سے وضو باطل ہو جاتا ہے اگرچہ ہتھیلی کی پشت سے اس کو چھوئے اور شافعی نے کہا: جب اپنی پچھلی شرمگاہ کو چھوئے تو بھی وضو باطل ہو جاتا ہے اور مالک نے کہا: وضو باطل نہیں ہوتا اور شافعی نے کہا: جب چھوٹے یا بڑے آلہ تناسل کو چھوئے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور مالک اور احمد نے کہا: جب چھوٹے آلہ تناسل کو چھوئے تو وضو باطل نہیں ہوتا اور آلہ تناسل کے ڈھیلوں کو چھونے سے وضو باطل ہونے کا نظریہ کسی نے نہیں دیا مگر عروہ نے کہا: اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

اور شافعی نے کہا: جب کسی چوپائے کی شرمگاہ کو چھوئے تو اس کا وضو باطل نہیں ہوتا اور ابن عبد الحکم نے اس سے نقل کیا کہ اس کا وضو باطل ہو جاتا ہے مگر اس کے اصحاب نے اس نسبت کو صحیح نہیں مانا۔

اور ہماری دلیل اس مسئلہ میں وہی ہے جو ہم نے اس سے پہلے مسئلہ میں بیان کی، شیعہ گروہ کا اجماع اور طہارت کا حکم ثابت ہونا اور اسکے باطل ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

اور زرارہ نے امام باقرؑ سے نقل کیا، فرمایا: بوسہ لینے اور چھونے اور شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور قیس بن طلق نے باپ سے نقل کیا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ایک دیہاتی شخص آیا اور عرض کی: اے خدا کے رسول! وضو کرنے کے بعد انسان کے اپنے آلہ تناسل کو چھونے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کیا یہ اس کا ایک حصہ نہیں ہے، یا فرمایا: کیا یہ اس کا ایک ٹکڑا نہیں ہے۔

اور ابو داود نے کہا: بعض الفاظ میں ہے: نماز میں انسان کا اپنے آلہ تناسل کو چھونے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو یہ روایت اس مطلب میں نص اور صریح ہے۔

مسئلہ ۵۶: [چوپائے کی شرمگاہ چھونے سے وضو کا حکم]

مس فرج البهيمة لا ينقض الوضوء.و به قال الشافعي[1] إلا في رواية ابن عبد الحكم[2].

و قال الليث بن سعد: ينقض الوضوء. دليلنا: ما قلناه في المسألة الأولى سواء.

چوپائے کی شرمگاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، یہی شافعی نے کہا، مگر ابن عبدالحیی کی روایت اس سے مختلف ہے

اور لیث بن سعد نے کہا: اس سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔

اور ہماری دلیل وہی ہے جو سابقہ مسئلہ میں بیان ہوئی۔

---

[1] الام ۱: ۱۹، و مغنی المحتاج ۱: ۳۶.

[2] تقدم فی المسالۃ (۵۵).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۵۷: [شرمگاہ سے کپڑے یا پتھر نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم]

الدود الخارج من أحد السبيلين- إذا كان خاليا من نجاسة- و الحصى، و الدم إلا دم الحيض، و الاستحاضة، و النفاس، لا ينقض الوضوء.

و هو مذهب مالک و ربيعة[۱]. و قال الشافعي و أبو حنيفة: ان جميع ذلک ينقض الوضوء[۲].

دليلنا: ما قلناه في المسألة الأولى سواء.

و روى زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يوجب الوضوء الا من غائط، أو بول، أو ضرطة، أو فسوة تجد ريحها[۳].

و روى زكريا بن آدم[۴] قال: سألت الرضا عليه السلام عن الناسور[۵] أ ينقض الوضوء؟ فقال: انما ينقض الوضوء ثلاث البول، و الغائط، و الريح[۱].

---

[۱] المدونة الكبرى ۱: ۱۰، و بداية المجتهد ۱: ۳۳، و شرح الكرماني ۳: ۱۴، و عمدة القارئ ۳: ۴۷.

[۲] الام ۱: ۱۷، و مغني المحتاج ۱: ۳۳، و شرح فتح القدير ۱: ۳۵، و مراقي الفلاح: ۱۴، و بدائع الصنائع ۱: ۲۷، و عمدة القاري ۳: ۴۷، و الهداية للمرغيناني ۱: ۱۵، و بداية المجتهد ۱: ۳۳.

[۳] التهذيب ۱: ۱۰، حديث ۱۶.

[۴] زکریا بن ادم بن عبد اللہ بن سعد الاشعری القمی. ثقہ، جلیل القدر، امام رضا کے ہاں بلند مقام رکھتا تھا اور شیخ نے رجال میں اصحاب الصادق و الرضا و الجواد علیہم السلام میں شمار کیا. رجال الطوسی: ۳۷۷ و ۴۰۱، و تنقیح المقال ۱: ۴۴۷. و جامع الرواۃ ۱: ۳۳۰.

[۵] الناسور: عرق في باطنه فساد، فكلما بدا اعلاه رجع غبرا فاسدا. و يحدث تارة في الماقي، و اخرى حوالي المقعدة، و ثالثة في اللثة. تاج العروس ۳: ۵۶۴ (مادۃ نسر).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

انسان کی شرمگاہ سے نکلنے والا کیڑا جب نجاست سے خالی ہو اور پتھر اور خون سوائے خون حیض واستحاضہ اور نفاس کے وضو کو باطل نہیں کرتے اور یہ مالک اور ربیعہ کا نظریہ ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ کا نظریہ ہے کہ یہ سب وضو کو باطل کر دیتے ہیں اور ہماری دلیل وہی ہے جو سابقہ مسئلہ میں بیان ہوئی اور زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: وضو واجب نہیں ہوتا مگر پاخانہ یا پیشاب یا آواز کے ساتھ ہوا خارج ہونا یا بغیر آواز کے ہوا خارج ہونا جس کی بو تم محسوس کرتے ہو۔

اور زکریا بن آدم کا بیان ہے کہ میں نے امام رضا سے پھوڑے کے بارے میں سوال کیا، کیا یہ وضو کو باطل کرتا ہے فرمایا: وضو کو صرف تین چیزیں باطل کرتی ہیں: پیشاب پاخانہ اور ہوا کا خارج ہونا۔

مسئلہ ۵۸: [شرمگاہ کے علاوہ کسی جگہ سے پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی صورت میں وضو کا حکم]

البول و الغائط إذا خرجا من غير السبيلين من موضع فی البدن، ينقض الوضوء، إذا كان مما دون المعدة. و ان كان فوقها لا ينقض الوضوء.

و به قال الشافعی: الا أن له فيما فوق المعدة قولين[۲].

دليلنا: قوله تعالى «أَوْ جاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغائِطِ»[۱]. و الغائط عبارة عن الحدث المخصوص، و لم يفرق. و روى زرارة عن أبی عبد الله عليه السلام

---

[۱] الکافی ۳: ۳۶، حدیث ۲، والتہذیب ۱: ۱۰ حدیث ۱۸، والاستبصار ۱: ۸۶ حدیث ۲۷۲. اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں: «قال: سالت الرضا عليه السلام عن الناسور؟ فقال: انما ينقض الوضوء ثلاث. الخ».

[۲] مغنی المحتاج ۱: ۳۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

انه قال: لا يوجب الوضوء الا من غائط، أو بول، أو ضرطة، أو فسوة تجد ريحها[۲] و هذا عام.

فان قيل: هذا يوجب أن ينقض ما يخرج من فوق المعدة. قلنا: ما يخرج من فوق المعدة لا يكون غائطا أصلا، فلا يتناوله الاسم.

پیشاب اور پاخانہ جب اگلی اور پچھلی شرمگاہ کے علاوہ بدن کے کسی دوسرے حصے سے نکلیں تو وضو کو باطل کرتے ہیں جب معدے سے نچلے حصے سے نکلیں اور جب اس کے اوپر کسی حصے سے نکلیں تو وضو کو باطل نہیں کرتا، یہی شافعی نے کہا مگر معدے سے اوپر کسی حصے سے نکلنے کی صورت میں اس کے دو قول ہیں۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: یا تم میں سے کوئی پاخانہ بیٹھے تو پاخانہ مخصوص ناپاکی کا نام ہے اور اس میں فرق نہیں کیا گیا اور زرارہ نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: وضو واجب نہیں ہوتا مگر پاخانہ یا پیشاب یا آواز سے ہوا کا خارج ہونا یا بغیر آواز کے ہوا کا خارج ہونا جب اس کی بدبو محسوس کرو اور یہ عام اور وسیع معنی پر مشتمل ہے۔

اور اگر کہا جائے یہ تو معدے کے اوپر کسی حصے سے ان کے نکلنے سے بھی وضو باطل ہونے کا موجب ہے۔

تو ہم کہیں گے: جو معدے کے اوپر سے نکلے وہ اصلا پاخانہ شمار نہیں ہوتا اور اس پر پاخانہ بیٹھنے کا نام نہیں آتا۔

---

[۱] المائدة: ۶، والنساء: ۴۳.

[۲] التذيب ۱: ۱۰ حديث ۱۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۵۹: [دبر یا چوپائے کی شرمگاہ میں دخول کا حکم[1]]

إذا أدخل ذكره فی دبر امرأة، أو رجل، أو (فی) فرج بهيمة، أو فرج ميتة، فلأصحابنا فی الدبر روايتان: إحداهما، ان عليه الغسل[2] و به قال جميع الفقهاء[3]. و الأخرى، لا غسل عليه، و لا على المفعول به[4]. و لا يوافقهم على هذه الرواية أحد[5].

Presented By: www.jafrilibrary.com

[1] بظاہر یہ مسئلہ غسل کے احکام سے متعلق ہے اس لیے اسے وضو کے احکام میں بیان کرنے کی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی غور کریں۔

[2] الاستبصار ۱: ۱۱۲ حدیث ۳۷۳ و ۳: ۲۴۳ حدیث ۸۶۸، والتہذیب ۷: ۴۱۴ و ۴۶۱ حدیث ۱۶۵۸ و ۱۸۴۷.

[3] یہ سید مرتضی سے منقول ہے اور انہوں نے اس کے واجب ہونے پر اجماع کا دعی کیا اور یہ ابن جنید سے بھی منقول ہے اور اسے علامہ نے المختلف: ۳۶ میں نقل کیا اور اسے ابن حمزۃ فی الوسیلۃ میں، شیخ طوسی نے المبسوط ۴: ۲۴۳ و ۱: ۲۷۰ میں اختیار کیا اور نیز چوپائے کی شرمگاہ میں آلہ داخل کرنے والے پر بھی شیخ نے غسل واجب کیا ہے جیسا کہ المبسوط ۱: ۲۸ و ۲۷۰ میں ہے.

[4] من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۴۷ حدیث ۱۸۵، والکافی ۳: ۴۷، والتہذیب ۱: ۱۲۴ حدیث ۳۳۵ و ۱: ۱۲۵ حدیث ۳۳۶. والاستبصار ۱: ۱۱۲ حدیث ۳۷۰ و ۳۷۱.

[5] یہ شیخ صدوق قدس سرہ کا الفقیہ ۱: ۴۷ میں نظریہ ہے کیونکہ اس میں حلبی کی روایت نقل کی ہے اور شیخ کلینی نے الکافی ۳: ۴۷ میں اختیار کیا اور برقی سے منقول روایت سے ظاہر ہے اور سلار نے مراسم میں ذکر کیا اور شیخ طوسی نے النہایۃ: ۱۹ میں اختیار کیا جیسا کہ شیخ نے چوپائے کی شرمگاہ میں آلہ تناسل داخل کرنے والے پر غسل واجب نہیں کیا کہ اس کی دلیل نہیں ہے. جیسا کہ المبسوط ۱: ۲۸ (باب ذکر غسل الجنابۃ واحکامہا) میں ہے اور اسی کتاب میں [المبسوط ایضا ۱: ۲۷۰] (باب فی ذکر مایمسک عنہ الصائم) غسل واجب قرار دیا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فأما فرج الميتة فلا نص لهم فيه أصلا. و قال جميع أصحاب الشافعی: ان عليه الغسل[۱] و قال أصحاب أبی حنيفة: لا يجب عليه الغسل[۲] و لا إذا أدخل فی فرج البهيمة.

و الذی يقتضيه مذهبنا أن لا يجب الغسل فی فرج البهيمة، فأما فرج الميتة، فالظاهر يقتضی أن عليه الغسل، لما روی عنهم من أن حرمة الميت كحرمة الحی[۳]. و لان الظواهر المتضمنة لوجوب الغسل علی من أولج فی الفرج تدل علی ذلک لعمومها[۴]، و طريقة الاحتياط تقتضيه.

و نصرة الرواية الأخری ان الأصل براءة الذمة، و عدم الوجوب، و شغلها بوجوب الغسل يحتاج الی دليل، و روی عنهم عليهم السلام انهم قالوا: اسكتوا عما سكت الله عنه[۵].

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] مغنی المحتاج ۱: ۶۹، اور العینی نے العمدۃ ۳: ۲۵۲ میں المغنی ابن قدامہ سے نقل کیا: تغييب الحشفة فی الفرج هو الموجب للغسل سواء كان الفرج قبلا او دبرا من كل حيوان ادمی او بهيم حيا او ميتا طائعا او مكرها نائما او مستيقظا.

[۲] مراقی الفلاح: ۱۶، و شرح فتح القدیر ۱: ۱۴۱، والہدایۃ للمرغینانی ۱: ۱۷، و عمدۃ القاری ۳: ۲۵۳.

[۳] التہذیب ۱۰: ۶۲ حدیث ۲۲۹، والاستبصار ۴: ۲۲۵ حدیث ۸۴۲.

[۴] الکافی ۳: ۴۶ (باب مایوجب الغسل علی الرجل و المراۃ)، و من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۴۶ (باب صفۃ غسل الجنابۃ) و التہذیب ۱: ۱۱۸ (باب حکم الجنابۃ و صفۃ الطہارۃ منہا) والاستبصار ۱: ۱۰۸ (باب ان التقاء الختانین یوجب الغسل).

[۵] ہمارے مولا و آقا امیر المؤمنین علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی نہج البلاغۃ ۳: ۱۶۰ میں آپ کا یہ فرمان پایا جاتا ہے اور وہ آپ کے اس فرمان کے بعد ہے: ان الله افترض عليكم الفرائض. الخ. اور امالی الشیخ المفید: ۹۴ مجلس ۲۰ میں اسی طرح ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و أما اختلاف الأحاديث من طريق أصحابنا، فقد بينا الوجه فی الكتابين المقدم ذكرهما[۱].

جب ایک انسان اپنا آلہ تناسل عورت کی پچھلی شرمگاہ میں یا مرد کے پیچھے یا جو پائے کی شرمگاہ یا مردے کی شرمگاہ میں داخل کرے تو پچھلی شرمگاہ کے بارے میں ہمارے اصحاب کی دو روایات ہیں ایک میں ہے اس پر غسل واجب ہے اور اسی پر تمام فقہاء کا نظریہ ہے اور دوسری روایت ہے اس پر غسل نہیں ہے اور نہ ہی مفعول پر غسل ہے اور اس روایت پر ان کا کوئی موافقت کرنے والا نہیں ہے۔

اور مردے کی اگلی شرمگاہ میں ان کی کوئی نص اور روایت نہیں ہے اور شافعی کے تمام اصحاب نے کہا: اس پر غسل واجب ہے اور ابو حنیفہ کے اصحاب نے کہا: اس پر غسل واجب نہیں ہے اور نہ ہی جب چوپائے کی شرمگاہ میں داخل کرے۔

اور جس نظریہ کا ہمارا مذہب تقاضا کرتا ہے یہ ہے کہ چوپائے کی شرمگاہ میں داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا اور جب مردے کی اگلی شرمگاہ میں داخل کرے تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے کیونکہ ان سے منقول ہے کہ مردے کی حرمت اور احترام زندہ کی حرمت کی طرح ہے اور اس لیے کہ جن ظاہری دلیلوں میں اگلی شرمگاہ میں آلہ تناسل داخل کرنے پر غسل واجب ہے وہ اپنے عموم اور وسیع معنی کے ساتھ اس مسئلے میں وجوب غسل پر دلالت کرتی ہیں اور احتیاط کا طریقہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

اور دوسری روایت کی تائید یہ ہے کہ اصل برائت ذمہ ہے اور واجب نہ ہونا ہے اور غسل واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے فرمایا: ان چیزوں سے خاموش رہو جن سے خدا نے سکوت اور خاموشی اختیار کی ہے اور اپنے اصحاب کی سندوں

---

[۱] دیکھیں الاستبصار ۱: ۱۱۲؛ اور جو سابقہ مسئلہ میں نظریات گزر چکے، والتہذیب ۱: ۱۱۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سے منقول احادیث کے اختلاف کے بارے میں ہم نے اپنی سابقہ دو کتابوں (تہذیب اور استبصار) میں وجہ بیان کی ہے۔

مسئلہ ۶۰: [وضو میں مذی اور وذی خارج ہونے کا حکم]

المذی[۱] و الودی[۲] «و الوذی»[۳] لا ینقضان الوضوء، و لا یغسل منهما الثوب. و خالف جمیع الفقهاء فی ذلک، و أوجبوا منهما الوضوء، و غسل الثوب[۴].

دلیلنا: إجماع الفرقة، و صحة الوضوء، و نواقضه تحتاج الی دلیل.

---

[۱] المذی: بسکون الذال، مخفف الیاء، البلل اللزج الذی یخرج من الذکر عند ملاعبة النساء. النهایة ۴: ۳۱۲ (مادة مذی).

[۲] الودی: بسکون الدال، و بکسرها، و تشدید الیاء البلل اللزج الذی یخرج من الذکر بعد البول. اور کہا گیا: التشدید اصح و افصح من السکون. النهایة ۵: ۱۶۹ (مادة ودا).

[۳] الوذی: بالذال المعجمة الساکنة، و الیاء المخففة، و عن الاموی بتشدید الیاء، ما یخرج عقیب انزال المنی. مجمع البحرین: ۹۲ (مادة وذا).

بعض خطی اور مطبوعہ نسخوں میں (الوذی) کا اضافہ ہے اور بعض دوسرے میں (الودی) ہے اور مولف کی عبارت تثنیہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس کی تاکید روایات سے ہوتی ہے اور بعض نے توہم کیا کہ شہید ثانی سے پہلے لفظ وذی وارد نہیں ہوا سب سے پہلے انہوں نے اس کی تعریف کی مگر شیخ نے تہذیب میں روایت نقل کی اس میں یہ لفظ پایا جاتا ہے؛ التذیب ۱: ۲۰ حدیث ۴۸؛ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: محمد بن الحسن الصفار. عن ابی عبد الله علیه السلام قال: یخرج من الاحلیل المنی و المذی و الودی و الوذی. فاما المنی فهو الذی تسترخی له العظام و یفتر به الجسد، و فیه الغسل. و اما المذی فیخرج من الشهوة و لا شیء فیه. و اما الودی فهو الذی یخرج بعد البول. و اما الوذی فهو الذی یخرج من الادواء و لا شیء فیه.

[۴] المدونة الکبری ۱: ۱۲، والام ۱: ۳۹، والمبسوط ۱: ۶۷، و شرح معانی الاثار ۱: ۴۵-۴۸، و موطا مالک ۱: ۴۱، والمحلی ۱: ۲۳۲، و مجمع الزوائد ۱: ۲۸۴، و عمدة القاری ۳: ۲۱۷، و فتح الباری ۱: ۳۸۰، و سنن الترمذی ۱: ۱۹۷ و نیل الاوطار ۱: ۲۷۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی زید الشحام[۱]، و زرارة، و محمد بن مسلم، عن أبی عبد الله علیه السلام انه قال: ان سال من ذکرک شیء من مذی أو ودی، فلا تغسله،و لا تقطع له الصلاة، و لا تنقض له الوضوء، انما ذلک بمنزلة النخامة[۲] و کل شیء خرج منک بعد الوضوء فإنه من الحبائل[۴۳] و روی عن أبی عبد الله علیه السلام: ان سال من ذکرک شیء من وذی أو ودی و أنت فی الصلاة فلا تغسله، و لا تقطع الصلاة، و لا تنقض له الوضوء، و ان بلغ عقبیک، فإنما ذلک بمنزلة النخامة، و کل شیء خرج منک بعد الوضوء فإنه من الحبائل، أو من البواسیر[۵] و لیس بشیء، فلا تغسله من ثوبک، الا أن تقذره[۶].

و قد بینا ما اختلف من الاخبار فی هذا المعنی فی کتابنا المقدم ذکره[۷].

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] ابواسامہ، زید بن یونس الازدی، مولاہم الشحام، الکوفی. ایک قول ہے کہ یہ سنہ (۱۰۰ھ) میں فوت ہوا. اور شیخ طوسی نے رجال میں اصحاب الباقر و الصادق علیہما السلام میں شمار کیا اور اسے «زید بن محمد» کے عنوان سے ذکر کیا اور نجاشی نے زید بن یونس بن موسی کے عنوان سے ذکر کیا. الفہرست للطوسی: ۷۱، و رجال الطوسی: ۱۲۲، ۱۹۵، و رجال النجاشی: ۱۳۲.

[۲] النخامة: البزقة التی تخرج من اقصی الحلق، و من مخرج الخاء المعجمة. النہایة ۵: ۳۴ (مادة نخم).

[۳] الحبائل: عروق ظہر الانسان. مجمع البحرین (مادة حبل): ۴۸۶.

[۴] الاستبصار ۱: ۹۴ حدیث ۳۰۵، والتہذیب ۱: ۲۱ حدیث ۵۲.

[۵] البواسیر: علة تحدث فی المقعدة، و فی داخل الانف ایضا. یہ بات جوہری نے الصحاح (مادة بسر) میں کہی.

[۶] اسے زرارة نے نقل کیا جیسا کہ الکافی ۳: ۳۹، حدیث ۱، و علل الشرائع ۱: ۲۷۹ باب (۲۳۱) حدیث ۱ میں ہے.

[۷] دیکھو: الاستبصار ۱: ۹۱ (باب حکم المذی والوذی).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مذی، ودی اور وذی وضو کو باطل نہیں کرتے اور نہ ان کی وجہ سے کپڑے کو دھونا واجب ہے اور تمام فقہاء اس میں مخالفت کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے وضو اور کپڑے دھونے کو واجب کرتے ہیں۔

اور ہماری دلیل فرقہ شیعہ کا اجماع ہے اور یہ کہ وضو صحیح ہے اور اس کے باطل ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

اور زید شحام (چربی فروش) اور زرارہ اور محمد بن مسلم نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: اگر تیرے آلہ تناسل سے مذی یا ودی جاری ہو تو اسے مت دھو نہ اس سے نماز باطل ہوتی ہے اور نہ اس سے وضو باطل ہوتا ہے؛ یہ ناک کی غلاظت کی طرح ہے اور وضو کے بعد ان میں سے جو کچھ تجھ سے خارج ہو وہ رطوبت ہے۔

اور امام صادقؑ سے منقول ہے فرمایا: اگر تیرے آلہ تناسل سے وذی اور ودی میں سے کچھ خارج ہو اور تم نماز میں ہو تو اسے نہ دھو اور اپنی نماز نہ توڑوں اور اس کی وجہ سے وضو باطل نہیں ہوتا اگرچہ یہ تیری ایڑیوں تک پہنچ جائے یہ ناک کی غلاظت کی طرح ہے وضو کے بعد ان میں سے جو کچھ تجھ سے نکلے وہ رطوبت ہے یا بواسیر ہے اور کچھ نہیں ہے، اس کی وجہ سے اپنے کپڑے نہ دھو مگر اس سے تو متنفر ہو۔

اور ہم نے اس موضوع میں روایات کے اختلاف کو اپنی سابقہ دو کتابوں (تہذیب اور استبصار) میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ ۶۱: [بدن کے دوسرے حصوں سے نکلنے والی چیزوں سے وضو کا حکم]

ما يخرج من غير السبيلين، مثل القيء، و الرعاف، و الفصد، و ما أشبهها لا ينقض الوضوء.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و به قال الشافعی[۱] و هو المروی عن ابن عباس، و ابن عمر، و عبد الله بن أبی أوفی[۲] و غیرهم من الصحابة[۳] و سعید بن المسیب، و القاسم بن محمد[۴] و مالک[۵].

و قال أبو حنیفة: ینتقض الوضوء بالدم إذا خرج فظهر، و بالقیء إذا کان ملاء الفم و قال: البلغم و البصاق لا ینقضان الوضوء[۶]. و قال أبو یوسف، و

---

[۱] الام ۱: ۱۸، والمبسوط للسرخسی ۱: ۷۵، و سنن الترمذی ۱: ۱۴۵.

[۲] عبد اللہ بن ابی اوفی علقمۃ بن خالد بن الحارث بن ہوازن الاسلمی. ابو معاویۃ اور کہا گیا: ابو ابراہیم، اور دوسرے اقوال؛ اس سے بو اسحاق الشیبانی، والحکم بن عیینہ نے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۸۰ھ). الاستیعاب بہامش الاصابۃ ۲: ۲۵۵، والاصابۃ ۲: ۲۷۱.

[۳] بیہقی نے سنن ۱: ۱۴۵ میں بسند خود عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کے واسطہ سے اس کے باپ سے نقل کیا اس کا بیان ہے: من ادرکت من فقهائنا الذین ینتهی الی قولهم منهم سعید بن المسیب و عروة بن الزبیر و القاسم بن محمد و ابو بکر بن عبد الرحمن و خارجة بن زید بن ثابت و عبید الله بن عبد الله بن عتبة و سلیمان بن یسار فی مشیخة جلة سواهم یقولون فیمن رعف: غسل عنه الدم و لم یتوضا.

[۴] القاسم بن محمد بن ابی بکر بن ابی قحافۃ القرشی، التیمی، ابو محمد، اور کہا جاتا ہے: ابو عبد الرحمٰن. اس نے اپنے باپ اور چار عبداللہ اور دوسرے افراد سے روایات کی اور شیخ طوسی نے اسے امام السجاد والباقر علیہما السلام کے اصحاب میں شمار کیا اور ابن سعد نے کہا: کان ثقة، فقیها، اماما، کثیر الحدیث، ورعا. و قال ابن خلکان: کان من سادات التابعین و افضل اهل الزمان، و احد الفقهاء السبعة فی المدینة. فوت ہوا سنہ (۱۰۱ھ) اور کہا گیا: (۱۰۶ھ). اور دوسرے اقوال؛ التاریخ الکبیر ۷: ۱۵۷، رجال الطوسی: ۱۰۰ و ۱۳۳، والطبقات الکبری ۵: ۱۸۷، ووفیات الاعیان ۴: ۵۹.

[۵] موطا مالک ۱: ۳۹، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۰، والمدونۃ الکبری ۱: ۱۸، وبدایۃ المجتہد ۱: ۳۳، و سنن الترمذی ۱: ۱۴۵.

[۶] المبسوط للسرخسی ۱: ۷۵، و مراقی الفلاح: ۱۴، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۰، والمحلی ۱: ۲۵۶، وبدایۃ المجتہد ۱: ۳۳، و نصب الرایۃ ۱: ۳۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

زفر: ان البلغم ان كان نجسا نقض الوضوء، قليلا كان أو كثيرا، و ان كان طاهرا لا ينقض الوضوء، إلا إذا كان ملاء الفم[۱].

دليلنا: ما قدمناه من ثبوت حكم الطهارة، و أن نقضها يحتاج الى دليل.

و أيضا عليه إجماع الفرقة لا يختلفون فى ذلک.

و روى ابن أبى عمير، عن ابن أذينة[۲] عن زيد الشحام قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن القيء هل ينقض الوضوء؟ قال: لا[۳].

و روى سماعة، عن أبى بصير قال: سمعته يقول: إذا قاء الرجل و هو على طهر فليتمضمض، و إذا رعف و هو على وضوء فليغسل أنفه، فإن ذلک يجزيه، و لا يعيد وضوءه[۴].

اگلی پچھلی شرمگاہ کے علاوہ جو کچھ انسان کے بدن سے نکلتا ہے جیسے قیئ، نکسیر، فصد وغیرہ سے خون نکلنا وضو کو باطل نہیں کرتا، شافعی کا یہی نظریہ ہے اور یہی ابن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن ابی اوفی وغیرہ صحابہ اور سعید بن مسیب، قاسم بن محمد اور مالک سے بھی منقول ہے۔

---

[۱] المبسوط ۱: ۷۵، والمحلی ۱: ۲۵۷، وبدایۃ المجتہد ۱: ۳۳.

[۲] عمر بن محمد بن عبد الرحمٰن بن اذینہ. بن ربیعۃ بن نزار بن معد بن عدنان؛ بصرہ میں شیعہ کے جلیل القدر اصحاب میں سے ہے؛ اس نے امام صادق سے خط وکتابت کی صورت میں روایت کی اور شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الصادق والکاظم علیہما السلام میں شمار کیا. کبھی اسے ابن اذینہ سے ذکر کیا تو کبھی عمر بن اذینہ سے اور کبھی عمر بن محمد بن عبد الرحمٰن کے عنوان سے تو کبھی باپ کی طرف نسبت ہے اور کبھی دادا کی طرف کیونکہ اذینہ کو اصحاب کے درمیان مقام و منزلت حاصل تھی؛ رجال النجاشی ۲۱۸، ورجال الطوسی: ۲۵۳ و ۳۵۳، وتنقیح المقال ۲: ۳۴۰.

[۳] التہذیب ۱: ۱۳ حدیث ۲۵، والکافی ۳: ۳۶ حدیث ۹، والاستبصار ۱: ۸۳ حدیث ۲۵۹.

[۴] التہذیب ۱: ۱۵ حدیث ۳۱، والاستبصار ۱: ۸۵ حدیث ۲۷۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابو حنیفہ نے کہا: خون جب نکلے اور ظاہر ہو جائے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور اسی طرح قیئ جب منہ بھر کر نکلے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور بلغم اور تھوک وضو کو باطل نہیں کرتے۔

اور ابو سف اور زفر نے کہا: بلغم اگر نجس ہو تو وضو باطل کرتا ہے چاہے کم ہو یا زیادہ اور اگر پاک ہو تو وضو کو باطل نہیں کرتا مگر منہ بھر کر نکلے۔

اور ہماری دلیل وہی ہے جو تم نے پہلے بیان کی کہ طہارت کا حکم ثابت ہے اور اس کے باطل ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے نیز اس پر فرقہ شیعہ کا اجماع ہے وہ اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں رکھتے۔

اور ابن ابی عمیر نے ابن اذینہ کے واسطے سے زید شحام سے روایت کی؛ اس کا بیان ہے: میں نے امام صادقؑ سے قیئ کے بارے میں سوال کیا، کیا وہ وضو کو باطل کرتا ہے، فرمایا: نہیں۔

اور سماعہ نے ابو بصیر سے روایت کی میں نے آپ سے سنا فرمایا: جب انسان قیئ کرے اور وہ پاکی کی حالت میں ہو توکلی کرلے اور نکسیر آئے اور وہ وضو کی حالت میں ہو تو اپنا ناک دھو دے یہی کافی ہے اور دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۶۲: [وضو کی حالت میں قہقہہ لگانے کا حکم]

القهقهة لا تنقض الوضوء،سواء كانت فى الصلاة أو فى غيرها، و به قال جابر بن عبد الله[۱۲]، و أبو موسى الأشعرى، و عطاء، و الزهرى[۲]، و الشافعى، و مالک، و أحمد، و إسحاق[۳].

---

[۱]۔ایسی روایت کو اصطلاح میں مضمرہ کہا جاتا ہے جس میں امام معصومؑ کے نام کی صراحت موجود نہ ہو اور اس کی حجیت کے بارے میں اقوال ہیں اور ابو بصیر جیسے جلیل القدر راویوں کی مضمرہ روایات کے اعتبار کا قول زیادہ قوی ہے۔

[۲] جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام الانصاری، المدنی، الخزرجی. نبی اکرم کے مشہور صحابی ہیں جنہوں نے جنگ بدر اور دوسرے اٹھارہ غزوات میں شرکت کی اور امام علی کی طرف سبقت کر کے رجوع کرنے والوں میں سے تھے ان کے احوال

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال أبو حنيفة و أصحابه: ان كانت فى الصلاة نقضت الوضوء. و به قال الشعبى، و النخعى، و الثورى[۴].

دليلنا: ما قدمناه من إجماع الفرقة، و ثبوت حكم الطهارة. و أن لا دليل على أن ذلک ينقض الوضوء.

و روى أديم بن الحر[۵]، انه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول: ليس ينقض الوضوء الا ما خرج من طرفيک الأسفلين.[۶]

مشہور ہیں؛ شیخ نے رجال میں اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و الہ و امیر المؤمنین و الحسن و الحسین و علی بن الحسین و الباقر علیہم افضل الصلاۃ والسلام میں شمار کیا ہے. رجال الطوسی: ۱۲و۷۳و۶۶و۷۲و۸۵و۱۱۱، و تنقیح المقال ۱: ۱۹۹.

[۱] صحیح البخاری ۱: ۵۳ سنن الدار قطنی ۱: ۱۷۲؛ احادیث ۴۸-۶۲، والمستدرک للحاکم ۱: ۱۴۵.

[۲] سنن الدار قطنی ۱: ۱۶۶ حدیث ۲۱.

[۳] المبسوط للسرخسی ۱: ۷۷، و بدائع الصنائع ۱: ۳۲، و مسائل الامام احمد: ۱۳، و شرح فتح القدیر ۱: ۳۴و۳۵، و نصب الرایۃ ۱: ۵۳.

[۴] المبسوط ۱: ۷۷، و مراقی الفلاح: ۱۵، و بدائع الصنائع ۱: ۳۲، و بدایۃ المجتہد ۱: ۳۹، و شرح فتح القدیر ۱: ۳۴، و نصب الرایۃ ۱: ۴۸، والمنتف ۱: ۲۸، و سنن الدار قطنی ۱: ۱۶۶، ۱۷۲، واور بیہقی نے سنن ۱: ۱۴۵ میں بسند خود نقل کیا: عن عبد الرحمن بن ابی الزناد عن ابیه قال: من ادركت من فقهائنا الذين ينتهى الى قولهم منهم سعيد بن المسيب و عروة بن الزبير و القاسم بن محمد و ابو بكر بن عبد الرحمن و خارجة بن زيد بن ثابت و عبيد الله بن عبد الله بن عتبة و سليمان بن يسار فى مشيخة جلة سواهم يقولون فيمن ضحک فى الصلاة: اعادها و لم يعد وضوءه. و روينا نحو قولهم فى الضحک عن الشعبى و عطاء و الزهرى(انتهى).

[۵] ادیم بن الحر الجعفی، مولاہم، الخزاء، کوفی ثقہ، جو امام صادق ابی عبد اللہ علیہ السلام کے صحابی ہیں اور شیخ طوسی نے اسے (ادم) کے عنوان سے ذکر کیا اس سے چالیس روایات نقل ہوئیں. رجال النجاشی: ۸۳، و رجال الطوسی: ۱۴۳، و جامع الرواۃ ۱: ۷۷.

[۶] التہذیب ۱: ۱۶ حدیث ۳۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو باطل نہیں ہوتا چاہے نماز میں ہو یا دوسری کسی حالت میں یہی جابر بن عبداللہ انصاری، ابو موسی اشعری، عطا، زہری، شافعی، مالک، احمد اور اسحاق نے کہا اور ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے کہا: اگر نماز میں ہو تو وضو باطل کرتا ہے اور یہ نظریہ شعبی، نخعی اور ثوری نے اختیار کیا۔

اور ہماری دلیل سابقہ اجماع اور طہارت کا حکم ثابت ہونا ہے اور اس کے ذریعہ وضو باطل ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور ادیم بن حر نے راویت کی کہ اس نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: وضو باطل نہیں ہوتا مگر اس سے جو چیز تیری دونوں شرمگاہوں سے نکلے۔

مسئلہ ۶۳: [آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم]

أكل ما مسته النار، لا ينقض الوضوء. و هو مذهب جميع الفقهاء، و الصحابة بأجمعهم[۱] إلا أبا موسى الأشعرى، و زيد بن ثابت[۲] و أنس بن مالك، و أبا طلحة[۳]، و ابن عمر، و أبا هريرة، و عائشة فإنهم قالوا: انه ينقض الوضوء[۱].

---

[۱] سنن الترمذی ۱: ۱۱۹، والمبسوط ۱: ۷۹، و مسائل الامام احمد: ۱۵، و بدایۃ المجتہد ۱: ۳۹، و عمدۃ القاری ۳: ۱۰۴، و مجمع الزوائد ۱: ۲۵۱.

[۲] زید بن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان الانصاری الخزرجی، ابو سعید، اور کہا گیا: ابو ثابت، اور کہا گیا: ابو عبد الرحمٰن. اس سے ایک گروہ نے روایت کی جن میں ابوہریرۃ، وابن عمر، وانس، و سہل بن سعد، وغیرہ شامل ہیں. یہ سنہ ۴۵ھ کو فوت ہوا اور اور کہا گیا: (۵۵ھ). اور دوسرے اقوال بھی ہیں؛ طبقات الفقہاء: ۱۵، والتاریخ الکبیر ۳: ۳۸۰، والاصابۃ ۱: ۵۴۳، و الاستیعاب ۱: ۵۳۲.

[۳] ابو طلحۃ، زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو الانصاری المدنی. اس نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی اور اس سے ان کے بیٹے عبد اللہ، اس کے پروردہ انس بن مالک نے اور الجہنی، وابن عباس، وغیرہ نے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۵۱ھ). اور دوسرے اقوال؛ تہذیب التہذیب ۳: ۴۱۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: ما قدمناه فی المسألة الاولی من الاعتبار[۲]، و الخبر، و الإجماع، فلا وجه لإعادته.

جس چیز کو آگ نے چھوا اس کے کھانے سے وضو باطل نہیں ہوتا یہ تمام فقہاء اور صحابہ کا نظریہ ہے سوائے ابو موسی اشعری اور زید بن ثابت، انس بن مالک، ابو طلحہ، ابن عمر، ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ کہ انہوں نے کہا: یہ وضو کو باطل کرتا ہے۔
ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے سابقہ مسئلہ میں بیان کی؛ عقلی دلیل، روایت اور اجماع، پس اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۴: [قربانی کا گوشت کھانے سے وضو کا حکم]

أكل لحم الجزور لا ينقض الوضوء. و به قال جميع الفقهاء[۳].

و قال أحمد: انه ينقض الوضوء[۴]. دليلنا: ما قدمناه فی المسألة الاولی[۵]، فلا وجه لإعادته.

قربانی کا گوشت کھانا وضو کو باطل نہیں کرتا، یہ سب فقہاء کا نظریہ ہے اور احمد نے کہا: یہ وضو کو باطل کرتا ہے۔

---

[۱] شرح معانی الاثار ۱: ۶۹، والمحلی ۱: ۲۴۳، ومجمع الزوائد ۱: ۲۴۹، وعمدة القاری ۳: ۱۰۴، وسنن الترمذی ۱: ۱۶ و ۱۹. اور سرخسی نے المبسوط ۱: ۷۹ میں کہا: اهل الظاهر يوجبون الوضوء مما مسته النار.

[۲] اس سے استصحاب مراد ہے یعنی طہارت ثابت ہے اور اس کا باطل ہونا دلیل کا محتاج ہے۔

[۳] شرح معانی الاثار ۱: ۷۰، وعمدة القاری ۳: ۱۰۴. والدراری المضیئة ۱: ۶۱، والمبسوط ۱: ۸۰، وسنن الترمذی ۱: ۱۲۵، ونیل الاوطار ۱: ۲۵۲.

[۴] الاقناع ۱: ۳۹، مسائل الامام احمد: ۱۵، وسنن الترمذی ۱: ۱۲۵، وبدایة المجتهد ۱: ۳۹، والمحلی ۱: ۲۴۱، وعمدة القاری ۳: ۱۰۴، و الدراری المضیئة ۱: ۶۱، ونیل الاوطار ۱: ۲۵۲.

[۵] تقدم فی المسالتین (۶۱ و ۶۲).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے سابقہ مسئلہ میں بیان کی اور اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵: [طہارت کا یقین ہونے کے بعد حدث کا شک ہونے کا حکم]

من تیقن الطهارة و شک فی الحدث لم یجب علیه الطهارة، و طرح الشک.

و به قال أبو حنیفة و الشافعی[۱]. و قال مالک: یبنی علی الشک. و یلزمه الطهارة[۲]. و قال الحسن[۳] ان کان فی الصلاة بنی علی الیقین، و هو الطهارة، و ان کان خارج الصلاة، بنی علی الشک، و أعاد الوضوء احتیاطا[۴].

دلیلنا: ما قدمناه من أن الطهارة معلومة، فلا یجب العدول عنها إلا بأمر معلوم، و الشک لا یقابل العلم، و لا یساویه، فوجب طرحه، و علیه إجماع الفرقة.

و روی عبد الله بن بکیر، عن أبیه قال: قال لی أبوعبد الله علیه السلام: إذا استیقنت انک قد توضأت، فإیاک أن تحدث وضوءا أبدا حتی تستیقن انک قد أحدثت[۵].

---

[۱] عمدۃ القاری ۲: ۲۵۳، والمبسوط للسرخسی ۱: ۸۶، وفتح الباری ۱: ۲۳۸.

[۲] المدونۃ الکبری ۱: ۱۴، عمدۃ القاری ۲: ۲۵۳، فتح الباری ۱: ۲۳۸. وحاشیۃ الدسوقی ۱: ۱۲۲.

[۳] یہ الحسن البصری ہے اور اس کا تعارف گزر چکا ہے.

[۴] عمدۃ القاری ۲: ۲۵۳، وفتح الباری ۱: ۲۳۸.

[۵] الکافی ۳: ۳۳ حدیث ۱؛ لفظ میں کچھ اختلاف کے ساتھ. التہذیب ۱: ۱۰۲ حدیث ۲۶۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و عن زرارة عن أبی جعفر علیه السلام أنه قال: لا ینقض الیقین أبدا بالشک، و لکن ینقضه یقین آخر[1].

جسے طہارت کا یقین ہو اور ناپاکی واقع ہونے کا شک ہو تو اس پر طہارت کرنا واجب نہیں ہے اور شک کی پرواہ نہ کرے یہی ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا اور مالک نے کہا: وہ شک پر بناء رکھے اور اس پر طہارت حاصل کرنا واجب ہے اور حسن نے کہا: اگر وہ نماز میں ہو تو یقین پر بناء رکھے اور وہ طہارت ہے اور اگر نماز سے خارج ہو تو شک پر بناء رکھے اور احتیاطا دوبارہ وضو کرے۔

ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ طہارت کا علم اور یقین ہے اور اس سے روگردانی کرنا واجب نہیں ہے مگر یقین حکم آجائے اور شک علم کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اس کی برابری کرتا ہے تو اس کو چھوڑنا پڑے گا۔

اور اس مسئلہ میں شیعہ فرقہ کا اجماع ہے۔

اور عبداللہ بن بکیر نے باپ سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا:

جب تجھے یقین ہو کہ تم نے وضو کر لیا تو ہرگز اس وضو کی حالت کو مت توڑو حتی کہ تجھے یقین ہو جائے کہ تجھ سے ناپاکی واقع ہوئی۔

اور زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی؛ فرمایا: شک کے ذریعہ یقین کبھی نہیں ٹوٹتا بلکہ اسے دوسرا یقین توڑ سکتا ہے۔

---

[1] التہذیب ۱: ۸ ذیل حدیث ۱۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[غسل کے احکام]

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ٦٦: [غسل واجب ہونے کا سبب]

إذا التقى الختانان وجب الغسل، سواء أنزل أو لم ينزل. و به قال جميع الفقهاء[۱]، الا داود[۲] و قوما ممن تقدم مثل أبى سعيد الخدرى[۳]، و ابى بن كعب[۴]، و زيد بن ثابت، و غيرهم[۵].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أخبارهم، و طريقة الاحتياط تقتضيه أيضا.

و روى أبو هريرة ان النبى صلى الله عليه و آله قال: إذا قعد بين شعبها الأربع و التصق ختانه بختانها فقد وجب الغسل، أنزل أو لم ينزل[۱].

---

[۱] شرح معانی الآثار ۱: ۵۵، والام ۱: ۳۷، والمدونة الکبری ۱: ۲۹، والمحلی ۲: ۴، و موطا مالک ۱: ۴٦، وبدایة المجتهد ۱: ۴۵، ومراقی الفلاح: ۱٦، وشرح فتح القدیر ۱: ۴۳، وبدائع الصنائع ۱: ۳٦، و مغنی المحتاج ۱: ٦۹، وعمدة القاری ۳: ۲۴۷، والدراری المضیئة ۱: ٦۹. وتحفة الاحوذی ۱: ۳٦۴.

[۲] المحلی ۲: ۴، وبدایة المجتهد ۱: ۴۵، وعمدة القاری ۳: ۲۴۷، وتحفة الاحوذی ۱: ۳٦۴.

[۳] ابو سعید، سعد بن مالک بن سنان بن عبید الخدری. اس نے روایت کی: از نبی اکرم ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی علیہ السلام وغیرہ. فوت ہوا سنہ (٦۳ھ). اور کہا گیا: (۷۴) اور دوسرے اقوال؛ الاصابة ۲: ۳۲، وصفوة الصفوة ۱: ۲۹۹.

[۴] ابو المنذر، ابی بن کعب بن قیس بن عبید الانصاری. اور کہا گیا: ابو الطفیل. اس نے روایت کی: از نبی اکرم ﷺ. اور اس سے عمر، وابو ایوب، وانس وغیرہ نے راویت کی. فوت ہوا سنہ (۱۹ھ). اور کہا گیا: (۲۲) اور دوسرے اقوال. التاریخ الکبیر ۲: ۳۹. وطبقات الفقہاء: ۱۳.

[۵] المحلی ۲: ۴، وعمدة القاری ۳: ۲۴۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روى أحمد بن محمد بن عيسى[۲]، عن محمد بن إسماعيل[۳] قال: سألت الرضا عليه السلام عن الرجل يجامع قريبا من الفرج فلا ينزلان، متى يجب الغسل؟ فقال: إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل، قلت التقاء الختانين هو غيبوبة الحشفة؟ قال: نعم[۴].

جب مرد اور عورت کے دو ختنے مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی خارج ہو یا نہ؛ اور تمام فقہاء کا نظریہ یہی ہے مگر داود اور قدماء میں سے ایک گروہ جیسے ابو سعید خدری، ابی بن کعب، زید بن ثابت وغیرہ۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع اور ان کی روایات ہیں اور احتیاط کا طریقہ بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[1] بخاری نے صحیح ۱: ۷۷، اور مسلم نے اپنی صحیح ۱: ۲۷۱ میں اس حدیث کو دوسرے لفظوں میں نقل کیا ہے: « قال اذا جلس بين شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل». اور بیہقی نے سنن ۱: ۱۶۳ میں متن کے قریب لفظوں میں نقل کیا اور وہ یہ ہے: « اذا قعد بين شعبها الاربع ثم اجهد نفسه فقد وجب الغسل انزل او لم ينزل» اور دوسرے حدیث میں ہے: «اذا التقى الختان الختان وجب الغسل انزل او لم ينزل».

[2] احمد بن محمد بن عیسی بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن الاحوص بن السائب بن مالک بن عامر الاشعری من بنی ذخران بن عوف بن الجماہر بن الاشعث، ابو جعفر، شیخ القمیین و اور ان کے بڑے فقہاء اور بے بدیل افراد میں سے تھا اور اپنے دور کے حاکم سے ملا کرتا تھا شیخ نے اسے رجال میں اصحاب الامام الرضا و الجواد و الہادی علیہم السلام میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۶۴ و رجال الطوسی: ۳۶۶ و ۳۹۷ و ۴۰۹، و تنقیح المقال ۱: ۹۰.

[3] محمد بن اسماعیل بن بزیع، ابو جعفر، مولی المنصور ابی جعفر، اور بزیع کی اولاد میں حمزۃ بن بزیع تھا اور یہ محمد اس فرقہ شیعہ کے نیکوکار اور ثقہ اور معتمد افراد میں سے تھا؛ یہ نجاشی نے کہا اور شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الکاظم و الرضا و الجواد میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۲۵۴، رجال الطوسی: ۳۶۰، ۳۸۶، ۴۰۵.

[4] الکافی ۳: ۴۶ حدیث ۲، والتہذیب ۱: ۱۱۸ حدیث ۳۱۱، والاستبصار ۱: ۱۰۸ حدیث ۳۵۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابو ہریرہ نے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مرد اور عورت کے چار گوشوں پر بیٹھ جائے اور اس کا ختنہ عورت کے ختنہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی خارج ہو یا نہ۔

اور احمد بن محمد بن عیسی نے محمد بن اسماعیل سے روایت کی کہ میں نے امام رضاؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو شرمگاہ کے قریب ہمبستری کرتا ہے اور ان دونوں کی منی خارج نہیں ہوتی تو غسل کب واجب ہوتا ہے؟

فرمایا: جب دونوں ختنے مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے، میں نے عرض کی: ختنوں کا ملنا آلہ تناسل کے سرے کا اندر داخل ہونا ہے۔ فرمایا: ہاں۔

مسئلہ ۶۷: [غسل کے بعد رطوبت خارج ہونے کا حکم]

إذا أنزل بعد الغسل وجب عليه الغسل، سواء كان بعد البول أو قبله. فان رأى بللا دون الانزال، و كان قد بال لم يجب عليه الغسل، و ان لم يكن بال، كان عليه اعادة الغسل.

و قال الشافعي: إذا أنزل بعد الغسل، وجب عليه الغسل، سواء كان قبل البول أو بعده[1]. و قال مالک لا غسل عليه سواء كان قبل البول أو بعده[2].

و قال الأوزاعي: ان كان قبل البول، فلا غسل عليه، و ان كان بعد البول فعليه الغسل[1] و قال أبو حنيفة: ان كان قبل البول فعليه الغسل و ان كان بعده فلا غسل عليه[2].

---

[1] الام ۱: ۳۷، والمحلی ۲: ۷، المجموع ۲: ۱۳۹.
[2] المحلی ۲: ۷، والمجموع ۲: ۱۳۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و طريقة الاحتياط. و قوله صلى الله عليه و آله: «الماء من الماء»[۳] و ذلک عام فی کل من أنزل. و روی عنبسة بن مصعب[۴] عن أبی عبد الله علیه السلام قال: کان علی علیه الصلاة و السلام لا یری فی شیء الغسل، إلا فی الماء الأکبر[۵].

فأما التفصیل الذی بیناه فی حکم البلل، فیدل علیه إجماع الفرقة.

و روی معاویة بن میسرة[۶] قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول فی رجل رأی بعد الغسل شیئا، قال: ان کان بال بعد جماعه قبل الغسل فلیتوضأ، و ان لم یبل حتی اغتسل، ثم وجد البلل فلیعد الغسل[۷].

غسل کے بعد جب منی خارج ہو تو اس پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے چاہے یہ پیشاب کے بعد ہو یا اس سے پہلے پس اگر منی خارج ہونے کے بغیر کوئی رطوبت دیکھے اور اس نے غسل سے پہلے پیشاب کر لیا ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا اور اگر پیشاب نہ کیا ہو تو اس پر

[ا] ہمیں موجودہ مصادر میں اوزاعی کا قول نہیں ملا مگر ابن حزم نے المحلی ۲: ۷ میں اسے ابو حنیفہ کی طرف نسبت دی۔

[۲] المبسوط للسرخسی ۱: ۶۷، والمجموع ۲: ۱۳۹۔

[۳] سنن ابن ماجة ۱: ۱۹۹، حدیث ۶۰۷، و صحیح مسلم ۱: ۲۶۹، حدیث ۳۴۳۔

[۴] عنبسة بن مصعب العجلی الکوفی، شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الباقر و الصادق و الکاظم علیہم السلام میں شمار کیا۔ رجال الشیخ الطوسی: ۱۳۰ و ۲۶۱ و ۳۵۶۔ و تنقیح المقال ۲: ۳۵۳۔

[۵] التہذیب ۱: ۱۱۹-۱۲۰ حدیث ۳۱۵ و ۳۱۶۔ والاستبصار ۱: ۱۰۹-۱۱۰ حدیث ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۴۔ والکافی ۳: ۴۸ حدیث ۱۔

[۶] معاویة بن میسرة بن شریح بن الحارث الکندی، القاضی۔ شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الصادق علیہ السلام میں شمار کیا۔ اس سے ابن ابی الکرام، و فضالة، و عبد اللہ بن المغیرة و غیرہ نے روایت کی۔ رجال النجاشی: ۴۲۱، و رجال الطوسی: ۳۱۰، و جامع الرواة ۲: ۲۴۲۔

[۷] التہذیب ۱: ۴۴۱ حدیث ۴۰۸، والاستبصار ۱: ۱۱۹ حدیث ۴۰۳، والکافی ۳: ۴۹ حدیث ۴ (قریب منہ)۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے اور شافعی نے کہا: جب غسل کے بعد منی خارج ہو تو اس پر دوبارہ غسل کرنا واجب ہے چاہے پیشاب سے پہلے ہو یا اس کے بعد۔

اور مالک نے کہا: اس پر غسل نہیں ہے چاہے پیشاب سے پہلے ہو یا بعد میں اور اوزاعی نے کہا: اگر غسل سے پہلے ہو تو اس پر دوبارہ غسل نہیں ہے اور اگر پیشاب کے بعد ہو تو اس پر دوبارہ غسل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: اگر پیشاب سے پہلے ہو تو اس پر غسل ہے اور اگر پیشاب کے بعد ہو تو اس پر دوبارہ غسل نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور احتیاط کا طریقہ ہے اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: پانی بہانا منی کا پانی نکلنے سے ہے۔

اور یہ ہر اس شخص کو شامل ہے جس سے منی خارج ہو اور عنبسہ بن مصعب نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ امام علیؑ کسی چیز میں غسل واجب نہیں سمجھتے تھے مگر بڑے پانی کی وجہ سے۔

اور جو تفصیل ہم نے رطوبت کے حکم میں بیان کی اس پر شیعہ فرقہ کا اجماع دلالت کرتا ہے اور معاویہ نے میسرہ نے روایت کی کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے غسل کرنے کے بعد کچھ رطوبت دیکھی فرمایا: اگر ہمبستری کے بعد اور غسل سے پہلے پیشاب کیا ہو تو وضو کرے اور اگر پیشاب نہ کیا اور غسل کر لیا ہو پھر رطوبت دیکھے تو دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۶۸: [منی خارج ہونے سے غسل کا حکم]

من أمنى من غير أن يلتذ به، وجب عليه الغسل.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و به قال الشافعی و أصحابه[۱]. و قال أبو حنيفة: لا يجب عليه الغسل، الا أن يلتذ بخروجه[۲].

دليلنا: ما قدمناه فی المسألة الأولی سواء، و قوله صلی الله عليه و آله: «الماء من الماء»[۳] و قوله عليه السلام: الغسل من الماء الأكبر[۴] يدل علی ذلک.

جب بغیر لذت اور شہوت کے منی خارج ہو تو اس پر غسل واجب ہے شافعی اور اس کے اصحاب نے یہی کیا ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: اس پر غسل واجب نہیں ہے مگر منی نکلنے سے اس کو لذت اور شہوت حاصل ہو۔

اور ہماری دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ میں بیان ہوئی اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان : پانی بہانا پانی نکلنے سے واجب ہوتا ہے اور آپ کا فرمان غسل بڑے پانی سے ہے جب اس پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۶۹: [کافر کے مسلمان ہونے کے بعد غسل کا حکم]

الكافر إذا أسلم لم يجب عليه الغسل، بل يستحب ذلک.

و به قال الشافعی[۵] و قال مالک و أحمد: عليه الغسل[۶].

---

[۱] الام ۱: ۳۷، المبسوط ۱: ۶۷، بداية المجتهد ۱: ۴۶، و شرح فتح القدير ۱: ۴۱، و بدائع الصنائع ۱: ۳۷، مغنی المحتاج ۱: ۷۰.

[۲] المبسوط ۱: ۶۷، مراقی الفلاح: ۱۶ و شرح فتح القدير ۱: ۴۱، و بدائع الصنائع ۱: ۳۷.

[۳] سنن ابن ماجة ۱: ۱۹۹ حديث ۶۰۷، صحيح مسلم ۱: ۲۶۹ حديث ۳۴۳.

[۴] التذيب ۱: ۱۱۹-۱۲۰ حديث ۳۱۵ و ۳۱۶، و الكافی ۳: ۴۸ حديث ۱، و الاستبصار ۱: ۱۰۹-۱۱۰ حديث ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۴.

[۵] الام ۱: ۳۸، و الدراری المضيئة ۱: ۷۱، و نيل الاوطار ۱: ۲۸۱.

[۶] حاشية الدسوقی ۱: ۱۳۰، و الدراری المضيئة ۱: ۷۱، و نيل الاوطار ۱: ۲۸۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: ان الأصل براءة الذمة، و إيجاب الغسل على من أسلم يحتاج الى شرع. و أيضا فقد علمنا ان جماعة أسلموا على عهد رسول الله صلى الله عليه و آله، و لم ينقل أنه صلى الله عليه و آله أمرهم بالغسل. و روى عن أمير المؤمنين عليه السلام انه قال: آمره بذلک، لأنه مستحب.

کافر جب مسلمان ہو تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے شافعی کا یہی نظریہ ہے اور مالک اور احمد نے کہا: اس پر غسل ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اصل قانون برائت ذمہ ہے اور مسلمان ہونے والے پر غسل واجب ہونے کیلئے شرعی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز ہم جانتے ہیں کہ کئی لوگوں نے نبی اکرم کے زمانے میں قبول کیا اور نقل نہیں ہوا کہ آپ نے ان کو غسل کرنے کا حکم دیا ہو۔

مسئلہ ۷۰: [کافر کا طہارت کرنے کے بعد اسلام لانے اور سابقہ طہارت کا حکم]

الكافر إذا تطهر أو اغتسل من جنابة، ثم أسلم لم يعتد بهما. و به قال الشافعي[1]. و قال أبو حنيفة: انه يعتد بهما[2].دليلنا: ما بيناه من أن هاتين الطهارتين تحتاجان إلى نية القربة[3]، و الكافر لا يصح منه نية القربة فى حال كفره، لأنه غير عارف بالله تعالى، فوجب أن لا يجزيه.

---

[1] نووی نے المجموع ۲: ۱۵۲ میں اس مسئلہ کی دو وجہیں ذکر کیں اور کہا: الثانی تجب اعادته و هو الاصح لانه عبادة محضة فلم تصح من الكافر فى حق الله تعالى كالصوم و الصلاة (انتہی). نیز دیکھیں: الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱: ۱۱۹.

[2] مراقی الفلاح: ۱۸، و بدائع الصنائع ۱: ۳۵، و نیل الاوطار ۱: ۲۸۲.

[3] تقدم فی المسالۃ ۱۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کافر جب طہارت کرے یا جنابت سے غسل کرے پھر اسلام قبول کرلے تو اس کے سابقہ وضو یا غسل کی پرواہ نہیں کی جائے گی، شافعی کا یہ نظریہ ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: ان کی پرواہ کی جائے گی۔

ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ ان دونوں طہارتوں میں تقرب کی نیت کی ضرورت ہوتی ہے اور کافر سے کفر کی حالت میں تقرب کی نیت صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ تو خدا کی معرفت نہیں رکھتا تو واجب ہے اس کی طہارت کافی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷: [غسل جنابت میں بدن پر ہاتھ پھیرنے کا حکم]

إمرار اليد على البدن فى الغسل من الجنابة غير لازم.و به قال الشافعى[۱] و أبو حنيفة[۲] و غيرهما[۳] و قال مالک: يلزمه ذلک[۴]. دليلنا: قوله تعالى «حَتَّى تَغْتَسِلُوا»[۵] و قوله «وَ إِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا»[۶] و هذا قد اغتسل، و تسمى بذلک.

و أيضا الأصل براءة الذمة، و شغلها يحتاج الى دليل، و عليه إجماع الفرقة.

و روى زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن غسل الجنابة؟ فقال:

---

[۱] الام ۱: ۴۰، والمحلی ۲: ۳۰.

[۲] المبسوط ۱: ۴۵، والمحلی ۲: ۳۰، ومراقی الفلاح: ۱۷.

[۳] ابن حزم نے المحلی ۲: ۳۰ میں کہا: و هو قول سفيان الثورى و الاوزاعى و احمد بن حنبل و داود و ابى حنيفة و الشافعى.

[۴] المدونة الكبرى ۱: ۲۷، والمحلی ۲: ۳۰، والمبسوط للسرخسی ۱: ۴۵، وبداية المجتهد ۱: ۴۲، وحاشية الدسوقی ۱: ۹۰.

[۵] النساء: ۴۳.

[۶] المائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

لو أن رجلا ارتمس فی الماء ارتماسة واحدة أجزأه ذلک و ان لم یدلک جسده[۱].

غسل جنابت میں بدن پر ہاتھ پھیرنا لازمی نہیں ہے، شافعی اور ابو حنیفہ وغیرہ کا یہی نظریہ ہے اور مالک نے کہا: یہ واجب ہے اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے حتی تم غسل کرو اور خدا کا فرمان ہے: اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اس شخص نے غسل کیا اور اسے غسل کا نام دیا جاتا ہے (اگرچہ اس نے بدن پر ہاتھ نہ پھیرا ہو)۔

نیز اصل برائت ذمہ ہے اور ہاتھ پھیرنے کو واجب کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور اس نظریہ پر شیعہ فرقہ کا اجماع ہے۔

اور زرارہ نے روایت کی کہ میں نے امام صادقؑ سے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: اگر کوئی شخص ایک بار پانی میں ڈبکی لگالے تو یہی اس کیلئے کافی ہے اگرچہ اس نے اپنے بدن پر ہاتھ نہ پھیرا۔

مسئلہ ۷۲: [مرد اور عورت کا ایکدوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا حکم]

یجوز للرجل و المرأة أن یتوضأ کل واحد منهما بفضل وضوء صاحبه. و به قال الشافعی[۲].

و قال أحمد بن حنبل: لا یجوز للرجل أن یتوضأ بفضل وضوء المرأة[۱].

---

[۱] التنذیب ۱: ۱۴۸ ذیل حدیث ۴۲۲.

[۲] الام ۱: ۲۹، والمحلی ۱: ۲۱۵، وعمدة القاری ۳: ۱۹۶، والمہنل العذب ۱: ۲۷۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا» [2] و لم يفرق.

و روى ابن مسكان[3]، عن رجل، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت له أ يتوضأ الرجل بفضل وضوء المرأة؟ قال: نعم ان كانت تعرف الوضوء، و تغسل يدها قبل أن تدخلهما الإناء[4].

مرد اور عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ ایکدوسرے کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کریں یہی شافعی کا نظریہ ہے اور احمد بن حنبل نے کہا: مرد کیلئے جائز نہیں کہ وہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے۔ نیز خدا کا فرمان ہے: اگر تم پانی نہ پاؤ تم تیمّم کرو اور اس میں خدا پاک نے تفصیل نہیں دی اور فرق نہیں کیا۔

---

[1] عینی نے العمدۃ ۳: ۱۹۶ میں اسے نقل کیا اور کہا: ذهب الامام احمد الى انها اذا خلت بالماء و استعملته لا يجوز للرجل استعمال فضلها. اور نیل الاوطار ۱: ۳۲ میں بھی ایسا ہے اور اس نے اسے اسحاق سے بھی نقل کیا اور المنہل العذب ۱: ۲۷۵ میں کہا اس میں احمد کے بہت سے نظریات ہیں ان میں سے ایک وہی ہے جو عینی نے ذکر کیا.

[2] النساء: ۴۳، والمائدۃ: ۶.

[3] نجاشی نے کہا: عبد اللہ بن مسکان، ابو محمد، مولی عنزۃ، ثقۃ عین. اس نے امام ابو الحسن کاظمؑ روایت کی اور ایک قول ہے کہ اس نے امام صادقؑ سے روایت کی؛ اور شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الصادقؑ میں شمار کیا اور اس کی روایات کے صحیح ہونے پر اجماع ہے. رجال النجاشی: ۱۵۸، ورجال الکشی: ۳۷۵ نمبر ۷۰۵، ورجال الطوسی: ۲۶۴.

[4] ہمیں ابن مسکان کی یہ روایت نہیں ملی شاید ان کی کتاب سے نقل کی ہو اور شیخ کلینی نے الکافی ۳: ۱۱ حدیث ۴ میں بسند خود ابن ابی یعفور سے نقل کیا اس کا بیان ہے؛ سالت ابا عبد الله عليه السلام ا يتوضا الرجل من فضل المراة؟ قال: اذا كانت تعرف الوضوء، و لا يتوضا من سؤر الحائض.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابن مسکان نے ایک شخص کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی راوی کا بیان ہے میں نے عرض کی: مرد عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے؟ فرمایا: ہاں، اگر وہ عورت وضو کی حدود کو جانتی ہو اور اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں داخل کرنے سے پہلے اسے دھو لیتی ہو۔

مسئلہ ۷۳: [غسل میں پورے بدن تک پانی پہنچانے کا حکم]

الفرض فی الغسل، إيصال الماء الى جميع البدن، و فی الوضوء إلى أعضاء الطهارة، و ليس له قدر لا يجوز أقل منه، الا أن المستحب أن يكون الغسل بتسعة أرطال، و الوضوء بمد. و به قال الشافعی[1].

و قال أبو حنيفة و محمد: لا يجزی فی الغسل أقل من تسعة أرطال، و لا فی الوضوء أقل من مد[2].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ»[3] و قد يكون غاسلا و ان استعمل أقل من الصاع و المد. و أيضا تقدير ذلک يحتاج الى دليل، و الأصل براءة الذمة.

---

[1] یعنی اس نے مقدار معین نہیں کی اور اس نے کتاب الام [۱: ۴۰] میں کہا: و روی ان رسول الله صلى الله عليه و اله و سلم قال لابی ذر« فاذا وجدت الماء فامسه جلدک» اور اس نے سوائے اس کے مقدار کو نقل نہیں کیا اور المہذب ۱: ۳۰۶ میں شافعی کا قول نقل کیا: و استحب ان لا ينقص فی الغسل عن صاع و لا فی الوضوء عن مد.

[2] سرخسی نے المبسوط ۱: ۴۵ میں کہا: و ادنی ما يكفی فی غسل الجنابة من الماء صاع و فی الوضوء مد.

[3] المائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روى إسحاق بن عمار، عن جعفر، عن أبيه: أن عليا عليه السلام كان يقول: الغسل من الجنابة و الوضوء، يجزى منه ما أجزأ من الدهن الذى يبل الجسد[۱].

فاما الاستحباب فقد روى حريز، عن زرارة، عن أبى جعفر عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه و آله يتوضأ بمد، و يغتسل بصاع. و المد رطل و نصف، و الصاع ستة أرطال[۲]. يعنى رطل المدينة.

---

[۱] التہذیب ۱: ۱۳۸ حدیث ۳۸۵. والاستبصار ۱: ۱۲۲ حدیث ۴۱۴.

[۲] الاستبصار ۱: ۱۲۱ حدیث ۴۰۹، والتہذیب ۱: ۱۳۶ حدیث ۳۷۸، اور شیخ نے حیث کے ذیل میں کہا ہے یعنی مدینہ کے رطل کے ساتھ تو عراقی رطل میں نو رطل ہونگے جیسا اس کتاب میں بیا کیا ہے اور جان لیں کہ روایات صاع، مد اور رطل کی مقدار کے بارے مختلف ہیں ان میں سے بعض کو یہاں بیان کیا جاتا ہے؛ شیخ صدوق نے معانی الاخبار ۱: ۲۴۹ (باب معنی الصاع والمد والفرق بین صاع الماء ومدہ وبین صاع الطعام ومدہ) میں بسند خود مروزی سے نقل کیا: قال ابو الحسن علیہ السلام: الغسل صاع من الماء و الوضوء مد من ماء. و صاع النبى صلى الله عليه و اله خمسة امداد و المد وزن مائتى و ثمانين درهما، و الدرهم وزن ستة دوانيق، و الدانق ست حبات، و الحبة وزن حبتى شعير من اوساط الحب لا من صغاره و لا من كباره.

اور بسند خود از جعفر بن ابراہیم بن محمد الہمدانی سے نقل کیا:- قال: و كان معنا حاجا- قال: كتب الى ابى الحسن عليه السلام على يد ابى: جعلت فداك، ان اصحابنا اختلفوا فى الصاع، بعضهم يقول:الفطرة بصاع المدينة، و بعضهم يقول بصاع العراق. فكتب الى: الصاع ستة ارطال بالمدنى، و تسعة ارطال بالعراقى. قال: و اخبرنى فقال: انه بالوزن يكون الفا و مائة و سبعين وزنا؛ ہمارے ساتھ ایک حاجی تھا اس نے کہا میں نے اپنے والد کے ہاتھوں امام ابو الحسنؑ کی طرف خط لکھا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمارے اصحاب صاع کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ مدینہ کا صاع معیار ہے اور بعض عراقی صاع کے قائل ہیں امامؑ نے مجھ لکھا صاع مدینہ کے چھ رطل ہیں اور عراقی نو رطل ہیں اور مجھے خبر دی کہ فرمایا: وزن میں ایک ہزار ایک سو ستر گا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

غسل میں فرض یہ ہے کہ پانی پورے بدن تک پہنچایا جائے اور وضو میں طہارت کے اعضاء تک پانی پہنچایا جائے اس کی کوئی خاص مقدار نہیں ہے کہ اس سے کم پانی جائز نہ ہو مگر مستحب ہے کہ غسل نو رطل پانی سے ہو اور وضو ایک مد پانی سے ہو اور شافعی کا یہی نظریہ ہے اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا: غسل میں نو رطل سے کم پانی اور وضو میں ایک مد سے کم پانی کافی نہیں ہے۔

نیز بسند خود ابی القاسم الکوفی سے نقل کیا: انه جاء بمد، و ذکر ان ابن ابی عمیر اعطاه ذلک المد و قال: اعطانیه فلان – رجل من اصحاب ابی عبد الله علیه السلام – و قال: هذا مد النبی صلی الله علیه و اله، فعیرناه فوجدناه اربعة امداد، و هو قفیز و ربع بقفیزنا هذا؛ کہ وہ مد لایا اور بتایا کہ یہ مد اسے ابن ابی عمیر نے دیا اور کہا امام صادقؑ کے فلاں صحابی نے مجھ دیا اور کہا یہ نبی اکرم ﷺ کا مد ہے جب ہم نے اس کا وزن کیا تو اسے چار مد پایا اور وہ ہمارے قفیز سے سوا قفیز تھا۔

اور ابن اثیر نے النہایۃ ۳: ۶۰ مادۃ (صوع) میں کہا: قد تکرر ذکر الصاع فی الحدیث، و هو مکیال یسع اربعة امداد، و المد مختلف فیه فقیل: هو رطل و ثلث بالعراقی، و به یقول الشافعی و فقهاء الحجاز، و قیل: هو رطلان و به اخذ ابو حنیفة و فقهاء العراق. فیکون الصاع خمسة ارطال و ثلثا، او ثمانیة ارطال (انتہی)؛ حدیث میں صاع بار بار آیا ہے اور وہ چار مد کے برابر ناپنے کا آلہ ہے اور مد کے بارے میں اختلاف ہے کہا گیا وہ سوا رطل عراقی ہے اور یہ شافعی اور حجاز کے فقہاء کا قول ہے اور کہا گیا کہ وہ دو رطل ہے اور یہ ابو حنیفہ اور عراقی کے فقہاء کا قول ہے تو صاع سوا پانچ رطل یا آٹھ رطل ہے۔

اور مشہور ہے کہ صاع چار مد ہے اور مد عراقی دو رطل اور ایک چوتھائی ہے اور صاع اس سے نو رطل ہے اور مد مدینہ کے رطل میں ڈیڑھ ہے اور اس سے چھ رطل صاع ہوگا اور اس طرح شیخ صدوق کی ذکر کردہ روایات میں جمع ہو سکتی ہے کہ مروزی کی روایت میں غسل کے صاع ہوں اور ہمدانی کی روایت میں فطرہ کا صاع ہو کہ شیخ صدوق نے اول کو من لایحضرہ الفقیہ فی باب الغسل ۱: ۲۳ حدیث ۶۹ میں اور دوسرے کو باب الفطرۃ ۲: ۱۱۵، حدیث ۴۹۳ میں ذکر کیا ہے۔

اور اس کی تصریح معانی اخبار میں بھی کی ہے اور اس کا یہ عنوان دیا ہے: الفرق بین صاع الماء و مده، و صاع الطعام و مده.

اور کیونکہ یہ پیمانے مختلف چیزوں کیلئے بنائے گئے تھے اس لیے اعتبار بھی اس اختلاف کی تائید کرتا ہے تو پانی کا صاع کھجور اور گیہوں کے صاع سے مختلف ہو سکتا ہے کیونکہ پانی ان غلات سے وزنی ہوتا ہے؛ یہ تحقیق کتاب الخلاف کے محققین نے طبع محققہ میں پیش کی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے: اپنے چہرے اور ہاتھ دھولو اور وہ دھونے والا شمار ہوگا اگرچہ وہ ایک صاع اور مد سے کم پانی سے دھوئے نیز اس مقدار کو واجب کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور اصل برائت ذمہ ہے۔

اور اسحاق بن عمار نے امام صادقؑ سے روایت کی اور آپ نے اپنے والد گرامیؑ سے نقل کیا فرمایا: امام علیؑ فرمایا کرتے تھے: غسل جنابت اور وضو میں اتنا کافی ہے کہ جتنا تیل ملا جاتا ہے جس سے بدن گیلا ہو جائے۔

اور اس مقدار کے مستحب ہونے کا حکم توحریز نے زرارہ کے واسطے سے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: نبی اکرم ﷺ ایک مد پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع سے غسل کیا کرتے تھے اور مد ڈیڑھ رطل ہے اور صاع چھ رطل ہے یعنی مدینہ کے رطل کے مطابق۔

مسئلہ ۴۷: [وضو اور جنابت والے شخص کیلئے غسل جنابت کافی ہونے کا حکم]

من وجب عليه الوضوء و غسل الجنابة، أجزأه عنهما الغسل.

و به قال جميع الفقهاء[۱] إلا الشافعی فإن له ثلاثة أقوال:أحدها: مثل ما قلناه، و عليه يعتمد أصحابه[۲].

و الثانی: أنه يجب عليه أن يتطهر ثم يغتسل، أو يتطهر بعد أن يغتسل[۳].

و الثالث: انه يجب عليه أن يتطهر أولا، فيسقط عنه فرض غسل الأعضاء الأربعة فی الغسل، و يأتی بما بقی، و قد أجزأه[۱].

---

[۱] سنن الترمذی ۱: ۱۸۰، والام ۱: ۴۲، و مغنی المحتاج ۱: ۷۶، و عمدۃ القاری ۳: ۱۹۱ و فتح الباری ۱: ۳۶۰، و تحفۃ الاحوذی ۱: ۳۶۱.

[۲] الام ۱: ۴۲، و عمدۃ القاری ۳: ۱۹۱، و مغنی المحتاج ۱: ۷۶.

[۳] مغنی المحتاج ۱: ۷۶، و عمدۃ القاریٔ ۳: ۱۹۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دلیلنا: قوله تعالى «وَ إِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا»[۲] يعنى اغتسلوا، و لم يفرق. و أيضا إجماع الفرقة.

و روى محمد بن مسلم قال: قلت لأبى جعفر عليه السلام ان أهل الكوفة يروون عن على عليه السلام انه كان يأتى[۳] بالوضوء قبل الغسل من الجنابة. قال: كذبوا على على عليه السلام، ما وجدوا ذلک فى كتاب على عليه السلام، قال الله تعالى وَ إِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا[۴].

جس پر وضو اور غسل جنابت واجب ہو اس کیلئے ان دونوں کی طرف سے ایک غسل کافی ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے مگر شافعی کے اس بارے میں تین قول ہیں:

ایک ہمارے اس نظریہ کی طرح ہے اور اسی پر اس کے اصحاب اعتماد کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ اس پر واجب ہے کہ پہلے وضو کرے پھر غسل کرے یا غسل کے بعد وضو کرے۔

تیسرا یہ کہ اس پر واجب ہے کہ پہلے وضو کرے تو اس پر ان چار اعضاء کو دھونے کا فرض ساقط ہو جاتا ہے اور باقی اعضاء کو انجام دے تو یہ اس کیلئے کافی ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اس میں فرق نہیں کیا (کہ اس پر وضو واجب ہے یا نہیں)۔ نیز شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور محمد بن مسلم نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: اہل کوفہ امام علیؑ سے روایت کرتے ہیں

---

[۱] فتح الباری ۱: ۳۶۰؛ اور اس میں ہے: يقدم غسل اعضاء وضوئه على ترتيب الوضوء لكن بنية غسل الجنابة، و الى هذا جنح الداودى شارح المختصر من الشافعية.

[۲] المائدة: ۶.

[۳] التہذیب والاستبصار میں ہے: (یامر).

[۴] التہذیب ۱: ۱۴۲ حدیث ۴۰۰، والاستبصار ۱: ۱۲۵ حدیث ۴۲۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کہ آپ غسل جنابت سے پہلے وضو کرتے تھے انہوں نے امام علیؑ پر جھوٹ بولا اس بات کو انہوں نے امام علیؑ کی کتاب میں نہیں پایا اور خدا کا فرمان ہے اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو۔

مسئلہ ۷۵: [غسل جنابت میں ترتیب کا حکم]

الترتيب واجب فی غسل الجنابة، يبدأ بغسل رأسه، ثم ميامن جسده، ثم مياسره. و خالف جميع الفقهاء فی ذلک[۱].

دليلنا: إجماع الفرقة، و طريقة الاحتياط، لأنه إذا رتب طهر بالإجماع، و إذا لم يرتب فيه خلاف.

و روى حماد، عن حريز، عن زرارة، قال: قلت له: كيف يغتسل الجنب؟ فقال: ان لم يكن أصاب كفه شیء[۲] غمسها فی الماء، ثم بدأ بفرجه فأنقاه بثلاث غرف[۳] ثم صب علی رأسه ثلاث أكف، ثم صب علی منكبه الأيمن مرتين، و علی منكبه الأيسر مرتين، فما جری عليه الماء فقد أجزأه[۴].

غسل جنابت میں ترتیب واجب ہے، سر دھونے سے شروع کرے پھر جسم کا دائیں حصہ اور بعد میں بائیں حصہ دھوئے، تمام فقہاء نے اس پر نظریہ میں مخالفت کی ہے۔

---

[۱] رازی نے تفسیر کبیر [۱۱: ۱۶۶] میں کہا: قال الاكثرون لا ترتيب فی الغسل، و قال اسحاق: تجب البداءة باعلی البدن، اور دیکھو: مغنی المحتاج ۱: ۷۳، وفتح المعین ۱: ۴. والمجموع ۲: ۲۳۴.

[۲] التہذیب میں ہے: (منی).

[۳] التہذیب میں (ثلاث غرف) ذکر نہیں ہے.

[۴] الکافی ۳: ۴۳ حدیث ۳، والتہذیب ۱: ۱۳۳ حدیث ۳۶۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور احتیاط کا طریقہ ہے کیونکہ جب ترتیب سے غسل کرے تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا اور جب ترتیب سے غسل نہ کرے تو اس میں اختلاف ہے۔

اور حماد نے حریز کے واسطہ سے زرارہ سے روایت کی اس کا بیان ہے ، میں نے آپ سے عرض کی[1]: جنابت والا شخص کیسے غسل کرے، فرمایا: اگر اس کی ہتھیلی پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اسے پانی میں ڈبوئے پھر اپنی شرمگاہ سے شروع کرے تین چلو پانی سے اس کو پاک کرے پھر تین چلو پانی سر پر ڈالے پھر دو بار دائیں کندھے پر ڈالے اور بائیں کندھے پر دو بار ڈالے تو جس قدر پانی اس پر جاری ہو گیا وہ اس کیلئے کافی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

[1]۔اصطلاح میں یہ روایت مضمرہ ہے جس میں امامؑ کا نام ذکر نہیں ہوا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

[تیمّم کے مسائل]

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۷۶: [وضواور غسل کے بدلے تیمّم کا فرق]

التيمم إذا كان بدلا من الوضوء يكفى فيه ضربة واحدة لوجهه و كفيه. و به قال الأوزاعى، و سعيد بن المسيب، و مالک، و أحمد، و إسحاق[۱].

و إذا كان بدلا من الغسل فضربتان: ضربة للوجه، و ضربة للكفين.

و قال الشافعى: التيمم ضربتان على كل حال، ضربة للوجه يستغرق جميعه، و ضربة لليدين الى المرفقين[۲]. و قد ذهب اليه قوم من أصحابنا[۳].

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] المجموع ۲: ۲۱۱، المحلی ۲: ۱۵۶، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۷، ونیل الاوطار ۱: ۳۳۲، والدراری المضیتہ ۱: ۸۴، وعمدۃ القاری ۴: ۲۲، وفتح الباری ۱: ۴۴۵، وحاشیتہ الدسوقی ۱: ۱۵۵، ومقدمات ابن رشد ۱: ۸۰.

[۲] الام ۱: ۴۹، والمحلی ۲: ۱۵۲، المبسوط للسرخسی، ج ۱: ۱۰۷، احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۷، مقدمات ابن رشد ۱: ۷۹، المجموع ۲: ۲۱۰، بدایۃ المجتہد ۱: ۶۸، مغنی المحتاج ۱: ۹۹.

[۳] شیخ صدوق نے امالی: ۳۸۴ (مجلس ۹۳) میں ہے: جب انسان تیمّم کرنا چاہے تو زمین پر ایک بار ہاتھ مارے پھر ان کو پھونکے پھر ان سے اپنا چہرہ مسح کرے پھر بائیں ہاتھ زمین پر مارے اور اس سے دایاں ہاتھ کہنی سے انگلیوں کے کناروں کو مسح کرے پھر دایاں ہاتھ زمین پر مارے اور اس سے بایاں ہاتھ کو کہنی سے انگلیوں کے کنارے پا مسح کرے اور روایت میں ہے کہ اپنی پیشانی اور ابروں کو مسح کرے اور اپنی ہتھیلی کی پشت کو مسح کرے اور اس پر ہمارے مشائخ نے عمل کیا ہے؛ فاذا اراد الرجل ان يتيمم ضرب بيديه على الارض مرة واحدة، ثم ينفضهما فيمسح بهما وجهه ثم يضرب بيده اليسرى الارض فيمسح بها يده اليمنى من المرفق الى اطراف الاصابع. ثم يضرب بيمينه الارض

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و به قال عمر، و جابر، و الحسن البصری، و الشعبی، و مالک، و لیث بن سعد، و الثوری و أبو حنیفة و أصحابه[۱]. و رووا ذلک عن علی علیه الصلاة و السلام أنه قال: یضرب ضربتین، ضربة لوجهه، و ضربة لکفیه[۲]. و حکی ذلک عن الشافعی فی القدیم[۳] و کذلک حکی عن مالک[۴]. فالفرق بین الطهارتین منفرد به.

و فی أصحابنا من قال بضربة واحدة فی الموضعین جمیعا. اختاره المرتضی[۵] و قال ابن سیرین: یضرب ثلاث ضربات: ضربة لوجهه، و ضربة

Presented By: www.jafrilibrary.com

و یمسح بها یساره من المرفق الی اطراف الاصابع، و قد روی ان یمسح الرجل جبینه و حاجبیه و یمسح علی ظهر کفیه و علیه مضی مشایخنا رضی الله عنهم.

[۱] المحلی ۲: ۱۴۸-۱۵۲، و شرح معانی الاثار ۱: ۱۱۴، و موطا مالک ۱: ۵۶، و نصب الرایة ۱: ۱۵۰، و المبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۶، و نیل الاوطار ۱: ۳۳۳، و بدایة المجتهد ۱: ۶۸، و المدونة الکبری ۱: ۴۲، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۹، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۷، و المجموع ۲: ۲۱۰-۲۱۱.

[۲] المحلی ۲: ۱۵۶، و الام ۱: ۵۰، و المجموع ۲: ۲۱۱.

[۳] عمدة القاری ۴: ۲۲، و فتح الباری ۱: ۴۴۵، و المجموع ۲: ۲۱۱.

[۴] بدایة المجتهد ۱: ۶۶، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۷، و المجموع ۲: ۲۱۰.

[۵] المسائل الناصریات، المسالة ۴۶. و جمل العلم و العمل: ۵۵، اور اس میں ہے: و قد روی ان تیممه ان کان عن جنابة او ما اشبهها ثنی ما ذکرناه من الضربة و مسح الوجه و الیدین.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

للكفين، و ضربة للذراعين[۱]. و ذهب الزهرى إلى أنه يمسح يديه الى المنكبين[۲].

دليلنا: قوله تعالى «فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَ أَيْدِيكُمْ»[۳] و من مسح دفعة واحدة، فقد مسح. فيجب أن يجزيه، و الزيادة تحتاج الى دليل، و لا يلزمنا مثل ذلک فى الغسل، لأنا إنما أثبتناه بدليل.

و روى حريز، عن زرارة، عن أبى جعفر عليه السلام، قال: قلت كيف التيمم؟ قال: هو ضرب واحد للوضوء. و للغسل من الجنابة تضرب بيدک مرتين، ثم تنفضهما نفضة للوجه، و مرة لليدين، و متى أصبت الماء فعليک الغسل ان كنت جنبا، و الوضوء ان لم تكن جنبا[۴].

تیمّم جب وضو کے بدلے ہو تو اس میں چہرے اور ہتھیلی کی پشت کو مسح کرنے کیلئے ایک بار ہاتھ زمین پر مارنا کافی ہے، یہی اوزاعی، سعید بن مسیب، مالک، احمد اور اسحاق کا نظریہ ہے اور جب تیمّم غسل کے بدلے ہو تو ہاتھ دوبارہ زمین پر مارے ایک بار سے چہرہ مسح کرے اور ایک سے دونوں ہتھیلیاں مسح کرے۔

اور شافعی نے کہا: بہرحال تیمّم میں دوبار ہاتھ زمین پر مارے ایک بار پورے چہرے کو مسح کرے اور ایک بار دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک مسح کرے اور اس نظریہ کا ہمارے اصحاب

---

[۱] المبسوط ۱: ۱۰۷، و نيل الاوطار ۱: ۳۳۲، والدرارى المضيئة ۱: ۸۵، والمجموع ۲: ۲۱۱.

[۲] المحلى ۲: ۱۵۳، و شرح معانى الاثار ۱: ۱۱۰، و نصب الراية ۱: ۱۵۵، والمبسوط ۱: ۱۰۷، و نيل الاوطار ۱: ۳۳۴، و بداية المجتهد ۱: ۶۶، والدرارى المضيئة ۱: ۸۴، واحكام القران للجصاص ۲: ۳۸۷، والمجموع ۲: ۲۱۱.

[۳] المائدة: ۶.

[۴] الاستبصار ۱: ۱۷۲ حديث ۵۹، والتهذيب ۱: ۲۱۰ حديث ۶۱۱، تھوڑے اختلاف کے ساتھ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

میں سے ایک گروہ بھی قائل ہے اور یہی نظریہ حضرت عمر، جابر انصاری، حسن بصری، شعبی، مالک، لیث بن سعد، ثوری، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے اختیار کیا ہے اور اسے انہوں نے امام علیؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: دو بار ہاتھ زمین پر مارا جائے ایک بار سے چہرے کو مسح کرے اور ایک بار ہتھیلیوں کو مسح کرے اور شافعی کے پرانے نظریہ میں یہی منقول ہے اور اسی طرح مالک سے بھی نقل ہوا ہے تو دونوں طہارتوں میں فرق کرنا ان (شیعہ) کا منفرد نظریہ ہے۔

اور ہمارے اصحاب میں سے کچھ ایسے ہیں جو دونوں طہارتوں میں ایک بار ہاتھ کو زمین پر مارنے کے قائل ہیں اور اس کو سید مرتضی نے اختیار کیا۔

اور ابن سیرین نے کہا: ہاتھ کو تین بار مارا جائے؛ ایک بار سے چہرے کو مسح کیا جائے دوسری بار سے ہتھیلیوں کو مسح کیا جائے اور ایک بار سے بازوؤں کو مسح کیا جائے۔

اور زہری کا نظریہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک مسح کرے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمانا ہے: پس اپنے چہرے اور ہاتھوں کو مسح کرو تو جس نے ایک دفعہ ان کو مسح کر دیا تو لازم ہے کہ یہی کافی ہو اور اس سے زیادہ مسح لازمی ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور یہ بات غسل میں ہم پر اعتراض کا سبب نہیں ہے کیونکہ اس میں ہم نے دلیل کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔

اور حریز نے زرارہ کے واسطہ سے امام باقرؑ سے روایت کی، زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

فرمایا: وہ وضو کیلئے ایک بار مارے اور غسل جنابت کیلئے ہاتھوں کو دو بار مارے پھر ان کو چہرے کیلئے تھوڑا جھاڑ لے اور ایک بار ہاتھوں کیلئے مارے اور جب پانی مل جائے تو تجھ پر غسل کرنا واجب ہے اگر تم جنابت کی حالت میں تھا اور وضو لازم ہے اگر تم جنابت کی حالت میں نہیں تھا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۷۷: [جس چیز سے تیمّم کیا جائے]

يجب أن يكون التيمم بالتراب أو ما كان من جنسه من الأحجار و لا يلزم أن يكون ذا غبار. و لا يجوز التيمم بالزرنيخ، و غير ذلک من المعادن.

و به قال الشافعي، الا أنه اعتبر التراب أو الحجر إذا كان ذا غبار[۱].

و قال أبو حنيفة: كل ما كان من جنس الأرض أو متصلا بها مثل الثلج، و الصخر يجوز التيمم به[۲] و به قال مالک، الا أنه اعتبر ان يكون من جنس الأرض و ما يتصل بها[۳].

و قال الثوري و الأوزاعي: يجوز التيمم بالأرض، و بكل ما عليها، سواء كان متصلا بها أو غير متصل كالثلج و الملح و غير ذلک[۴].

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى:«فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً»[۵] و الصعيد هو التراب الذي لا يخالط غيره من السبخ و الرمل[۶]. ذكر ذلک ابن دريد[۱] و

---

[۱] المحلی ۲: ۱۶۰، والام ۱: ۵۰، و مقدمات ابن رشد ۱: ۷۸، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۸۹، و مغنی المحتاج ۱: ۹۶، و بدایۃ المجتہد ۱: ۶۸، والمجموع ۲: ۲۱۳، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶، و حاشیۃ الجمل ۱: ۲۱۳.

[۲] المحلی ۲: ۱۶۰، و المبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۹، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۹، و المجموع ۲: ۲۱۳ و عمدۃ القاری ۴: ۱۰، و بدایۃ المجتہد ۱: ۶۸، و نیل الاوطار ۱: ۳۲۸، و حاشیۃ الجمل ۱: ۱۹۵، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶.

[۳] مقدمات ابن رشد ۱: ۷۸، والمحلی ۲: ۱۶۰، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۹، والمجموع ۲: ۲۱۳، و بدایۃ المجتہد ۱: ۶۸، و عمدۃ القاری ۴: ۱۰ و نیل الاوطار ۱: ۳۲۸، و حاشیۃ الدسوقی ۱: ۱۵۵، و حاشیۃ الجمل ۱: ۱۹۵، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶.

[۴] احکام القران للجصاص ۲: ۲۸۹، والمجموع ۲: ۲۱۳، و عمدۃ القاری ۴: ۱۰، و نیل الاوطار ۱: ۳۲۸، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۸.

[۵] المائدۃ: ۶.

[۶] تاج العروس ۲: ۳۹۸، و مجمع البحرین ۲۰۴ (مادۃ صعد).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

حکاه عن أبی عبیدة[2] و غیره من أهل اللغة[3] فمن تیمم بغیر ما قلناه لم یکن ممتثلا للایة.

و روی حریز، عن أبی بصیر، عن أبی عبد الله علیه السلام عن الرجل یکون معه اللبن، أ یتوضأ منه للصلاة؟ قال: لا، انما هو الماء و الصعید[4].

واجب ہے کہ تیمّم مٹی یا ایسی چیز سے ہونا چاہیے جو اس کی جنس سے ہو جیسے پتھر اور لازمی نہیں کہ اس خاک پر غبار ہو اور زرنیخ وغیرہ معدنیات سے تیمّم جائز نہیں ہے یہی شافعی کا نظریہ ہے مگر اس نے مٹی یا ایسا پتھر ہونا معتبر جانا جس پر گرد و غبار ہو اور ابو حنیفہ نے کہا: ہر وہ چیز جو زمین کی جنس سے ہو یا اس سے ملی ہوئی ہو جیسے برف اور چٹان اس سے تیمّم جائز ہے اور یہی مالک نے کہا مگر اس نے معتبر جانا کہ وہ زمین کی جنس سے ہو اور اس سے متصل ہو اور ثوری اور اوزاعی نے کہا: تیمّم زمین سے ہو اس پر پائی جانے والی ہر چیز سے جائز ہے چاہے وہ اس سے ملی ہوئی ہو یا ملی ہوئی نہ ہو جیسے برف، نمک وغیرہ۔

---

[1] محمد بن الحسن بن درید بن عتاہیۃ الازدی القحطانی البصری، ابو بکر عالم، فاضل، ادیب، حافظ، شاعر، نحوی، لغوی. اور اہل اللغۃ امام تھا. اس سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ان میں سیرافی، مرزبانی اور اصفہانی ہیں. اور اس کے بارے میں کہا گیا: انه ما ازدحم العلم و الشعر فی صدر احد ازدحامهما فی صدر ابن درید؛ علم اور شعر دونوں سوائے ابن درید کے سینے میں جمع نہیں ہوئے؛ فوت ہوا سنہ (۳۲۱ھ). الفہرست لابن الندیم: ۶۷، وبغیۃ الوعاۃ: ۳۰.

[2] ابو عبیدۃ، معمر بن المثنی اللغوی البصری. مولی بنی تیم، تیم قریش النحوی؛ اس سے ابو عبید و ابو حاتم و المازنی وغیرہ نے علم حاصل کیا. فوت ہوا سنہ (۲۱۱ھ). جبکہ دو سو سال کے قریب تھا. اور کہا گیا: غیر ذلک. بغیۃ الوعاۃ: ۳۹۵-ووفیات الاعیان ۵: ۲۳۵، والمعارف: ۲۳۶.

[3] عینی نے العمدۃ میں اسے نقل کیا اور کہا: و فی الجمهرة و هو التراب الذی لا یخالطه رمل و لا سبخ هذا قول ابی عبیدة. و حکی ایضا اقوال اهل اللغة. عمدۃ القاری ۴: ۳.

[4] الاستبصار ۱: ۱۴ و ۱۵۵ حدیث ۲۶ و ۵۳۴، والتہذیب ۱: ۱۸۸ حدیث ۵۴۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے: پس تم پاکیزہ صعید (مٹی) سے تیمّم کرو اور صعید وہ مٹی ہے جو دوسری چیزوں سے ملی ہوئی نہ ہو جیسے نمک دار جگہ اور ریت۔ اس کو ابن درید نے ذکر کیا اور ہاس نے اس بات کو ابو عبیدہ وغیرہ اہل لغت سے نقل کیا ہے پس جس نے ہماری ذکر کردہ چیزوں کے علاوہ کسی چیز سے تیمّم کیا تو اس نے آیت کی اطاعت نہیں کی۔

اور حریز نے ابو بصیر کے واسطہ سے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں نقل کا جس کے پاس دودھ اور لسّی موجود ہو کیا وہ اس سے نماز کیلئے وضو کرے فرمایا: نہیں، طہارت صرف پانی یا مٹی سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۷۸: [نورہ وغیرہ سے مخلوط مٹی سے تیمّم کا حکم]

لا يجوز التيمم بتراب قد خالط نورة، أو زرنيخا، أو كحلا، أو مائعا غير الماء. غلب عليه أو لم يغلب عليه.و قال الشافعي و أصحابه: إذا غلب عليه لا يجوز التيمم به[1]، و إذا لم يغلب عليه فيه قولان، قال المروزي[2]: يجوز التيمم به إذا لم يغلب عليه[3]، و قال الباقون من أصحابه: لا يجوز[4].

---

[1] الام ۱: ۵۰، والمجموع ۲: ۲۱۷، ومغني المحتاج ۱: ۹۶، وحاشيته الجمل ۱: ۲۱۵.

[2] ابراہیم بن احمد، ابو اسحاق المروزی. صاحب ابی العباس، اس نے ابن سریج سے علم حاصل کیا؛ فوت ہوا سنہ (۳۴۰ھ). طبقات الفقہاء: ۹۲، وطبقات الشافعیۃ: ۱۹.

[3] المجموع ۲: ۲۱۷.

[4] المجموع ۲: ۲۱۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً»[1] و الصعيد قد بينا: أنه التراب أو الأرض، و هذا ليس بتراب محض، و لا أرض و الخبر الذى قدمناه[2] أيضا يؤيده.

تیمّم ایسی مٹی سے جائز نہیں ہے جو نورہ یا زرنیخ یا سرمہ وغیرہ سے ملی ہو اور اسی طرح غسل اور وضو پانی کے علاوہ کسی دوسرے مائع سے جائز نہیں ہے چاہے وہ اس پر غالب ہو یا نہ اور شافعی اور اس کے اصحاب نے کہا: جب وہ چیز مٹی پر غالب ہو تو اس سے تیمّم جائز نہیں اور جب اس پر غالب نہ ہو تو اس میں دو قول ہیں:

مروزی نے کہا: اس سے تیمّم جائز ہے جب وہ چیز مٹی پر غالب نہ ہو اور شافعی کے باقی اصحاب نے کہا: جائز نہیں ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: پس تم پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو اور صعید کا معنی ہم نے بیان کر دیا وہ مٹی یا زمین ہے اور دوسری چیزوں سے ملی ہوئی مٹی خالص مٹی اور زمین نہیں ہے۔

اور وہ روایت جو ہم نے پہلے بیان کی وہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

مسئلہ ۷۹: [تیمّم میں استعمال شدہ مٹی سے دوبارہ تیمّم کرنے کا حکم]

التراب المستعمل فى التيمم، يجوز التيمم به دفعة اخرى.

و صورته أن يجمع ما ينتشر فى التيمم من التراب، و يتيمم به. و ان كان الأفضل نفض اليدين قبل التيمم حتى لا يبقى فيهما شىء من التراب.

---

[1] المائدة: ٦.

[2] سابقہ مسئلہ میں گزر چکا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال أكثر أصحاب الشافعي: أنه لا يجوز[۱]. و حكى عن بعض أصحابه: انه يجوز[۲].

دليلنا: قوله تعالى «فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً»[۳] و هذا صعيد. و الخبر الذى قدمناه أيضا يدل على ذلك[۴].

تیمّم میں استعمال شدہ مٹی سے دوبارہ تیمّم کرنا جائز ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ تیمّم میں استعمال ہونے والی مٹی بکھر گئی اس کو جمع کیا جائے اور اس سے تیمّم کیا جائے اگرچہ افضل ہے کہ تیمّم سے پہلے ہاتھوں کو جھاڑا جائے حتی ان میں مٹی کا کچھ بھی حصہ باقی نہ رہے اور شافعی کے اکثر اصحاب نے کہا: تیمّم میں استعمال شدہ مٹی سے دوبارہ تیمّم کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے بعض اصحاب سے نقل ہوا: یہ جائز ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: پس تم پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو اور استعمال شدہ مٹی بھی مٹی ہے۔

اور ہماری سابقہ بیان شدہ روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

---

[۱] الام ۱: ۵۰، و مغنی المحتاج ۱: ۹۶ و ۱۰۰.

[۲] مغنی المحتاج ۱: ۹۶ و ۱۰۰.

[۳] المائدۃ: ۶.

[۴] مسئلہ نمبر ۷۷ میں گزر چکا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۸۰: [ریت سے تیمّم کا حکم]

يكره التيمم بالرمل، الا أنه يجزى ذلک. و للشافعى فيه قولان، و قال بعض أصحابه: فيه قول واحد، لكن على اختلاف حالين: إذا كان الرمل فيه تراب يعلق باليد يجوز التيمم به، و إذا لم يكن فيه تراب لم يجز[۱].

دليلنا: قوله تعالى «فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً»[۲] و الصعيد هو الأرض على ما بيناه و الرمل يسمى أرضا، و لأجل ذلک يقال: أرض رمل، كما يقال: أرض صخر، و أرض حصى، فينبغى أن يجوز التيمم به. ریت سے تیمّم کرنا مکروہ ہے مگر کافی ہے؛ اس میں شافعی کے دو قول ہیں۔ اس کے بعض اصحاب نے کہا: اس میں ایک قول ہے لیکن دو حالتوں کے اختلاف کی بناء پر ہے جب ریت میں اتنی مٹی ہو جو ہاتھ سے چمٹ جائے تو اس سے تیمّم جائز ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے : پس تم پاکیزہ صعید (مٹی) سے تیمّم کرو اور صعید جیسا کہ ہم نے بیان کیا زمین ہے اور ریت کو بھی زمین کہا جاتا ہے اور اس وجہ سے کہا جاتا ہے ریتلی زمین ،، جیسا کہا جاتا ہے چٹانی زمین، کنکریلی زمین تو سزاوار ہے اس سے تیمّم جائز ہو[۳]۔

مسئلہ ۸۱: [تیمّم میں کچھ حصہ کے مسح کو چھوڑنے کا حکم]

إذا ترک شيئا من المقدار الذى يجب مسحه فى التيمم لم يجزه.

---

[۱] الام ۱: ۵۰، و مغنی المحتاج؛ ج ۱: ۹۶، و حاشیۃ الجمل علی شرح المنہج؛ ج ۱: ۲۱۳.

[۲] المائدۃ: ۶.

[۳]۔ اس طرح تو معدنیاتی زمین وغیرہ بھی کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے تیمّم جائز نہیں ہے غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: إذا أبقی شیئا من موضع التیمم قلیلا کان أو کثیرا لم یجزه[۱] کما قلناه. فان کان ترکه ناسیا، و ذکر قبل أن یتطاول الزمان مسح علیه، و ان تطاول الزمان فیه قولان، أحدهما: یستأنف. و الثانی: یبنی.

و قال أبو حنیفة: ان کان ما ترکه دون الدرهم لم یجب علیه شیء، و ان کان أکثر منه لم یجزه[۲].

دلیلنا: ما قدمناه من کیفیة التیمم، و أنه یجب علیه أن یمسح علی ظهر کفیه و وجهه الی طرف أنفه، فإذا ترک شیئا منه فقد خالف الظاهر[۳].

جب انسان تیمّم میں اس مقدار میں سے حصہ کو مسح کرنا چھوڑ دے جس کا مسح کرنا واجب ہے تو کافی نہیں ہے۔

اور شافعی نے کہا: جب تیمّم کے مقام میں سے کچھ حصہ چھوڑ دے چاہے کم ہو یا زیادہ وہ کافی نہیں ہے جیسا ہم نے کہا پس اگر اس کو بھول کر چھوڑا ہو اور زیادہ وقت گزرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اس پر مسح کرے اور اگر وقت زیادہ گزر چکا ہو تو اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ دوبارہ تیمّم کرے اور دوسرا قول یہ ہے کہ سابقہ تیمّم پر بناء رکھے اور اسی کو کافی سمجھے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: اگر ایک درہم سے کم مقدار کو چھوڑا ہو تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس سے زیادہ مقدار چھوڑی ہو تو کافی نہیں ہے۔

---

[۱] الام ۱: ۴۹، والمجموع ۲: ۲۳۹، وبدایة المجتهد ۱: ۶۸.

[۲] احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۹۱ والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۲، والمجموع ۲: ۲۳۹، وبدایة المجتهد ۱: ۶۸.

[۳] ای انه خالف ظاهر المامور به فلا یکون مجزیا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہماری دلیل وہ ہے جو ہم نے پہلے تیمّم کے طریقہ میں بیان کی کہ اس پر واجب ہے کہ وہ ہتھیلیوں کی پشت اور چہرے پر ناک کے کنارے تک مسح کرے پس جب اس میں سے کچھ مقدار کو چھوڑ دے تو اس نے اس ظاہری اور واضح حکم کی مخالفت کی (تو وہ کافی نہیں ہوگا)۔

مسئلہ ۸۲: [تیمّم میں ترتیب کا حکم]

الترتيب واجب فی التيمم: يبدأ بمسح وجهه، ثم يمسح كفيه يقدم اليمين على الشمال.

و به قال الشافعی[۱]، إلا فی تقديم اليمين على الشمال، و قال أبو حنيفة: لا يجب فيه الترتيب[۲].

دليلنا: ما قلناه فی وجوب الترتيب فی الوضوء سواء[۳] و طريقة الاحتياط تقتضيه.

تیمّم میں ترتیب واجب ہے: اپنے چہرے کو مسح کرنے سے شروع کرے پھر ہتھیلیوں کو مسح کرے اور دائیں کو بائیں سے پہلے مسح کرے، یہی شافعی نے کہا مگر دائیں ہتھیلی کو بائیں پر مسح کرنے میں (مخالفت کی)۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: تیمّم میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے وضو کی ترتیب میں بیان کی اور احتیاط کا طریقہ بھی اس کا تقاضا کرتا ہے۔

---

[۱] الام ۱: ۴۹، والمجموع ۲: ۲۳۴، والمحلی ۲: ۱۶۱، ومغنی المحتاج ۱: ۹۴؛ اس میں غسل کے بدلے تیمّم ترتیب معتبر نہیں کی اور وضو کے بدلے تیمّم میں ترتیب واجب کی کیونکہ وضو میں ترتیب ہوتی ہے۔

[۲] عمدۃ القاری ۴: ۳۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۲۱، والمحلی ۲: ۱۶۱۔

[۳] دیکھیں مسالۃ ۴۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۸۳: [تیمّم میں تسلسل کا حکم]

الموالاة واجبة فی جمیع التیمم. و خالف جمیع الفقهاء فی ذلک[۱].

دلیلنا: أنه لا یجوز التیمم الا عند تضیق الوقت، فلو لم یوال لخرج الوقت و فاتت الصلاة.

پورے تیمّم میں تسلسل ہونا اور اسے پے در پے انجام دینا واجب ہے اور اس میں تمام فقہاء نے مخالفت کی ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ تیمّم صرف وقت کی تنگی کے وقت جائز ہوتا ہے پس اگر تیمّم کو پے در پے انجام نہیں دے گا تو وقت نکل جائے گا اور نماز رہ جائے گی[۲]۔

مسئلہ ۸۴: [جس کے ہاتھ کلائیوں تک کٹ گئے ہوں اس کے تیمّم کا حکم]

من قطعت یداه من الذراعین سقط عنه فرض التیمم فیهما.

و قال الشافعی: یتیمم فیما بقی إلی المرفقین[۳].

دلیلنا: أنا قد بینا أن الفرض یتعلق بمسح ظاهر الکفین، فاذا لم یکونا فإیجاب غیرهما یحتاج الی دلیل.

جس شخص کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے کٹ گئے ہوں تو اس سے تیمّم میں اس کو مسح کرنا ساقط ہوگا اور شافعی نے کہا: کہنیوں تک جتنا حصہ بچا ہو ان پر تیمّم کرے۔

---

[۱] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۲۱، و مغنی المحتاج ۱: ۱۰۰، والمجموع ۲: ۲۳۳.

[۲] ۔اس مشکل سے قطع نظر؛ اس تیمّم کا حکم کیا ہے؟ وہ صحیح ہوگا یا نہیں؛ اس دلیل سے نہیں سمجھا جاتا۔

[۳] الام ۱: ۴۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ تیمّم کا فرض ہتھیلیوں کی پشت کو مسح کرنے سے متعلق ہے جب وہ نہ ہوں تو دوسری چیز کا مسح کرنا واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۸۵: [ایک تیمّم سے مستحب اور واجب نمازیں پڑھنے کا حکم]

من تيمم لصلاة، جاز له أن يؤدى النوافل و الفرائض به، و لا فرق بين أن ينوى بالتيمم الدخول فى النافلة أو الفريضة.

و قال الشافعى: إذا تيمم للنافلة لم يجز أن يصلى فريضة به[۱]، و وافقنا أبو حنيفة فيما قلناه[۲].

دليلنا: قوله تعالى «إِذا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ»[۳] و قد بينا أن المراد بقوله «فَاغْسِلُوا» كأنه قال: للصلاة، ثم قال فى آخر الآية «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا» فكان تقديره: فتيمموا للصلاة، و ذلک عام فى جميع الصلوات، و تخصيصه يحتاج الى دليل، و عليه إجماع الفرقة.

و روى حريز، عن زرارة، قال: قلت لأبى جعفر عليه السلام: يصلى الرجل بتيمم واحد صلاة الليل و النهار كلها؟ فقال: نعم[۴].

جس نے نماز کیلئے تیمّم کیا اس کیلئے اس سے نافلہ و مستحب نماز اور فرض و واجب نمازوں کو ادا کرنا جائز ہے اور اس میں فرق نہیں کہ وہ تیمّم سے نافلہ یا فریضہ پڑھنے کی نیت کرے۔

---

[۱] الام ۱: ۴۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۷. و مغنی المحتاج ۱: ۹۸.

[۲] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۷.

[۳] المائدۃ: ۶.

[۴] التہذیب ۱: ۲۰۰ صدر الحدیث ۵۸۰، الاستبصار ۱: ۱۶۴ صدر الحدیث ۵۷۰، والکافی ۳: ۶۳ صدر الحدیث ۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور شافعی نے کہا: جب نافلہ کیلئے تیمّم کرے تو اس سے فریضہ نماز پڑھنا کافی نہیں ہے اور ہمارے نظریہ میں ابو حنیفہ نے ہماری موافقت کی ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اپنے چہرے کو دھوؤ اور ہم نے بیان کر دیا گویا خدا نے فرمایا: نماز کیلئے دھونا ہے پھر آیت کے آخر میں فرمایا: پس اگر پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو گویا فرمایا: نماز کیلئے تیمّم کرو اور یہ تمام نمازوں کو شامل ہے اور اس کو کسی خاص قسم کی نماز سے خاص کرنے کیلئے دلیل ضرورت ہے اور اس نظریہ پر شیعہ کا اجماع ہے۔

اور حریز نے زرارہ سے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام باقرؑ سے عرض کی: ایک شخص ایک تیمّم سے ایک دن رات کی تمام نمازیں پڑھنا ہے؟ فرمایا: ہاں (جائز ہے)۔

مسئلہ ۸۶: [جنب کا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم]

من وجب عليه الغسل من الجنابة و لم يجد ماءا جاز له أن يتيمم و يصلى و هو مذهب جميع الصحابة و الفقهاء[1]. و روى عن عمر، و ابن مسعود أنهما قالا: لا يجوز ذلک[2].

دليلنا: قوله تعالى «أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[3] و قد بينا أن الملامسة المراد بها الجماع. و أيضا عليه إجماع الفرقة.

---

[1] التفسير الكبير ۱۱: ۱۷۳، والموطا ۱: ۵۶، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۱، و مقدمات ابن رشد ۱: ۸۰، و سنن الترمذی ۱: ۲۱۶، و بداية المجتهد ۱: ۶۱ و عمدة القاری ۴: ۳۱، والهداية للمرغينانی ۱: ۲۵، والدراری المضيئة ۱: ۸۱.

[2] التفسير الكبير ۱۱: ۱۷۳، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۱، و مقدمات ابن رشد ۱: ۸۰، و سنن الترمذی ۱: ۲۱۶، و بداية المجتهد ۱: ۶۱.

[3] المائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روى حريز، عن محمد بن مسلم، قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل أجنب فتيمم بالصعيد و صلى، ثم وجد الماء؟ فقال: لا يعيد، ان رب الماء رب الصعيد، فقد فعل أحد الطهورين[1].

جس پر غسل جنابت واجب ہو اور اسے پانی نہ ملے اس کیلئے تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے اور تمام اصحاب اور فقہاء کا نظریہ ہے اور حضرت عمر اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: یا تم نے عورتوں سے ہمبستری کی اور پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور ہم نے بیان کر دیا کہ عورتوں کو چھونے سے مراد ہمبستری کرنا ہے نیز اس پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو جنابت کی حالت میں ہو پھر مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھے پھر اس کو پانی مل جائے، فرمایا: نماز دوبارہ نہ پڑھے کہ پانی کا خالق ہی مٹی کا خالق ہے اور اس نے دو طہارتوں میں سے ایک کو انجام دیا۔

مسئلہ ۸۷: [جنب کا وضو کے بدلے تیمّم کرنے کا حکم]

إذا تيمم الرجل الجنب بنية أنه يتيمم عن الطهارة الصغرى، و كان قد نسى الجنابة، قال الشافعي: يجوز له الدخول به فى الصلاة[2].

---

[1] التہذیب ۱: ۱۹۷ حدیث ۵۷۱، والاستبصار ۱: ۱۶۱ حدیث ۵۵۷.

[2] الام (مختصر المزنی): ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و هذه المسألة لا نص لأصحابنا فيها على التعيين، و الذى يقتضيه المذهب: أنه لا يجوز له أن يدخل به فى الصلاة، لأن التيمم يحتاج إلى نية أنه بدل من الوضوء، أو بدل من الجنابة. و إذا لم ينو ذلک لم يصح التيمم، و ينبغى أن يعيد التيمم.و أيضا: فإن كيفية التيمم تختلف على ما قدمناه من الضربة و الضربتين.

و أيضا: طريقة الاحتياط تقتضى إعادة التيمم، لأنه يصير داخلا فى صلاته بيقين.

و ان قلنا أنه متى نوى بتيممه استباحة الصلاة من حدث، جاز له الدخول فى الصلاة، كان قويا، و الأحوط الأول.

جب جنابت والا شخص اس نیت سے تیمّم کرلے کہ وہ وضو کے بدلے تیمّم کرتا ہے اور وہ جنابت کو بھول جائے تو شافعی نے کہا: اس کیلئے اسی تیمّم کے ذریعہ نماز پڑھنا جائز ہے اور اس مسئلے میں ہمارے اصحاب کی معین کوئی نص اور روایت نہیں ہے اور جس چیز کا مذہب تقاضا کرتا ہے یہ ہے کہ اس کیلئے اس تیمّم کے ذریعہ نماز میں داخل ہونا جائز نہ ہو کیونکہ تیمّم میں نیت کی ضرورت ہے کہ وہ وضو کے بدلے ہے یا جنابت کے بدلے ہے اور جب اس کی نیت نہ کرے تو تیمّم صحیح نہ ہوگا اور سزاوار ہے کہ وہ تیمّم کو دوبارہ انجام دے[1]۔

نیز تیمّم کا طریقہ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کردیا ایک بار یا دو بار ہاتھ زمین پر مارنے میں بدل جاتا ہے نیز احتیاط کا طریقہ بھی دوبارہ تیمّم کرنے کا تقاضا کرتا ہے تاکہ وہ یقین کے ساتھ نماز میں داخل ہو سکے۔

---

[1]۔ تیمّم کو تقرب خدا کی نیت سے انجام دینا کافی ہو تو اس میں بحث کی گنجائش ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور اگر ہم کہیں جب وہ اپنے تیمّم میں نیت کرے کہ حدث دور ہونے اور نماز مباح ہونے کیلئے تیمّم کرتا ہے تو نماز میں داخل ہونا جائز ہے تو یہ نظریہ قوی ہوگا[۱]۔

اور یہ نظریہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ ۸۸: [تیمّم کرنے والے کو نماز سے پہلے پانی ملنے کا حکم]

إذا وجد المتيمم الماء قبل الدخول فی الصلاة، انتقض تيممه، و وجبت عليه الطهارة.

هو مذهب جميع الفقهاء[۲] و قال أبو سلمة بن عبد الرحمن[۳]: لا يبطل[۴].

دليلنا: ان الله تعالى أوجب التيمم للدخول فی الصلاة بشرط فقد الماء، فلا يجوز الدخول فيها به مع وجود الماء. و أيضا عليه إجماع الفرقة.

و روى ابن أبی عمير، عن ابن أذينة، و ابن بكير، عن زرارة، عن أبی عبد الله عليه السلام فی رجل تيمم؟ قال: يجزيه ذلك الی أن يجد الماء[۵].

---

[۱]۔ مگر یہ فرض مسئلہ کے خلاف ہے کیونکہ اس میں کہا گیا کہ وضو کیلئے تیمّم کیا۔

[۲] احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۴، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۰، ونیل الاوطار ۱: ۳۳۶.

[۳] ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف الزہری المدنی. کہا گیا اس کا نام اس کی کنیت ہے، اور کہا گیا: عبد اللہ، اس نے اپنے باپ اور اسامہ بن زید وغیرہ سے روایت کی اور اس سے حضرت عمر، و عروۃ، والشعبی و غیرہ نے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۹۴ھ). طبقات الفقہاء: ۳۱، والمنہل العذب ۱: ۲۳.

[۴] احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۴. والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۰، ونیل الاوطار ۱: ۳۳۶.

[۵] التہذیب ۱: ۲۰۰ حدیث ۵۷۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جب تیمّم کرنے والے کو نماز سے پہلے پانی مل جائے تو اس کا تیمّم باطل ہو جاتا ہے اور اس پانی سے طہارت کرنا واجب ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: تیمّم باطل نہیں ہوتا۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ خدا نے تیمّم کے ساتھ نماز میں داخل ہونا اس شرط سے واجب کیا ہے کہ پانی نہ ملتا ہو پس جب پانی مل جائے تو اس تیمّم کے ذریعہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا نیز اس مسئلہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے اور ابن ابی عمیر نے ابن اذینہ اور ابن بکیر کے واسطہ سے زرارہ سے روایت کی اس نے امام صادقؑ سے تیمّم کرنے والے شخص کے بارے میں نقل کیا فرمایا: تیمّم اس کیلئے اس وقت تک کافی ہے جب تک پانی نہ مل جائے۔

مسئلہ ۸۹: [تیمّم سے نماز شروع کرنے کے بعد پانی ملنے کا حکم]

من وجد الماء بعد دخوله فی الصلاة، لأصحابنا فيها روايتان: إحداهما- و هو الأظهر-: أنه إذا كبر تكبيرة الإحرام، مضى فی صلاته[1]. و هو مذهب الشافعی و مالک و أحمد و أبی ثور[2].

الثانية: انه يخرج و يتوضأ إذا لم يركع[3] و قال أبو حنيفة و الثوری: تبطل صلاته، و عليه استعمال الماء أی وقت كان، إلا إذا دخل فی صلاة العيدين، أو دخل فی صلاة الجنازة، أو وجد سؤر الحمار[4].

---

[1] فقہ الرضا: ۵، والمقنعۃ: ۸، المبسوط طوسی ۱: ۳۳، المقنع: ۸، الہدایۃ ۱۹، المراسم: ۵۴، غنیۃ النزوع (احکام تیمّم میں ذکر کیا).

[2] احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۸۴، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۵.

[3] الکافی ۳: ۶۴ حدیث ۵، والاستبصار ۱: ۱۶۶ حدیث ۵۷۶، والتہذیب ۱: ۲۰۴ حدیث ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳، والنہایۃ: ۴۸.

[4] احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۸۴ والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، اور اس میں ہے: لو وجد الماء فی اثناء الصلاة لا يلزمه الخروج منها. و به قال مالک و احمد خلافا لابی حنيفة و الثوری و هو اختيار المزنی و ابن شريح.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الأوزاعی: یمضی فی صلاته، و تکون نافلة، ثم یتطهر، و یعیدها و قال المزنی: تبطل صلاته بکل حال[۱].

دلیلنا: ان من دخل فی صلاة بتیمم دخل فیها دخولا صحیحا بلا خلاف، فلا یوجب علیه قطع الصلاة إلا بدلیل، و لیس فی الشرع ما یدل علی ذلک.

أما الروایة الأخری، فرواها عبد الله بن عاصم[۲] قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل لا یجد الماء فیتیمم و یقوم فی الصلاة، فجاء الغلام فقال: هو ذا الماء فقال: ان کان لم یرکع، فلینصرف و لیتوضأ، و ان کان قد رکع فلیمض فی صلاته[۳].

جس شخص کو نماز میں داخل ہونے کے بعد پانی مل جائے تو اس میں ہمارے اصحاب کی دو روایتیں ہیں ایک یہ ہے —اور وہی زیادہ ظاہر اور واضح ہے— کہ جب اس نے تکبیرۃ الاحرام کہہ لی ہو تو وہ اپنی نماز کو جاری رکھے اور یہ شافعی، مالک، احمد اور ابو ثور کا نظریہ ہے اور دوسری روایت ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر پانی سے طہارت کرے جب تک رکوع نہ کیا ہو۔

---

[۱] الام (مختصر المزنی): ۶، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۵.

[۲] عبد اللہ بن عاصم، اس سے ابان الاحمر، و جعفر بن بشر نے روایت کی، اور برقی نے اسے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. رجال البرقی: ۲۳، و معجم رجال الحدیث ۱۰: ۲۳۷، و قاموس الرجال ۵: ۴۹۲.

[۳] الاستبصار ۱: ۱۶۶ حدیث ۵۷۶، والکافی ۳: ۶۴ حدیث ۵، والتہذیب ۱: ۲۰۴ حدیث ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳. لفظوں میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ابو حنیفہ اور ثوری نے کہا: اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اس پر پانی سے طہارت کرنا ضروری ہے جس وقت بھی پانی مل جائے مگر وہ تیمّم سے نماز عیدین یا نماز جنازہ میں داخل ہوا ہو یا گدھے کا جھوٹا پانی اسے مل رہا ہو اور۔

اوزاعی نے کہا: وہ نماز کو جاری رکھے اور اس کی نماز نافلہ شمار ہو گی پھر پانی سے طہارت کر کے واجب نماز کو دوبارہ پڑھے۔

اور مزنی نے کہا: بہر حال اس کی نماز باطل ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جو شخص تیمّم کے ساتھ نماز میں داخل ہوا تو بغیر کسی اختلاف کے ثابت ہے کہ اس نے نماز صحیح طریقہ سے شروع کی تو بغیر دلیل کے اس پر نماز توڑنا واجب نہیں ہوگا اور شریعت میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو نماز کو توڑنا واجب ہونے پر دلالت کرے[1]۔

اور دوسری روایت کو عبداللہ بن عاصم نے نقل کیا اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کو پانی نہیں ملا تو اس نے تیمّم کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہو گیا پھر اس کا غلام آیا اس نے کہا: یہ پانی مل گیا ہے، امام نے فرمایا: اگر اس نے رکوع نہ کیا ہو تو پلٹ کر وضو کرے اور اگر رکوع کر لیا ہو تو نماز جاری رکھے۔

مسئلہ ۹۰: [تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد پانی ملنے کا حکم]

من صلى بتيمم ثم وجد الماء، لم يجب عليه إعادة الصلاة، و هو مذهب جميع الفقهاء[2] و قال طاوس[1]: عليه الإعادة[2].

---

[1]۔ سابقہ مسئلہ میں شیخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے تو نماز کو توڑنا نہیں پڑے گا بلکہ نماز خود ٹوٹ جائے گی غور کریں۔

[2] التفسیر الکبیر ۱۱: ۴۷ و المجموع ۲: ۳۰۶ و نیل الاوطار ۱: ۳۳۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا فإنه قد صلى بالتيمم بحكم الشرع، و الإعادة تحتاج الى دليل شرعى.

و روى عبد الله بن سنان، قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا لم يجد الرجل طهورا، و كان جنبا، فليمسح من الأرض و ليصل، فاذا وجد الماء فليغتسل، و قد أجزأته صلاته التى صلى[۳].

جس نے تیمّم کے ساتھ نماز پڑھی پھر پانی مل گیا تو اس پر نماز دوبارہ پڑھنا لازمی نہیں ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے اور طاووس نے کہا: اس پر دوبارہ وہ نماز پڑھنا لازم ہے۔
اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے نیز یہ کہ اس نے شریعہ کے حکم کے مطابق تیمّم کر کے نماز پڑھی اور دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے[۴]۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] طاوس بن کیسان الیمانی، ابو عبد الرحمٰن. من ابناء الفرس، الحمیری الہمدانی الیمانی. اس نے روایت کی: ابن عباس و ابن عمر، و جابر بن عبد اللہ و غیرہ. اور اس سے الزہری و عمرو بن دینار و سلیمان الاحول و غیرہ نے روایت کی. فوت ہوا سنہ (۱۰۶ھ). المنمل العذب ۱: ۷۹، والتاریخ الکبیر ۴: ۳۶۵.

[۲] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، والمجموع ۲: ۳۰۶. اور نیل الاوطار ۱: ۳۳۶ میں ہے: و قال الهادى، و الناصر، و المؤيد بالله، و ابو طالب، و طاوس، و عطاء، و القاسم بن محمد بن ابى بكر، و مكحول، و ابن سيرين، و الزهرى، و ربيعة كما حكاه المنذرى و غيره: انها تجب الاعادة مع بقاء الوقت.

[۳] التہذیب ۱: ۱۹۷ حدیث ۵۷۲، والاستبصار ۱: ۱۶۱ حدیث ۵۵۸، والکافی ۳: ۶۳ حدیث ۳ بسند خود از حلبی.

[۴] ۔علم اصول میں حکم کی دو قسمیں بیان ہوئیں حکم واقعی اولی اور حکم ثانوی اضطراری، اور حکم اضطراری کا حکم اولی سے مجزی اور کافی ہونے کی طویل اور دقیق بحث ہے جو بھی قائل ہیں حکم اضطراری حکم اولی سے مجزی نہیں ہے اس نظریہ میں مخالف ہونگے غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۱: [ایک تیمّم سے چند نمازیں پڑھنے کا حکم]

لا بأس أن يجمع بين صلاتين بتيمم واحد، فرضين كانا أو نفلين، ادائين أو فائتين، و على كل حال، فى وقت واحد أو وقتين.

و قال الشافعى: لا يجوز أن يجمع بين صلاتى فرض[۱] و يجوز أن يجمع بين فريضة واحدة و ما شاء من النوافل، و هو المحكى عن ابن عمر، و ابن عباس[۲] و به قال مالک و أحمد[۳]. و قال أبو حنيفة، و الثورى: يجوز ذلک على كل حال كما قلناه[۴] و هو مذهب سعيد بن المسيب، و الحسن البصرى[۵]. و قال أبو ثور يصلى فريضتين فى وقت واحد و لا يصلى فريضتين فى وقتين[۶].

---

[۱] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۸۲، والمبسوط ۱: ۱۱۳، وعمدۃ القاری ۴: ۲۴، وبدائع الصنائع ۱: ۵۵، وشرح فتح القدیر ۱: ۹۵، والمحلی ۲: ۱۲۹.

[۲] المدونۃ الکبری ۱: ۴۸، ومجمع الزوائد ۱: ۲۶۴، وفتح الباری ۱: ۴۴۷. وعمدۃ القاری ۴: ۲۴، والسنن الکبری ۱: ۲۲۱.

[۳] موطا مالک ۱: ۵۴، والمدونۃ الکبری ۱: ۴۸، وعمدۃ القاری ۴: ۲۴، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۸۲، وتفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۵، والمحلی ۲: ۱۲۹، اور فخر الدین رازی نے التفسیر الکبیر [۱۱: ۱۷۴] میں کہا: و قال احمد يجمع بين الفوائت و لا يجمع بين صلاتى وقتين.

[۴] احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۲، والمبسوط ۱: ۱۱۳، وبدائع الصنائع ۱: ۵۵، وشرح فتح القدیر ۱: ۹۵، وعمدۃ القاری ۴: ۲۴، وتفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۵، والمحلی ۲: ۱۲۸.

[۵] عمدۃ القاری ۴: ۲۴، والمحلی ۲: ۱۲۸.

[۶] ابن حزم نے المحلی ۲: ۱۲۹ میں کہا: و قال ابو ثور: يتيمم لكل وقت صلاة فرض الا انه يصلى الفوائت من الفروض كلها بتيمم واحد؛ اور عینی نے العمدۃ ۴: ۲۴ میں ابی ثور کا قول نقل کیا: انه يتيمم لكل صلاة فرض.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة، و أيضا قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[۱] و قد بينا ان معناه: فتيمموا للصلاة، و ذلک يفيد جنس الصلاة، فوجب حمله على العموم[۲].

و روى محمد بن سعيد[۳] عن السكونى[۴] عن جعفر بن محمد، عن أبيه عليهم السلام قال: لا بأس بأن يصلى صلاة الليل و النهار بتيمم واحد ما لم يحدث أو يصيب الماء[۵].

ایک تیمّم سے دو نمازوں کو جمع کر کے ایک وقت میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے دونوں فرض ہوں یا مستحب، دونوں اداء ہوں یا قضاء، بہرحال ایک وقت میں ہوں یا دو وقتوں میں ہوں۔

اور شافعی نے کہا: دو فرض نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے اور ایک فریضہ اور جتنی نافلہ نمازیں چاہے ان کو جمع کرنا جائز ہے اور یہی ابن عمر اور ابن عباس سے

---

[۱] المائدۃ: ۶.

[۲] مسئلہ نمبر: ۱۸و۸۵ دیکھیں.

[۳] محمد بن سعید بن غزوان بن محمد الاسدی. اس کی کتاب ہے جس کا ذکر النجاشی: ۲۸۸ نے کیا.

[۴] اسماعیل بن ابی زیاد (مسلم) السکونی الشعیری. شیخ طوسی نے اسے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۲۰، و رجال الطوسی: ۱۴۷؛ یہ مذہب کے حوالہ سے اہل سنت میں سے ہے اور اس قسم کے بہت سے راویوں کی روایات شیعہ امامیہ کی کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں اور ان کی روایات پر فقہ اور دوسرے موضوعات میں اعتماد کیا جاتا ہے ہم نے اہل سنت کی روایات کی حجیت کے بارے میں مستقل عنوان سے بحث کی اور اہل سنت کے راویوں کی مستقل رجالی تحقیق پیش کی ہے اس سے پہلے شیعہ امامیہ کے اہل سنت کی کتب حدیث میں پائے جانے اور مورد اعتماد ہونے کے بارے میں شرف الدین لبنانی نے المراجعات میں اور محقق طبسی نے رجال الشیعۃ فی صحاح ستہ میں بحث کی ہے غور کریں۔

[۵] التہذیب ۱: ۲۰۱ حدیث ۵۸۵. نیز حدیث ۵۸۲: عن محمد بن سعید بن غزوان عن السکونی عن جعفر عن ابیہ عن ابائہ علیہم السلام اسی کی طرح ہے اور الاستبصار ۱: ۱۶۳ حدیث ۵۶۵، ۵۶۷ میں بھی اس کی مانند ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

منقول ہے اور مالک اور احمد کا یہی نظریہ ہے اور ابو حنیفہ اور ثوری نے کہا: بہر حال یہ جائز ہے جیسا ہم نے کہا اور یہ سعید بن مسیب اور حسن بصری کا نظریہ ہے۔

اور ابو ثور نے کہا: ایک وقت میں دو فریضہ نماز پڑھے مگر دو فریضہ کو دو وقتوں میں ایک تیمّم سے نہ پڑھے۔

ہماری دلیل شیعہ گروہ کا اجماع ہے نیز خدا کا فرمان ہے : پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو، اور ہم نے بیان کر دیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تم نماز کیلئے تیمّم کرو یہ جنس نماز کو تیمّم سے پڑھنا جائز قرار دیتا ہے اور اس سے مراد عمومی اور وسیع معنی ہے۔

اور محمد بن سعید نے سکونی کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ نے اپنے والد گرامیؑ سے نقل کیا، فرمایا: ایک تیمّم سے دن رات کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک حدث واقع نہ ہو یا پانی نہ مل جائے۔

مسئلہ ۹۲: [تیمّم حدث کو ختم نہیں کرتا]

التيمم لا يرفع الحدث، و انما يستباح به الدخول في الصلاة.

و به قال كافة الفقهاء[1] الا داود و بعض أصحاب مالک فإنهم قالوا:يرفع الحدث[2].

دليلنا: انه لا خلاف ان الجنب إذا تيمم و صلى، ثم وجد الماء وجب عليه الغسل، فلو كان الحدث قد زال بالتيمم، لما وجب عليه الغسل، لأن رؤية

---

[1] مقدمات ابن رشد ۱: ۸۲، و تفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۴، والمجموع ۲: ۲۲۱.

[2] نووی نے المجموع ۲: ۲۲۱ میں نقل کیا اور کہا: و قال داود و الكرخي الحنفي و بعض المالكية يرفعه. دیکھیں: تفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۴. و عمدۃ القاریؒ ۴: ۲۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

الماء لا توجب الغسل. ألا ترى انه إذا كان محدثا و تيمم ثم وجد الماء لم يجب عليه الغسل و انما وجب عليه الوضوء، فعلم بذلک ان الحدث باق.

و روى ان عمرو بن العاص[1] أجنب فى بعض الغزوات فخشى أن يغتسل لشدة البرد فتيمم و صلى، فلما قدم على النبى صلى الله عليه و آله ذكر له ذلک فقال: صليت بأصحابک و أنت جنب؟ فذكر له العذر و قال: خشيت أن أهلک، فضحک و لم يقل شيئا[2]. فسماه النبى صلى الله عليه و آله جنبا، و لو كان حدثه قد ارتفع به لما سماه جنبا.

تیمّم حدث اور ناپاکی کو ختم نہیں کرتا اس سے فقط نماز میں داخل ہونا مباح اور جائز ہو جاتا ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے سوائے اود اور مالک کے بعض اصحاب کے کہ وہ کہتے ہیں کہ تیمّم حدث اور ناپاکی کو بھی ختم کر دیتا ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جنابت والا شخص جب تیمّم کر کے نماز پڑھے پھر اس کو پانی مل جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے اگر تیمّم سے حدث ختم ہو جاتا تو اس پر غسل واجب نہ ہوتا کیونکہ پانی ملنا تو غسل کو واجب نہیں کرتا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

---

[1] عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، ابو عبداللہ، اور کہا جاتا ہے: ابو محمد السہمی. فتح مکہ سے آٹھ سال پہلے اسلام لایا، اور کہا گیا کہ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام لایا اور اس کی سنہ وفات کے بارے میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ (۴۲ھ) میں فوت ہوا اور دوسرا قول ہے (۶۳ھ) میں فوت ہوا اور دوسرے اقوال اور البخاری و مسلم نے اس کی تین احادیث کو نقل کرنے پر اتفاق کیا ہے؛ تہذیب التہذیب ۸: ۵۶ و المنہل العذب ۱: ۸۶. نیز اس کے تاریخ اسلام میں حالات بہت معروف ہیں اس لیے ان کو تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[2] ۔بظاہر اس روایت کو مصنف قدس سرہ نے معنی کے لحاظ سے نقل کیا ہے اور اسے تفصیل کے ساتھ احمد بن حنبل نے مسند، ج ۴: ۲۰۳، اور حاکم نیشاپوری نے المستدرک ۱: ۱۷۷، اور بیہقی نے سنن، ج ۱: ۲۲۵ (باب التیمم فی السفر اذا خاف الموت او العلۃ فی شدۃ البرد) میں نقل کیا ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جب وہ حدث (اصغر) کی حالت میں ہو اور تیمّم کرلے پھر پانی مل جائے تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس پر وضو واجب ہے تو معلوم ہوا حدث باقی رہتا ہے۔

اور روایت میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص بعض غزوات میں جنب ہوا تو وہ سردی کی شدت کی وجہ سے غسل کرنے سے ڈرا اور اس نے تیمّم کیا اور نماز پڑھائی جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے اصحاب کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی؟ تو ابن عاص نے آپ کے سامنے اپنا عذر اور مجبوری بیان کیا اور عرض کی: مجھے خوف ہوا کہ ہلاک اور نابود نہ ہو جاؤں، تو نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور کچھ نہیں فرمایا تو اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے اس کو جنب قرار دیا اگر اسکا حدث اور ناپاکی تیمّم سے ختم ہو چکی ہوتی تو نبی پاک ﷺ اس کو جنب کا نام نہ دیتے۔

مسئلہ ۹۳: [تیمّم والے کا وضو والوں کو نماز پڑھانا]

يجوز للمتيمم أن يصلي بالمتوضئين على كراهية فيه.

و به قال جميع الفقهاء من غير كراهية فيه[1]. و قال محمد بن الحسن: لا يجوز[2].

---

[1] ابن حزم نے المحلی [۲: ۱۴۳] میں کہا: یہ ابی حنیفہ، ابی یوسف، زفر، سفیان، شافعی، داود، احمد، اسحاق اور ابی ثور کا قول ہے اور یہ ابن عباس، عمار بن یاسر اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے. اور دیکھو: عمدۃ القاری ۴: ۲۴، و فتح الباری ۱: ۴۴۶، و بدائع الصنائع ۱: ۵۶. اور موطا مالک ۱: ۵۵، والمدونۃ الکبری ۱: ۴۸ سے کراہت کے ساتھ جائز ہونا سمجھا جاتا ہے.

[2] عمدۃ القاری ۴: ۲۴، و بدائع الصنائع ۱: ۵۶، والمحلی ۲: ۱۴۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[۱] و قد بينا أن المراد به فتيمموا للدخول فى الصلاة، و لم يفصل بين أن يكون إماما أو منفردا، فوجب حملها على العموم.

و روى ابن أبى عمير، عن محمد بن حمران[۲] و جميل[۳] عن أبى عبد الله عليه السلام أنهما سألاه عن امام قوم أصابته جنابة فى السفر، و ليس معه من الماء ما يكفيه للغسل، أ يتوضأ بعضهم و يصلى بهم؟ فقال: لا، و لكن يتيمم الجنب و يصلى بهم، فان الله عز و جل جعل التراب طهورا كما جعل الماء طهورا[۴].

---

[۱] المائدة: ۶.

[۲] ابو جعفر، محمد بن حمران النہدی البزاز، ثقہ، کوفی الاصل، شیخ نے رجال میں اسے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا اور اس نے آپ سے روایت کی اور اس نے ایک کتاب لکھی جس میں وہ اور جمیل بن دراج شریک ہیں. رجال الشیخ: ۲۸۵، و رجال النجاشی: ۲۷۸.

[۳] جمیل بن دراج-اور دراج کی کنیت ابوالصبیح ہے-بن عبد اللہ، ابو علی النخعی. اور ابن فضال نے کہا: ابو محمد ہمارے شیخ اور گروہ کے جلیل القدر فرد اور ثقہ و معتمد ہیں، اس نے امام صادق اور امام کاظم سے روایت کی اور زرارۃ سے علم حاصل کیا جیسا کہ نجاشی نے رجال میں کہا اور شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الامام الصادق اور اصحاب الکاظم علیہما السلام میں شمار کیا اور ان سے روایت کی اور اس کی روایت کے صحیح ہونے پر گروہ شیعہ کا اجماع ہے. رجال الطوسی: ۱۶۳ و ۳۴۶، و الفہرست للطوسی: ۴۴، و رجال النجاشی: ۹۸.

[۴] شیخ صدوق قدس سرہ نے من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۶۰ حدیث ۲۲۳ میں دوسرے لفظون کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا: سال محمد بن حمران النهدى و جميل بن دراج ابا عبد الله عليه السلام عن امام قوم. الخ». واور شیخ طوسی قدس سرہ نے التہذیب ۳: ۱۶۷ حدیث ۳۶۵، والاستبصار ۱: ۴۲۵ حدیث ۱۶۳۸ میں محمد بن حمران و جمیل بن دراج سے روایت کی قال: قلت لابی عبد الله عليه السلام امام قوم- الى قوله- جعل التراب طهورا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

تیمّم کرنے والے کیلئے جائز ہے کہ وہ وضو کر کے نماز پڑھنے والوں کو نماز پڑھائے مگر یہ مکروہ ہے اور تمام فقہاء نے اس کو بغیر کراہت کے جائز قرار دیا ہے اور محمد بن حسن نے کہا: یہ جائز نہیں ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے : پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور ہم نے بیان کر دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم نماز پڑھنے کیلئے تیمّم کرو اور خدا نے تفصیل نہیں دی کہ پیش نماز بننے کیلئے تیمّم کرو یا فرادی نماز پڑھنے کیلئے تیمّم کرو تو اس سے عمومی معنی مراد لینا واجب ہے۔

اور ابن ابی عمیر نے محمد بن حمران اور جمیل سے روایت کی کہ ان دونوں نے امام صادقؑ سے ایک قوم کے اس پیش نماز کے بارے میں سوال کیا جس کو سفر میں جنابت لاحق ہو جائے اور اس کے پاس پانی نہ ہو جو اس کے غسل کیلئے کافی ہو کیا ان میں کوئی دوسرا وضو کر کے نماز پڑھائے ؟

امامؑ نے فرمایا: : نہیں جنابت والا شخص تیمّم کر کے ان کو نماز پڑھائے خدا نے مٹی کو طہارت کا ذریعہ قرار دیا ہے جیسے پانی کو طہارت کا ذریعہ بنایا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۴ : [تیمّم کرنے کا وقت]

لا يجوز التيمم إلا فی آخر الوقت عند الخوف من فوت الصلاة.

اسی طرح الکافی ۳: ۶۲ حدیث ۳،میں ہے عن محمد بن حمران و جميل قالا: قلنا لابی عبد الله عليه السلام.

اور دوسرے لفظوں میں شیخ قدس سرہ نے التہذیب ۱: ۴۰۴ حدیث ۱۲۶۴ میں اس طرح نقل کیا: عن ابن ابی عمير عن محمد بن حمران و جميل عن ابی عبد الله عليه السلام انهما سالاه عن امام قوم اصابته فی سفر جنابة و ليس معه من الماء ما يكفيه فی الغسل، ا يتوضا و يصلی بهم؟ قال: لا، و لكن يتيمم و يصلی، فان الله تعالى جعل التراب طهورا كما جعل الماء طهورا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال أبو حنيفة: يجوز التيمم قبل دخول الوقت[۱] و قال الشافعی: لا يجوز الا بعد دخول الوقت، و لم يعينه[۲].

دليلنا: طريقة الاحتياط، لأنه لا خلاف فی أنه إذا تيمم فی آخر الوقت و صلی فان صلاته صحيحة ماضية، و اختلفوا إذا تيمم قبل ذلک، و ليس فی الشرع ما يدل علی صحة ما قالوه.

و أيضا روی محمد بن مسلم، عن أبی عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: إذا لم تجد ماء و أردت التيمم، فأخر التيمم الی آخر الوقت، فان فاتک الماء، لم تفتک الأرض[۳].

و روی زرارة عن أحدهما عليهما السلام قال: إذا لم يجد المسافر الماء، فليطلب ما دام فی الوقت، فاذا خاف أن يفوته الوقت فليتيمم و ليصل فی آخر الوقت، فاذا وجد الماء فلا قضاء عليه، و ليتوضأ لما يستقبل[۴].

تیمّم صرف آخری وقت میں جائز ہوتا ہے جب نماز رہ جانے کا خوف پیدا ہو جائے اور ابو حنیفہ نے کہا: تیمّم وقت داخل ہونے سے پہلے بھی جائز ہے اور شافعی نے کہا: تیمّم صرف وقت

---

[۱] نیل الاوطار ۱: ۳۲۹، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۹، وبدایۃ المجتہد ۱: ۶۵، وبدائع الصنائع ۱: ۵۴، والمجموع ۲: ۲۴۳، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۳.

[۲] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۹، وبدایۃ المجتہد ۱: ۶۵، ومغنی المحتاج ۱: ۱۰۵ وبدائع الصنائع ۱: ۵۴، ونیل الاوطار ۱: ۳۲۹، والمجموع ۲: ۲۴۳، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۳.

[۳] الکافی ۳: ۶۳ حدیث ۱، والتہذیب ۱: ۲۰۳ حدیث ۵۸۸، والاستبصار ۱: ۱۶۵ حدیث ۵۷۳.

[۴] الکافی ۳: ۶۳ حدیث ۲، والتہذیب ۱: ۲۰۳ حدیث ۵۸۹، والاستبصار ۱: ۱۶۵ حدیث ۵۷۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

داخل ہونے کے بعد جائز ہے مگر اس نے معین نہیں کیا (اول وقت میں ہو یا آخری وقت میں ہو)۔

اور ہماری دلیل احتیاط کا طریقہ ہے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے آخری وقت میں تیمّم کر کے نماز پڑھی اس کی نماز صحیح اور کافی ہے اور انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ جب اس سے پہلے نماز پڑھے تو اس کی نماز کافی ہے یا نہیں اور شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو ان کے نظریہ کے صحیح ہونے پر دلالت کرے نیز محمد بن مسلم نے امام صادقؑ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے ان سے سنا فرمایا: جب تجھے پانی نہ ملے اور تم تیمّم کرنا چاہو تو آخری وقت تک تیمّم کرنے میں تاخیر کرو پس اگر پانی نہ مل سکے تو زمین غائب نہیں ہو گی۔

اور زرارہ نے امام باقرؑ اور امام صادقؑ میں سے ایک امام سے روایت کی فرمایا: جب مسافر کو پانی نہ ملے تو وہ جب تک وقت ہو پانی تلاش کرے اور جب وقت نکلنے کا خوف پیدا ہو جائے تو تیمّم کرے اور آخری وقت میں نماز پڑھے اور اس پر قضاء لازم نہیں ہے اور آئندہ نمازوں کیلئے وضو کرے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۵: [تیمّم سے پہلے پانی تلاش کرنے کا حکم]

طلب الماء واجب، و من تيمم من غير طلب لم يصح تيممه.

و به قال الشافعي[1]. و قال أبو حنيفة: الطلب ليس بواجب[2].

---

[1] احکام القران للجصاص ۲: ۳۷۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۸، وبدایۃ المجتہد ۱: ۶۵، واحکام القران للشافعی ۱: ۴۸، والام ۱: ۴۷، وبدائع الصنائع ۱: ۴۷، والمجموع ۲: ۲۴۸.

[2] احکام القران للجصاص ۲: ۳۷۸، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۸، و ۱۱۵، وبدایۃ المجتہد ۱: ۶۵، وبدائع الصنائع ۱: ۴۷، وشرح فتح القدیر ۱: ۹۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: طريقة الاحتياط، لأنه لا خلاف أن من طلب الماء فلم يجد ثم تيمم يكون تيممه صحيحا، و لا دليل على صحة تيممه مع فقد الطلب، و فيه الخلاف. و أيضا عليه إجماع الفرقة.

و الخبر الذى رواه زرارة فى المسألة الأولى يتضمن الأمر بالطلب، لأنه قال: «فليطلب ما دام فى الوقت، فاذا خاف الفوت تيمم»[1]، و هذا صريح فى وجوب الطلب لأنه أمر.

و روى النوفلى[2]، عن السكونى، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن على عليهم السلام أنه قال: يطلب الماء فى السفر، ان كانت الحزونة[3] فغلوة سهم، و ان كانت سهولة فغلوتين، لا يطلب أكثر من ذلک[4]. و هذا صريح أيضا، و قد بينا الكلام على ما يخالف هاتين الروايتين فى الكتابين المقدم ذكرهما[5].

پانی کو تلاش کرنا واجب ہے جس نے پانی تلاش کئے بغیر تیمّم کرلیا تو اس کا تیمّم صحیح نہیں ہوگا یہی شافعی کا نظریہ ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: پانی تلاش کرنا واجب نہیں ہے۔

---

[1] مسئلہ ۹۴ میں گزر چکا.

[2] الحسین بن یزید بن محمد بن عبد الملک النوفلی، نوفل النخع، مولاہم، کوفی، ابو عبد اللہ، شاعر، ادیب، ساکن ری، اور وہیں فوت ہوا؛ یہ بات نجاشی نے کہی اور وہاں مات بہا. قالہ النجاشی، شیخ نے رجال میں اسے اصحاب الامام الرضا علیہ السلام میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۳۰، ورجال الطوسی: ۳۷۳، وفہرست الطوسی: ۵۹.

[3] الحزن، کفلس، ما غلظ من الارض و ہو خلاف السہل. مجمع البحرین (مادۃ حزن).

[4] التہذیب ۱: ۲۰۲ حدیث ۵۸۶، والاستبصار ۱: ۱۶۵ حدیث ۵۷۱.

[5] دیکھیں: التہذیب ۱: ۱۸۴ و ۲۰۲، والاستبصار ۱: ۱۶۵.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہماری دلیل احتیاط کا طریقہ ہے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے پانی تلاش کیا اور اسے پانی نہ ملا پھر اس نے تیمّم کیا تو اس کا تیمّم صحیح ہوگا اور پانی تلاش کئے بغیر تیمّم کرنے والے کا تیمّم صحیح ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے نیز اس نظریہ پر شیعہ فرقہ کا اجماع ہے۔

اور وہ روایت جس کو پہلے مسئلہ میں زرارہ سے نقل کیا اس میں پانی تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ امامؑ نے فرمایا: جب تک وقت ہو پانی تلاش کیا جائے اور جب وقت نکل جانے کا خوف پیدا ہو جائے تو تیمّم کیا جائے یہ واضح ہے کہ پانی تلاش کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور نوفلی نے سکونی کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی اور آپؑ نے اپنے والد گرامیؑ کے واسطہ سے امام علیؑ سے روایت کی آپؑ نے فرمایا: سفر میں پانی تلاش کرے اگر پتھریلی زمین ہو تو ایک تیر کی اڑان کے برابر اور اگر ہموار زمین ہو تو دو تیروں کی اڑان کے برابر پانی تلاش کرے اور اس سے زیادہ تلاش نہ کرے یہ بھی اس حکم میں واضح ہے۔

اور ہم نے ان دو روایتوں کے مخالف آنے والی روایات کے بارے میں اپنی دو سابقہ کتابوں (تہذیب اور استبصار) میں بحث کی ہے۔

مسئلہ ۹۶: [سفر لمبا ہو یا چھوٹا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کا حکم]

كل سفر فقد فيه الماء، يجوز فيه التيمم، طويلا كان أو قصيرا. و به قال جميع الفقهاء[1].

---

[1] الام ۱: ۴۵، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۷، والمحلی ۲: ۱۱۶، واحکام القرآن للشافعی ۱: ۴۸، وعمدۃ القاری ۴: ۷، وتفسیر القرطبی ۵: ۲۱۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و حکی عن بعضهم أنه قال: انما یجوز فی السفر الطویل الذی یقصر فیه الصلاة[۱].

دلیلنا: قوله تعالی «وَ إِنْ كُنْتُمْ مَرْضى أَوْ عَلى سَفَرٍ»[۲] الی قوله «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[۳]، و لم یفصل. و کذلک الأخبار الواردة فی إیجاب التیمم لمن عدم الماء، و لیس فیها تفصیل سفر دون سفر[۴].

ہر وہ سفر جس میں پانی نہ ملے اس میں تیمّم کرنا جائز ہے چاہے سفر لمبا ہو یا چھوٹا، تمام فقہاء کا یہی نظریہ ہے۔

اور بعض فقہاء سے منقول ہے تیمّم صرف اس لمبے سفر میں جائز ہے جس میں نماز قصر ہوتی ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: اگر تم مریض ہو یا سفر پہ ہو یہاں تک کہ فرمایا: پس اگر پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور اس میں خدا نے تفصیل نہیں دی کہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا۔

اسی طرح پانی نہ پانے والے شخص کیلئے تیمّم واجب کرنے والی روایات میں بھی ایک سفر کو دوسرے سے تفصیل نہیں دی گئی۔

---

[۱] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۷، والمحلی ۲: ۱۱۶، و تفسیر القرطبیّ ۵: ۲۱۸.

[۲] المائدة: ۶.

[۳] المائدة: ۶.

[۴] دیکھیں: التہذیب ۱: ۱۸۵-۲۰۳ حدیث ۵۳۶ و ۵۴۸ و ۵۵۳ و ۵۵۵ و ۵۶۰ و ۵۸۶ و ۵۸۹. والاستبصار ۱: ۱۶۵ حدیث ۵۷۱ و ۵۷۴، والکافی ۳: ۶۳-۶۴ حدیث ۲ و ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۷: [وطن میں موجود شخص کا پالنے نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم]

المقيم الصحيح الذى فقد الماء، بأن يكون فى قرية لها بئر أو عين نضب ماؤها، و ضاق وقت الصلاة، يجوز أن يتيمم و يصلى، و لا اعادة عليه، و كذلک إذا حيل بينه و بين الماء. و به قال مالک و الأوزاعى[۱].

و بمثله قال الشافعى: الا أنه قال: إذا وجد الماء توضأ و أعاد الصلاة[۲]

و به قال محمد بن الحسن[۳] و قال زفر: لا يتيمم و لا يصلى بل يصبر حتى يجد الماء[۴].

و عن أبى حنيفة روايتان: إحداهما مثل قول محمد[۵] و الأخرى مثل قول زفر[۶].

دليلنا: قوله تعالى «أَوْ جاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغائِطِ أَوْ لامَسْتُمُ النِّساءَ فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا» [۷] فان قيل: قال فى أول الآية «وَ إِنْ كُنْتُمْ مَرْضى أَوْ عَلى سَفَرٍ» فشرط فى جواز التيمم السفر، أو المرض، أو الحدث.

---

[۱] المدونة الكبرى ۱: ۴۴، و تفسير القرطبى ۵: ۲۱۸، و بداية المجتهد ۱: ۶۳، و عمدة القارى ۴: ۷، و المجموع ۲: ۳۰۵.

[۲] المحلى ۲: ۱۱۸، و عمدة القارى ۴: ۷، و المجموع ۲: ۳۰۵.

[۳] عمدة القارئ ۴: ۷.

[۴] تفسير القرطبى ۵: ۲۱۸، و المحلى ۲: ۱۱۸، و عمدة القارئ ۴: ۷.

[۵] المحلى ۲: ۱۱۸، و عمدة القارى ۴: ۷، و المجموع ۲: ۳۰۵.

[۶] بداية المجتهد ۱: ۶۳، و المجموع ۲: ۳۰۵.

[۷] المائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قلنا: ظاهر الآية يفيد ان كل واحد من هذه الشرائط، يبيح التيمم لأنه عطف بعضها على بعض ب «أو» فاقتضى ذلک أنه يكون السفر بمجرده يبيح التيمم إذا لم يجد الماء، و كذلک المرض، و كذلک المجيء من الغائط. و ليس يجب أن يجعل الإتيان من الغائط شرطا مع وجود السفر، كما لا يجب أن يجعل المرض شرطا مع وجود السفر، و عليه إجماع الفرقة.

و روى عبد الله بن سنان قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا لم يجد الرجل طهورا و كان جنبا، فليمسح من الأرض، و ليصل. فاذا وجد ماءا فليغتسل، و قد أجزأته صلاته التى صلى[1] و هذا عام، فإنه لم يفصل.

و روى عبد الله بن أبى يعفور، و عنبسة بن مصعب، عن أبى عبد الله عليه السلام قال: إذا أتيت البئر و أنت جنب، فلم تجد دلوا، و لا شيئا تغرف به فتيمم بالصعيد، فان رب الماء رب الصعيد، و لا تقع فى البئر، و لا تفسد على القوم ماءهم[2] فأجاز له التيمم مع وجود الماء، إذا لم يقدر على أخذه، فكيف إذا عدمه أصلا.

فأما وجوب الإعادة فيحتاج إلى دلالة شرعية، لأنها فرض ثان، و خبر عبد الله بن سنان صريح بأنه لا اعادة عليه.

---

[1] التہذیب ۱: ۱۹۳ حدیث ۵۵۶، والاستبصار ۱: ۱۵۹ حدیث ۵۴۹، اور کلینی نے الکافی میں دوسری سند سے اسے ج ۳: ۶۳ حدیث ۳ میں نقل کیا۔

[2] التہذیب ۱: ۱۸۵ حدیث ۵۳۵، والکافی ۳: ۶۵ حدیث ۹، والاستبصار ۱: ۱۲۷ حدیث ۴۳۵؛ لفظوں میں کچھ اختلاف کے ساتھ۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی یعقوب بن یقطین قال: سألت أبا الحسن علیه السلام عن رجل تیمم و صلی، فأصاب بعد صلاته ماءا، أ یتوضأ و یعید الصلاة؟ أم تجوز صلاته؟ قال: إذا وجد الماء قبل أن یمضی الوقت، توضأ و أعاد، فان مضی الوقت فلا اعادة علیه[1] و هذا أیضا عام، و انما أوجب إعادة الصلاة، إذا لم یخرج الوقت لأنه یکون قد صلی قبل تضییق الوقت بتیمم و ذلک لا یجوز.

اپنے وطن میں موجود صحیح و سالم شخص جسے پانی نہ ملے یعنی وہ کسی ایسے گاؤں میں ہو جس کا کنواں سوکھ جائے اور نماز کا وقت تنگ پڑ جائے تو اس کیلئے تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے اور اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے اسی طرح جب اس کے درمیان اور پانی کے درمیان مانع موجود ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھے یہی مالک اور اوزاعی نے کہا اور اسی طرح شافعی نے کہا مگر ان کا کہنا ہے کہ جب اس کو پانی مل جائے تو نماز دوبارہ پڑھے اور یہی نظریہ محمد بن حسن نے اختیار کیا اور زفر نے کہا: نہ وہ تیمّم کرے اور نہ نماز پڑھے بلکہ اتنا صبر کرے کہ اس کو پانی مل جائے اور ابو حنیفہ سے دو روایتیں منقول ہیں ایک ہمارے نظریہ کی طرح ہے اور دوسری زفر کے نظریہ کی طرح ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: یا تم میں سے کوئی پاخانہ بیٹھے یا عورتوں سے ہمبستری کرے پھر تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو پس اگر کہا جائے آیت کے شروع میں ہے: اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو تیمّم جائز ہونے میں سفر یا بیماری یا حدث کی شرط رکھی ہے تو ہم کہیں گے: آیت کے ظاہری معنی سے سمجھا جاتا ہے کہ ان شرائط میں سے ہر ایک تیمّم کو مباح اور جائز کرتی ہے کیونکہ بعض شرائط کو دوسری پر "او یعنی یا" کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ

---

[1] الاستبصار ۱: ۱۵۹ حدیث ۵۵۱، والتہذیب ۱: ۱۹۳ حدیث ۵۵۹ مع زیادة (الصلاة) بعد کلمتہ واعاد.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

تنہا سفر تیمّم کو مباح کرتا ہو جب پانی نہ ملے اسیطرح بیماری اور مرض اور پاخانہ بیٹھنا اور ضروری نہیں ہے کہ پاخانہ بیٹھنے کو سفر کے ساتھ شرط قرار دیا جائے جیسا کہ بیماری کو سفر کے ساتھ شرط قرار نہیں دیا گیا نیز اس مسئلہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے اور عبداللہ بن سنان نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جب انسان کو پانی نہ ملے اور وہ جنابت کی حالت میں تو زمین سے مسح کرے اور نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو غسل کرے اور جو نماز وہ پڑھ چکا وہ اس کیلئے کافی ہے اور یہ روایت وسیع معنی پر مشتمل ہے اور اس میں تفصیل نہیں دی گئی۔

اور عبداللہ بن ابی یعفور اور عنبسہ بن مصعب نے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: جب تم جنابت کی حالت میں ہو اور کسی کنویں کے پاس جاؤ اور ڈول نہ پاؤ اور کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے پانی بھرو تو مٹی سے تیمّم کرو کیونکہ پانی کا خالق ہی مٹی کا خالق ہے اور کنویں میں مت گرو اور لوگوں کا پانی ان کیلئے خراب نہ کرو پس امام نے پانی ہونے کے باوجود تیمّم کی اجازت دی جب پانی لینے کی طاقت نہ ہو تو جب اصلا پانی نہ ہو تو اس وقت کیوں جائز نہیں ہوگا۔

اور نماز دوبارہ واجب کرنے کیلئے شرعی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ علیحدہ فرض ہوتا ہے اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں صراحت موجود ہے کہ اس پر نماز دوبارہ نہیں ہے۔

اور یعقوب بن یونس نے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام ابوالحسنؑ سے اس شخص کے بارے میں روایت کی جس نے تیمّم کر کے نماز پڑھی اور نماز کے بعد اسے پانی مل گیا کیا وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے، فرمایا: جب وقت گزرنے سے پہلے پانی مل جائے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر وقت گزر جائے تو اس پر دوبارہ نماز پڑھنا لازم نہیں ہے۔

یہ روایت بھی عام اور وسیع معنی پر مشتمل ہے اور اس میں نماز دوبارہ پڑھنا اس صورت میں واجب کیا گیا جب وقت نہ گزرا ہو کیونکہ اس صورت میں اس نے وقت تنگ ہونے سے پہلے تیمّم کر کے نماز پڑھی اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۹۸: [تیمّم کے بعد واجب نماز سے شروع کرنے کا حکم]

من صلی بتیمم، جاز له أن یتنفل بعدها ما شاء من النوافل و الفرائض علی ما بیناه، و لا یجوز أن یتنفل قبلها. و للشافعی قولان: أحدهما یجوز، ذکر ذلک فی الأم[۱] و الأخر لا یجوز، ذکر ذلک فی البویطی[۲] و قال مالک: لا یجوز[۳].

دلیلنا: علی أنه لا یجوز هو: أن التیمم قد بینا أنه لا یجوز الا عند تضیق الوقت، و فی تلک الحال لا یجوز أن یتنفل، لأنه نافلة فی وقت فریضة، و لا یمنع من جواز ذلک لشیء یرجع الی التیمم، بل لشیء یرجع الی تضیق الوقت، و خوف فوت الصلاة.

جس نے تیمّم کر کے نماز پڑھی اس کیلئے اس کے بعد جتنی چاہے نوافل اور مستحب نمازیں پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا لیکن اس سے پہلے نافلہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اور شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک میں ہے کہ جائز ہے اور اس کو اس نے اپنی کتاب الام میں ذکر کیا اور دوسرا یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اس کو بویطی مین ذکر کیا اور مالک نے کہا؛ جائز ہنیں ہے۔

---

[۱] الام ۱: ۴۷.

[۲] البویطی: ابو یعقوب، یوسف بن یحیٰی، مصر میں شافعی کا بڑا صحابی اور ان کی وفات کے بعد وہاں ان کا جانشین تھا؛ فوت ہوا سنہ (۲۳۱ھ) اور مصنف کا یہ کہنا کہ اس نے البویطی میں کہا، اس کا معنی یہ ہے کہ شافعی نے اس کتاب میں کہا جسے بویطی نے شافعی سے نقل کیا اور مجازا اس کتاب کا نام پڑ گیا اور یہ بات نووی نے المجموع ۱: ۱۰۶-۱۰۷ میں کہی.

[۳] فتح الباری ۱: ۴۴۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہماری دلیل اس کے جائز نہ ہونے پر یہ ہے کہ ہم نے بیان کر دیا کہ تیمّم صرف وقت کی تنگی کی صورت میں جائز ہوتا ہے اور اس حالت میں اس کیلئے نافلہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا کیونکہ وہ فریضہ کے وقت میں نافلہ شمار ہو گی اور اس کے جائز ہونے میں مانع تیمّم کی طرف سے نہیں ہے بلکہ وقت کی تنگی اور نماز فوت ہونے کے ڈر کی طرف سے مانع ہے۔

مسئلہ ۹۹: [تیمّم کے بعد قافلہ والوں کا پانی لانا]

إذا تيمم، ثم طلع عليه ركب، لم يجب عليه أن يسألهم الماء، و لا يستدلهم عليه.

و قال الشافعي: يجب عليه ذلک[1]. دليلنا: أن هذه الحالة، حال وجوب الصلاة، و تضيق وقتها، و الخوف من فوتها، و قد مضى وقت الطلب، فلا يجب عليه ذلک.

جب تیمّم کرے پھر اس کے سامنے قافلہ آئے تو اس پر واجب نہیں کہ ان سے پانی مانگے اور نہ ان سے پانی کی رہنمائی طلب کرے اور شافعی نے کہا اس پر ایسا کرنا واجب ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ حالت اس وقت ہے جب نماز واجب ہو چکی ہو اور اس کا وقت تنگ ہو چکا ہو اور اس کے رہ جانے کا خوف لاحق ہو تو اس وقت پانی ڈھونڈنے کا وقت گزر چکا ہے تو اس پر واجب نہیں ہو گا۔

---

[1] المجموع ۲: ۲۵۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۰۰: [خطرناک بیماری کی صورت میں تیمّم کا حکم]

المجدور و المجروح و من أشبههما ممن به مرض مخوف، يجوز له التيمم، مع وجود الماء.

و هو قول جميع الفقهاء[۱] الا طاوسا، و مالكا، فإنهما قالا: يجب عليهما استعمال الماء[۲].

دليلنا: قوله تعالى «ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ»[۳] و إيجاب استعمال الماء على ما ذكرناه من أعظم الحرج، و عليه إجماع الطائفة.

و روى ابن أبي عمير، عن محمد بن مسكين[۴] و غيره، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قيل له ان فلانا أصابته جنابة، و هو مجدور فغسلوه، فمات. فقال: قتلوه، ألا سألوا؟ ألا يموه؟ ان شفاء العي[۵] السؤال[۶].

---

[۱] احکام القران للشافعی ۱: ۴۸، و عمدۃ القاری ۴: ۳۳، و بدائع الصنائع ۱: ۴۸.

[۲] عمدۃ القاری ۴: ۳۳، اور المدونۃ الکبری: ۴۵ میں ہے: یغسل ما صح من جسده و یمسح علی مواضع الجراحة ان قدر علی ذلک و الا فعلی الخرق التی عصب بها.

[۳] الحج: ۷۸.

[۴] علم رجال کی کتابوں مین ذکر نہیں ہوا شاید یہ محمد بن سکین کے ساتھ متح ہے جیسا اردبیلی نے جامع الرواۃ ۲: ۱۹۳ میں کہا ،ملاحظہ ہو.

[۵] العی: بکسر العین و تشدید الیاء، التحیر فی الکلام، و المراد به هنا الجهل، و لما کان الجهل احد اسباب العی عبر عنه به. مجمع البحرین: ۶۵، (مادۃ عیا).

[۶] من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۵۹ حدیث ۲۱۸، والکافی ۳: ۶۸ حدیث ۵، والتہذیب ۱: ۱۸۴ حدیث ۵۲۹.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روی أحمد بن محمد بن أبی نصر[۱]، عن داود بن سرحان[۲] عن أبی عبد الله علیه السلام، فی الرجل تصیبه الجنابة و به جروح أو قروح، أو یخاف علی نفسه من البرد؟ فقال: لا یغتسل، و یتیمم[۳].

جسے خارش کی بیماری ہو اور زخمی اور ان جیسے افراد جن کو خطرناک بیماری ہو ان کیلئے پانی موجود ہونے باوجود تیمّم کرنا جائز ہے اور یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے سوائے طاووس او رمالک کے کہ وہ کہتے ہیں: ان پر پانی استعمال کرنا واجب ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: خدا نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی حرج اور سختی قرار نہیں دی اور اس صورت میں پانی استعمال کرنے کو واجب کرنا بہت بڑا حرج ہے اور اسی نظریہ پر شیعہ فرقہ کا اجماع ہے۔

اور ابن ابی عمیر نے محمد بن مسکین وغیرہ کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی، آپ سے عرض کی گئی: فلاں شخص کو جنابت طاری ہوئی جبکہ اسے خارش کی بیماری تھی انہوں نے اس کو غسل دیا اور وہ فوت ہو گیا۔

فرمایا: انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ کیا انہوں نے سوال نہیں کیا؟! کیوں انہوں نے اس کو تیمّم نہیں دیا؟! درماندگی اور عاجزی کا علاج سوال کرنا ہے۔

---

[۱] نجاشی نے کہا: احمد بن محمد بن عمرو بن ابی زید مولی السکون ابو جعفر المعروف بالبزنطی کوفی، اس نے امام رضا و ابا جعفر علیہما السلام سے ملاقات کی، اور وہ ان کے ہاں عظیم المنزلۃ تھے؛ شیخ طوسی نے اپنی رجال میں اسے اصحاب الامام الکاظم و الرضا علیہما السلام میں توثیق کے ساتھ شمار کیا. فوت ہوا سنہ ۲۲۱ھ. رجال النجاشی: ۵۸، و رجال الشیخ الطوسی: ۳۴۴، ۳۶۶. و الخلاصۃ: ۱۳.

[۲] داود بن سرحان العطار، کوفی، ثقۃ، اس نے امام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام سے روایت کی؛ یہ نجاشی نے کہا اور قالہ النجاشی، شیخ طوسی نے اپنی رجال میں اسے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا. رجال النجاشی: ۱۲۱، و رجال الشیخ الطوسی: ۱۹۰، والخلاصۃ: ۶۹.

[۳] التہذیب ۱: ۱۸۵ حدیث ۵۳۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے داود بن سرحان کے واسطہ سے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں روایت کی جسے جنابت طاری ہوئی اور اس کو زخم یا پھوڑے پھنسی بھی ہیں یا وہ سردی کی وجہ سے اپنی جان جانے کا خوف رکھتا ہے فرمایا: وہ غسل نہ کرے اور تیمّم کرلے۔

مسئلہ ۱۰۱: [بیماری زیادہ ہونے کے خوف سے تیمّم کا حکم]

إذا خاف الزيادة فی العلة و إن لم يخف التلف، جاز له أن يتيمم.

و به قال مالک، و أبو حنيفة، و عامة الفقهاء[۱]. و للشافعی فيه قولان:

أحدهما: يجوز، و الآخر: لا يجوز[۲].

دليلنا: قوله تعالى «ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِی الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ»[۳] و استعمال الماء و الحال ما قلناه فيه حرج. و الخبر الذی قدمناه عن داود بن سرحان[۴] و غيره صريح بجواز ذلک، لأنه عام، و علی المسألة إجماع الفرقة.

جب بیماری زیادہ ہونے کا خوف ہو اگرچہ تلف اور نابودی کا خطرہ نہ ہو تو بھی اس کیلئے تیمّم کرنا جائز ہے یہی مالک، ابو حنیفہ اور اکثر فقہاء کا نظریہ ہے اور شافعی کے اس میں دو قول ہیں: ایک میں جائز کہا اور دوسری میں ناجائز قرار دیا ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: "خدا نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی حرج قرار نہیں دیا" اور اس حالت میں پانی استعمال کرنا حرج ہے۔

---

[۱] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۶، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۲، وبدائع الصنائع ۱: ۴۸، وشرح فتح القدیر ۱: ۸۵، وسبل السلام ۱: ۱۶۱.

[۲] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۶، وسبل السلام ۱: ۱۶۱، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۲، وبدائع الصنائع ۱: ۴۸، وتفسیر القرطبی ۵: ۲۱۶، وشرح فتح القدیر ۱: ۸۶.

[۳] الحج: ۷۸.

[۴] مسئلہ ۱۰۰ میں گزر چکا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری ذکر کردہ سابقہ روایت داود بن سرحان وغیرہ سے بھی اس کے جائز ہونے پر صراحت رکھتی ہے کیونکہ وہ عام اور وسیع معنی پر مشتمل ہے اور اس مسئلہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

مسئلہ ۱۰۲: [پانی کے استعمال سے جسم میں بگاڑ آنے کے خوف سے تیمّم کا حکم]

إذا لم يخف التلف، و لا الزيادة فى المرض، غير أنه يشينه[۱] استعمال الماء، و يؤثر فى خلقته، و يغير شيئا منه، و يشوه به، يجوز له التيمم. و للشافعى فيه قولان[۲].

فأما إذا لم يشوه خلقته، و لا يزيد فى علته، و لا يخاف التلف، و ان أثر فيه أثرا قليلا، لا خلاف أنه لا يجوز له التيمم. دليلنا: ما قدمناه من الآية و الاخبار، لأنها عامة فى كل خوف[۳].

جب اسے تلف اور ہلاکت کا خوف نہ ہو اور نہ ہی بیماری میں اضافہ کا خطرہ ہو مگر پانی استعمال کرنا اسے بھدا بنادے اور اسے کے جسم کو بگاڑ دے اور اس میں تبدیلی پیدا کردے تو اس کیلئے تیمّم جائز ہے۔

اور شافعی کے اس میں دو قول ہیں پس جب اس کے جسم کو نہ بگاڑے اور نہ اس کی بیماری میں اضافہ کرے اور نہ اسے موت فوت کا خطرہ ہو اگرچہ تھوڑا بہت اثر کرے تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کیلئے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

---

[۱] الشين: ما يحدث فى ظاهر الجلد من الخشونة، يحصل به تشويه الخلقة. مجمع البحرين: ۵۸۸ (مادة شين).

[۲] التفسير الكبير ۱۱: ۱۶۶، والمجموع ۲: ۲۸۵، وعمدة القارئ ۴: ۳۳.

[۳] دلیل مسئلہ ۱۰۰ میں دیکھیں.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل سابقہ ذکر کردہ آیت اور روایات ہیں کیونکہ وہ ہر قسم کے خوف و خطرہ کو شامل ہیں۔

مسئلہ ۱۰۳: [معمولی بیماری کی وجہ سے تیمّم کا حکم]

المرض الذی لا یخاف منه التلف، و لا الزیادة فیه، مثل الصداع، و وجع الضرس و غیر ذلک، لا یجوز معه التیمم. و به قال جمیع الفقهاء[1] الا داود، و بعض أصحاب مالک، فإنهم قالوا:یجوز ذلک[2].

دلیلنا: قوله تعالی «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَیَمَّمُوا»[3]. فشرط فی إباحة التیمم، عدم الماء، و هذا واجد للماء، و لا یلزمنا مثل ذلک، لأنا خصصنا ذلک بالدلیل.

ایسی بیماری جس سے موت کا خطرہ نہ ہو اور نہ اس میں اضافہ کا خوف ہو جیسے سر درد اور داڑھ کا درد وغیرہ اس میں تیمّم کرنا جائز نہیں ہے یہ تمام فقہاء کا نظریہ ہے مگر داود اور مالک کے بعض اصحاب کہ وہ کہتے ہیں اس صورت میں بھی تیمّم جائز ہے۔

ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے : پس تمہیں پانی نہ ملے تو تیمّم کرو تو تیمّم جائز ہونے میں پانی نہ ملنے کی شرط لگائی گئی ہے اور اس شخص کو پانی مل رہا ہے اور سابقہ مسائل میں ہم پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ ان میں ہم نے خاص دلیل کے ذریعہ تخصیص لگائی ہے۔

---

[1] المجموع ۲: ۲۸۴، عمدة القاری ۴: ۳۳.

[2] المجموع ۲: ۲۸۵، عمدة القاری ۴: ۳۳.

[3] النساء: ۴۳، والمائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۰۴: [شدید سردی کی وجہ سے تیمّم کا حکم]

إذا خاف من استعمال الماء لشدة البرد، و أمكنه أن يسخنه، وجب عليه ذلک بلا خلاف. و ان لم يمكنه، تيمم و صلى، و لا اعادة عليه.

و قال الشافعي: ان امكنه استعمال جزء من الماء وجب عليه استعماله، و ان لم يمكنه تيمم و صلى. فان كان مقيما وجبت عليه الإعادة بلا خلاف بينهم، و ان كان مسافرا فعلى قولين[۱].

دليلنا: قوله تعالى «ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ»[۲] و هذا فيه حرج. و أما الإعادة، فإنها فرض ثان يحتاج الى دليل، و خبر داود بن سرحان صريح في ذلک، و قد قدمناه[۳] و عليه إجماع الفرقة.

جب شدید سردی کی وجہ سے پانی استعمال کرنے سے خوف اور خطرہ ہو اور اس کیلئے پانی کو گرم کرنا ممکن ہو تو بغیر کسی اختلاف کے اس پر واجب ہے کہ پانی گرم کرلے اور اگر پانی کو گرم کرنا ممکن نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھے اور اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہوگا۔ اور شافعی نے کہا: اگر اس کیلئے کچھ پانی کا استعمال کرنا ممکن ہو تو اس کو استعمال کرنا واجب ہے اور اگر اس کیلئے یہ ممکن نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھے اور اگر وہ اپنے وطن میں ہو تو بغیر کسی اختلاف کے دوبارہ نماز پڑھنا بھی واجب ہے اور اگر مسافر ہو تو اس میں دو قول ہیں۔

---

[۱] المجموع ۲: ۳۲۱، الدراری المضیئۃ ۱: ۸۳، مغنی المحتاج ۱: ۱۰۷.

[۲] الحج: ۷۸.

[۳] انظر مسالۃ ۱۰۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے : خدا نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی حرج قرار نہیں دیا اور اس کام میں حرج ہے۔

اور نماز دوبارہ پڑھنے کا مسئلہ تو یہ دوسرا فرض ہے اس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور داود بن سرحان کی روایت اس مطلب میں صراحت رکھتی ہے اور ہم نے اس کو پہلے بیان کر دیا ہے اور اس مسئلہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

مسئلہ ۱۰۵: [پانی مضر ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم]

من كان فی بعض جسده، أو بعض أعضاء طهارته ما لا ضرر عليه، و الباقی عليه جراح أو علة يضر بها و صول الماء إليها، جاز له التيمم، و لا يغسل الأعضاء الصحيحة أصلا، فإن غسلها ثم تيمم كان أحوط.

و قال أبو حنيفة: ان كان الأكثر منها صحيحا غسل الجميع و لا يتيمم، و ان كان الأكثر سقيما تيمم و لا يغسل[1]. و الذی عليه عامة أصحاب الشافعی، انه يغسل ما يقدر على غسله و يتيمم[2]، و قال بعض أصحابه مثل ما قلناه، انه يقتصر على التيمم[3].

---

[1] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۲۲، وبدائع الصنائع ۱: ۵۱.

[2] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۶۶، والمجموع ۲: ۲۸۷-۳۲۳، وبدائع الصنائع ۱: ۵۱.

[3] نووی نے المجموع ۲: ۲۸۸ میں کہا: و قال ابو اسحاق المروزی و ابو علی بن ابی هريرة و القاضی ابو حامد المرورودی فيه قولان كمن وجد بعض ما يكفيه من الماء، احدهما يجب غسل الصحيح و التيمم، و الثانی يكفيه التيمم.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: على جواز التيمم على كل حال: عموم الآية، و الاخبار التى قدمناها[1] و لا يخصص الا بدليل، و انما استحببنا الجمع بينهما ليؤدى الصلاة بالإجماع عليه، و ليس عليه فى ذلک ضرر.

جس کے بدن کے کچھ حصہ میں یا طہارت کے بعض اعضاء میں کوئی ضرر نہ ہو اور باقی پر زخم یا ایسی بیماری ہو جس تک پانی پہنچانا مضر ہو تو اس کیلئے تیمّم جائز ہے اور ان صحیح اعضاء کو نہ دھوئے اگر ان کو دھوئے اور پھر تیمّم کرے تو زیادہ احتیاط ہے۔

اور ابو حنیفہ نے کہا: اگر اکثر حصہ صحیح وسالم ہو تو تمام کو دھوئے اور تیمّم نہ کرے اور اگر اکثر حصہ مریض ہو تو تیمّم کرے اور نہ دھوئے۔

اور جس نظریہ پر شافعی کے اکثر اصحاب ہیں یہ ہے کہ جس حصے کو دھونے پر قادر ہو اس کو دھوئے اور تیمّم کرے اور اس کے بعض اصحاب نے ہماری طرح نظریہ اختیار کیا کہ وہ تیمّم پر اکتفا کرے۔

اور ہماری دلیل بہر حال تیمّم جائز ہونے پر آیت کا عمومی اور وسیع معنی اور ہماری سابقہ ذکر کردہ روایات ہیں اور ان کو بغیر دلیل کے محدود نہیں کیا جاسکتا اور ہم نے دونوں کو جمع کرنے کو مستحب ہونے کا نظریہ اس لیے دیا تاکہ اس طرح نماز پڑھے جس پر سب کا اجماع اور اتفاق ہو اور اس میں اس پر ضرر بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶: [زخمی شخص کی شرمگاہ نجس ہونے کی صورت میں طہارت کا حکم]

إذا حصل فى بعض فرجه، أو مذاكيره نجاسة لا يقدر على غسلها لألم فيه، أو قرح، أو جراح، يغسل ما يمكنه و يصلى، و ليس عليه الإعادة.

---

[1] دیکھو: مسالۃ: ۱۰۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: یغسل ما یمکنه و یصلی، ثم یعید الصلاة[۱]. و قال ابن خیران[۲] من أصحابه: لا یعید، و هو قوله فی القدیم، و اختیار المزنی[۳]، و به قال أبو حنیفة.

دلیلنا: الایة التی تلوناها، و الاخبار التی قدمناها[۴]، من أن من صلی بتیمم لا اعادة علیه، و هی عامة فی جمیع ذلک.

جب اس کی شرمگاہ کے کچھ حصے یا آلہ تناسل پر ایسی نجاست لگ جائے جس کو درد یا زخم یا پھوڑے کی وجہ سے دھونے پر قادر نہ ہو تو جتنا ممکن ہو دھوئے اور نماز پڑھے اور دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے اور شافعی نے کہا: جتنا ممکن ہو دھوئے اور نماز پڑھے اور اس نماز کو دوبارہ بھی پڑھے اور اس کے اصحاب میں ابن خیران نے کہا: دوبارہ نماز نہ پڑھے اور یہ شافعی کا قدیم نظریہ ہے اور مزنی نے اسی کو اختیار کیا اور ابو حنیفہ کا بھی یہی نظریہ ہے۔

اور ہماری دلیل وہ آیت ہے جس کی ہم نے تلاوت کی اور وہ روایات ہیں جن کو ہم نے پہلے بیان کیا کہ جس نے تیمّم کے ساتھ نماز پڑھی اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے اور وہ ان سب حالات کو شامل ہیں۔

---

[۱] الام ۱: ۴۴.

[۲] ابو علی، الحسین بن صالح بن خیران البغدادی، الفقیہ الشافعی. اس مذہب کا ایک رکن شمار ہوتا تھا؛ فوت ہوا سنہ (۳۲۰ھ). اور دوسرے اقوال بھی ہیں البدایۃ والنہایۃ ۱۱: ۱۷۱، وطبقات الشافعیۃ الکبری سبکی ۲: ۲۱۳.

[۳] مزنی نے مختصر، ۷ میں کہا: اولی قولیه بالحق عندی ان یجزیه و لا یعید، و کذلک کل ما عجز عنه المصلی، و فیما رخص له فی ترکه من طهر و غیره.

[۴] دیکھو: مسالۃ ۱۰۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۰۷: [کپڑا یا زین جھاڑ کر غبار سے تیمّم کرنے کا حکم]

إذا عدم الماء لطهارته، و التراب لتيممه، و معه ثوب أو لبد سرج نفضه و تيمم منه. فان لم يجد الا الطين، وضع يديه عليه، ثم فركه، و تيمم و صلى، و لا اعادة عليه.

و قال الشافعي مثل ذلک، الا أنه قال: يعيد الصلاة[۱]. و به قال أبو يوسف[۲] و أحمد. و قال أبو حنيفة و محمد: يحرم عليه الصلاة في هذه الحال[۳].

دليلنا: قوله تعالى «أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ»[۴] فأوجب إقامة الصلاة عند الدلوک، و لم يفصل.

و أيضا روى الحسن بن محبوب، عن علي بن رئاب[۵]، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا كنت في حال لا تقدر الا على الطين

---

[۱] الام ۱: ۵۱.

[۲] المبسوط سرخسی ۱: ۱۱۶.

[۳] موجودہ مصادر میں ابی حنیفہ و محمد سے اس کا جائز ہونا منقول ہے شاید شیخ قدس سرہ نے دوسرے مصادر سے استفادہ کیا ہو؛ دیکھیں: احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۹۱، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۰۹، وبدائع الصنائع ۱: ۵۴.

[۴] الاسراء: ۷۸.

[۵] علی بن رئاب (رباب) ابو الحسن، مولی جرم، بطن من قضاعۃ، اور کہا گیا: مولی بنی سعد بن بکر الطحان. کوفی ثقۃ، جلیل القدر، اس نے امام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام. سے روایت کی اسے مسعودی نے ذکر کیا اور کہا: علی بن رباب من علیة علماء الرافضة. رجال النجاشی: ۱۸۹، والفہرست: ۸۷، ورجال الطوسی: ۲۴۳، ومروج الذہب ۳: ۱۹۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فتيمم به، فان الله أولى بالعذر، إذا لم يكن معک ثوب جاف، أو لبد تقدر أن تنفضه و تتيمم به[1].

و روى زرارة، عن أبى جعفر عليه السلام قال: ان أصابه الثلج فلينظر لبد سرجه، فيتيمم من غباره، أو من شيء معه، و ان كان فى حال لا يجد الا الطين فلا بأس أن يتيمم منه[2]. و أما وجوب الإعادة فيحتاج الى دليل، و ليس فى الشرع ما يدل عليه.

جب اس کی طہارت کیلئے پانی اور تیمّم کیلئے مٹی نہ ہو اور اس کے پاس کپڑا یا زین کا لبادہ ہو تو اسے جھاڑ لے اور اس سے تیمّم کرلے اور اگر اسے صرف گیلی مٹی ملتی ہو تو اس پر اپنے ہاتھ رکھے پھر اس کو ملے اور تیمّم کر کے نماز پڑھے اور دوبارہ نماز پڑھنا لازم نہیں ہے اور شافعی نے یہی نظریہ ہے مگر اس نے کہا: دوبارہ نماز پڑھے اور یہی ابو یوسف اور احمد نے کہا۔

اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا: اس حالت میں اس پر نماز پڑھنا حرام ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے " سورج کے زوال کے وقت نماز پڑھو "تو زوال کے وقت خدا نے نماز پڑھنا واجب کیا اور تفصیل نہیں دی۔

نیز حسن بن محبوب نے علی بن رئاب کے واسطے سے ابو بصیر سے روایت کی کہ امام صادقؑ نے فرمایا: جب تو اس حالت میں ہو کہ صرف گیلی مٹی پر قدرت رکھتے ہو تو تیمّم کرو کہ خدا تیرے عذر اور مجبوری کو بہتر قبول کرتا ہے جب تیرے پاس خشک کپڑا یا زین کا لبادہ نہ ہو جس کو جھاڑ کر اس کے گرد و غبار سے تیمّم کرے۔

---

[1] الکافی ۳: ۶۷ حدیث ۱، والاستبصار ۱: ۱۵۶ حدیث ۵۳۷، والتہذیب ۱: ۱۸۹ حدیث ۵۴۳.

[2] التہذیب ۱: ۱۸۹ حدیث ۵۴۵، والاستبصار ۱: ۱۵۸ حدیث ۵۴۵ اور اس میں یہ جملہ نہیں ہے: «وان کان فی. الخ».

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی فرمایا: اگر اسے برف ملتی ہو تو اپنی زین کے کپڑے کو دیکھے اس کی غبار وغیرہ سے تیمّم کرے اور اگر ایسی حالت میں ہو کہ صرف گیلی مٹی ملتی ہو تو اس سے تیمّم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنے کو واجب قرار دینے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہو۔

مسئلہ ۱۰۸: [جان بوجھ کر جنب ہونے والے کیلئے بہر حال غسل کا حکم]

من أجنب نفسه مختارا، اغتسل على كل حال، و ان خاف التلف أو الزيادة في المرض[1]، و خالف جميع الفقهاء في ذلك.

دليلنا: إجماع الفرقة المحقة، و روى أبو بصير، و سليمان بن خالد[2] جميعا، عن أبي عبد الله عليه السلام، انه سئل عن رجل كان في أرض باردة،

Presented By: www.jafrilibrary.com

[1]۔اس مسئلہ میں ہمارے فقہاء قدس اللہ ارواحہم الطاہرۃ کے تین قول ہیں:
اول یہ ہے کہ جان بوجھ کر جنب ہونے والے پر غسل واجب ہو اسے شیخ مفید و صدوق و طوسی نے اور فقہاء کی ایک جماعت نے اختیار کیا؛المقنعۃ: ۸، الہدایۃ: ۱۹.
دوسرا یہ ہے کہ غسل واجب نہیں ہے اس کا حال بغیر جان بوجھ کر جنب ہونے والے کی طرح ہے یعنی وہ تیمّم کرے اور دوبارہ اس نماز کو پڑھنا لازم نہیں ہے اور اس کی بہت سے فقہاء نے صراحت کی ہے جیسے محقق حلی کی الشرائع ۱: ۴۹، و المعتبر: ۱۱۰، اور علامہ حلی کی مختلف الشیعۃ، ج ۱: ۵۲، و المنتہی، ج ۱: ۱۵۳، اور محقق کرکی کی جامع المقاصد، ج ۱: ۷۱، اور نراقی نے المستند، ج ۱: ۲۳۱ میں تصریح کی ہے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں بھی جان بوجھ کر جنب ہونا جائز ہے.
اور تیسرا یہ ہے کہ غسل کرنا واجب نہیں ہے اور تیمّم واجب ہے اور جب مانع ختم ہو جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا لازمی ہے اور اس نظریہ کو شیخ طوسی نے المبسوط، ج ۱: ۳۰ میں اختیار کیا اور الاستبصار ۱: ۱۶۲ میں اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ پانی کی قدرت نہ ہو اور ابن ادریس نے بھی السرائر: ۲۷ میں تلف ہونے کے خطرہ کی شرط کے ساتھ اس نظریہ کو انتخاب کیا.
[2] سلیمان بن خالد بن دہقان بن نافلۃ، ابو الربیع الاقطع، مولی عفیف بن معدی کرب. کان قارئا، فقیہا، وجہا، ثقۃ، صاحب قران. اس نے امام الباقر و الصادق علیہما السلام سے روایت کی. اور شیخ مفید نے ارشاد میں اسے امام ابی عبد اللہ کے بڑے اصحاب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فتخوف ان هو اغتسل أن يصيبه عنت[1] من الغسل كيف يصنع؟ قال: يغتسل و ان أصابه ما أصابه. قال: و ذكر أنه كان وجعا شديد الوجع، فأصابته جنابة و هو فی مكان بارد، و كانت ليلة شديدة الريح باردة، فدعوت الغلمة فقلت لهم: احملونی فاغسلونی، فقالوا: انا نخاف عليک، فقلت لهم: ليس بد، فحملونی و وضعونی علی خشبات، ثم صبوا علی الماء، فغسلونی[2].

و روی محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل تصيبه الجنابة فی أرض باردة، و لا يجد الماء، و عسی أن يكون الماء جامدا؟

قال: يغتسل علی ما كان، حدثه رجل أنه فعل ذلک، فمرض شهرا من البرد، فقال: اغتسل علی ما كان فإنه لا بد من الغسل[3].

جو شخص جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کرے تو بہر حال وہ غسل کرے اگرچہ اس کو بیماری کی وجہ سے ہلاکت اور نابودی یا بیماری زیادہ ہونے کا خطرہ ہو اور تمام فقہاء نے اس نظریہ میں مخالفت کی ہ۔

اور راز داروں اور معتمد افراد میں شمار کیا اور صالح و نیکوکار فقہاء میں ذکر کیا اور اور وہ الامام الصادق علیہ السلام کی زندگی میں وفات پائی تو اس وجہ سے امام بہت غمگیں ہوئے اور ان کی اولاد کیلئے دعا کی اور ان کے بارے میں اصحاب کو وصیت کی ؛رجال النجاشی: ۱۳۸، رجال الطوسی: ۲۰۷، ارشاد المفید: ۲۸۸.

[1] العنت بالتحريک: الهلاک، و اصله المشقة و الصعوبة، و الضرر و الفساد. مجمع البحرين: ۱۵۳ (مادة عنت)

[2] التذيب ۱: ۱۹۸ حديث ۵۷۵، والاستبصار ۱: ۱۶۲ حديث ۵۶۳.

[3] الاستبصار ۱: ۱۶۳ حديث ۵۶۴، والتذيب ۱: ۱۹۸ حديث ۵۷۶، اور ان میں اس کے بعد اضافہ ہے: (و ذكر ابو عبد الله عليه السلام انه اضطر اليه و هو مريض فاتوه به مسخنا فاغتسل به و قال لا بد من الغسل).

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ے اور ہماری دلیل برحق فرقہ شیعہ کا اجماع ہے او رابو بصیر اور سلیمان بن خالد نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو سرد علاقے میں ہو اور اسے غسل کرنے سے خوف پیدا ہو کہ بڑی مصیبت اس کو لاحق ہو گی کیا کرے ؟

امامؑ نے فرمایا: جو کچھ اس کو ہو جائے وہ غسل کرے نیز آپؑ نے بیان کیا کہ آپؑ کو شدید درد تھا اور سرد علاقے میں جنابت لاحق ہو گئی اور شدید سرد لات میں سرد ہوا بھی چل رہی تھی تو آپؑ نے غلاموں کو بلایا اور ان سے کہا: مجھے اٹھا کر لے جاؤ اور مجھے غسل دو۔ انہوں نے کہا: ہمیں آپ کے بارے میں خوف ہے میں نے ان سے کہا: یہ ضروری ہے پس وہ مجھے اٹھا کر لے گئے اور لکڑی کے تختے پر مجھے رکھا پھر مجھ پر پانی بہا کر مجھے غسل دیا۔

اور محمد بن مسلم نے روایت کی کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جسے سرد علاقے میں جنابت طاری ہوئی اور پانی بھی نہیں ملتا شاید جامد پانی اور برف مل جائے، فرمایا: اسی سے غسل کرے ایک شخص نے آپ کو بیان کیا کہ اس نے ایسا کیا تو سردی سے ایک مہینہ مریض رہا فرمایا: جیسا بھی ہو غسل کرو؛ غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰۹: [نجس جگہ قید شخص کی نماز کا حکم]

إذا كان فی المصر محبوسا، أو فی موضع نجس، أو مربوطا علی خشبة، صلی یومئ إیماء علی حسب ما یقدر علیه، فان كان موضع سجوده نجسا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سجد على كفه عندنا، و هو مذهب الكافة، إلا ما حكاه الطحاوى[۱] عن أبى حنيفة، انه قال: لا يصلى[۲].

و للشافعى إذا لم يقدر فى موضع السجود الا على نجاسة قولان: أحدهما يسجد عليها. و الأخر لا يسجد و يومئ إيماء[۳] فأما الإعادة فللشافعى فيها قولان: أحدهما: يعيد و الأخر: لا يعيد[۴] و هو اختيار المزنى[۵].

ثم القول فى أيهما هو الفرض؟ فيه ثلاثة أقوال: (أحدها) الأول. (و الثانى) الثانى. (و الثالث) هما جميعا. و قول رابع: و هو أن يثيب الله تعالى على أيهما شاء ثواب الفرض، و هو قول أبى إسحاق المروزى، فأما على مذهبنا فلا اعادة عليه.

دليلنا: قوله تعالى «أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ»[۶] و هذا عام فى جميع الأحوال حسب ما يتمكن منها، و القضاء يحتاج الى دليل.

---

[۱] احمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الازدى الطحاوى. صاحب كتاب شرح معانى الاثار و غيره، و (طحا) القاهرة كے گرد نواح میں ایک گاؤں تھا. فوت ہوا سنہ (۳۲۱ھ). النجوم الزاهرة ۳: ۲۳۹، وتذكرة الحفاظ ۳: ۲۸.

[۲] احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۸۰؛ اس میں ہے: فقال ابو حنيفة و محمد و زفر: لا يصلى حتى يقدر على الماء اذا كان فى المصر. و هو قول الثورى و الاوزاعى، اور بدائع الصنائع ۱: ۵۰ میں ہے: و اما المحبوس فى مكان نجس لا يجد ماءا و لا ترابا نظيفا فانه لا يصلى عند ابى حنيفة.

[۳] الام ۱: ۵۱، و مختصر المزنى: ۷، و بدائع الصنائع ۱: ۵۰.

[۴] سابقہ مصادر.

[۵] الام (مختصر المزنى): ۷.

[۶] الاسراء: ۷۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جب کسی شہر میں یا کسی نجس جگہ قید ہو یا کسی لکڑی پر باندھ دیا گیا ہو تو جتنا قدرت میں ہو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر اس کے سجدے کی جگہ نجس ہو تو ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرے اور تمام فقہاء کا نظریہ بھی یہی ہے مگر جو طحاوی نے ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ اس نے کہا: ایسا شخص نماز نہ پڑھے اور شافعی نے کہا: جب سجدے کی جگہ پر سوائے نجاست کے قدرت نہ رکھتا ہو تو اس میں دو قول ہیں ایک میں ہے کہ اسی پر سجدہ کرے اور دوسرا ہے کہ اس پر سجدہ نہ کرے اور دوبارہ نماز نہ پڑھے اور یہ مزنی کا نظریہ ہے۔

پھر یہ بحث ہے کہ ان میں سے کونسا فرض ہے؟ اس میں تین قول ہیں: ایک یہ ہے کہ پہلا فرض ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ دوسری نماز فرض شمار ہوگی اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں فرض ہونگے اور چوتھا قول بھی موجود ہے کہ خدا ان میں سے جس پر چاہے گا فرض کا ثواب دے گا اور یہ ابو اسحاق مروزی کا قول ہے جبکہ ہمارے نظریہ کے مطابق اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: زوال آفتاب کے وقت نماز پڑھو اور یہ ممکنہ تمام حالات کو شامل ہے اور قضا واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۱۰: [جبیرہ کے احکام]

الجبائر، و الجراح، و الدماميل، و غير ذلک إذا أمكن نزع ما عليها و غسل الموضع وجب ذلک، فان لم يتمكن من ذلک بأن يخاف التلف أو الزيادة فی العلة، مسح عليها و تمم وضوءه و صلی، و لا اعادة عليه.

و به قال أبو حنيفة[1] و أصحابه، و الشافعی و أصحابه، الا أنهم قالوا: لا اعادة عليه علی قولين[1].

---

[1] بدائع الصنائع ۱: ۵۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: قوله تعالى «وَ ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ»[۲] و إيجاب نزع الجبائر فيه حرج، و أيضا عليه إجماع الفرقة.

و روى عبد الرحمن بن الحجاج[۳] قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الكسير تكون عليه الجبائر أو تكون به الجراحة، كيف يصنع بالوضوء، و عند غسل الجنابة، و غسل الجمعة؟ قال: يغسل ما وصل اليه الغسل مما ظهر مما ليس عليه الجبائر، و يدع ما سوى ذلک مما لا يستطيع غسله و لا ينزع الجبائر و لا يعبث بجراحته[۴].

و روى عبد الأعلى مولى آل سام[۵] قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: عثرت فانقطع ظفري، فجعلت على إصبعي مرارة، فكيف أصنع بالوضوء؟

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

[۱] الام (مختصر المزنی): ۷، و مغنی المحتاج ۱: ۱۰۷.

[۲] الحج: ۷۸.

[۳] عبد الرحمٰن بن الحجاج البجلی مولاہم، ابو عبد اللہ الکوفی، بیاع السابری. یسکن بغداد، اس نے امام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام سے روایت کی اور الامام الرضا علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور وہ حدیث کے معاملہ میں ثقہ ثقہ تھا اور جلیل القدر تھا اور امام ابی عبد اللہ علیہ السلام کا وکیل تھا اور لامام الرضا علیہ السلام کے زمانہ میں فوت ہوا. شیخ نے اسے رجال میں اصحاب الامام الباقر و الصادق میں شمار کیا اور وہ صفوان بن یحییٰ کا استاد تھا اور اس کی کتابوں کو اصحاب کی ایک جماعت نے نقل کیا. رجال النجاشی: ۱۷۸، و رجال الطوسی ۲۳۰ و ۳۵۳. و رجال الکشی: ۴۴۲ نمبر ۸۳۰.

[۴] الکافی ۳: ۳۲ حدیث ۱، و التہذیب ۱: ۳۶۲ حدیث ۱۰۹۴، و الاستبصار ۱: ۷۷ حدیث ۲۳۸.

[۵] شیخ طوسی نے اسے رجال میں اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا اور علامہ نے اسے خلاصۃ الاقوال میں قسم اول میں شمار کیا اور کشی نے نقل کیا کہ امام الصادق علیہ السلام نے اسے بحثیں اور مناظروں کی اجازت دی کیونکہ وہ بحث کی نزاکتوں کو سمجھتے تھے اور نشیب و فراز کے تقاضوں کے ساتھ چلتے تھے؛ رجال الطوسی: ۲۳۸، رجال الکشی ۳۱۹ نمبر ۵۷۸، و الخلاصۃ: ۱۲۷.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قال: يعرف هذا و أشباهه من كتاب الله عز و جل، قال الله تعالى «وَ ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ»[1] امسح عليه[2].

فأما إعادة الصلاة فيحتاج الى دليل، و الأصل براءة الذمة.

زخموں پر بندھی ہوئی تختیاں اور پٹیاں اور خود زخم اور پھوڑے پھنسیاں وغیرہ کو جب کھول کر اس جگہ کو دھونا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس کو تلف اور ہلاکت یا بیماری بڑھنے کا خطرہ ہو تو ان پر مسح کر کے وضو پورا کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے اور یہی ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب اور شافعی اور اس کے اصحاب کا نظریہ ہے مگر انہوں نے کہا دونوں اقوال کی بناء پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے: خدا نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی حرج قرار نہیں دیا اور زخم اور پھوڑے کو ضرر کی صورت میں کھولنے میں ضرر اور حرج ہے نیز اس مسئلہ میں شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

اور عبدالرحمٰن بن حجاج نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسن کاظمؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور اس پر پٹی یا تختی بندھی ہو یا اس کو زخم ہو تو وضو کیسے کرے؟ اور غسل جنابت اور غسل جمعہ کے وقت کیا کرے؟

امامؑ نے فرمایا: جتنا حصہ کھلا ہو اور اس پر جبیرہ پٹی اور تختی نہ بندھی ہو تو جہاں تک دھو سکے اس کو دھوئے اور باقی حصے کو چھوڑ دے جس کو دھونے کی طاقت نہ ہو اور پٹیاں وغیرہ نہ اتارے اور اپنے زخم سے مت کھیلے۔

---

[1] الحج: ۷۸.

[2] التہذیب ۱: ۳۶۳ حدیث ۱۰۹۷، والکافی ۳: ۳۳ حدیث ۴، والاستبصار ۱: ۷۷ حدیث ۲۴۰.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور عبدالاعلی مولی آل سام نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے عرض کی: میں پھسل کر گر پڑا اور میرا ناخن ٹوٹ گیا تو میں نے اپنی انگلی پر پٹی باندھ لی تو میں وضو کیسے کروں؟

امامؑ نے فرمایا: اس مسئلہ میں اور اس جیسے مسائل کو خدا کی کتاب قرآن سے سمجھا جاتا ہے خدا نے فرمایا: اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی حرج قرار نہیں دیا، اس پٹی پر مسح کر دو۔

اور نماز دوبارہ پڑھنے کا مسئلہ تو اس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور اصل قانون برائت ذمہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۱: [جبیرہ پر مسح کرنے کا اطلاق]

يجوز المسح على الجبائر سواء وضعها على طهر أو غير طهر.

و قال الشافعي: لا يجوز المسح عليها إلا إذا وضعها على طهر[1] و هل يلزمه الإعادة؟ على قولين[2]: و هل يستبيح الصلوات الكثيرة؟ فيه قولان: و هل يمسح على جميع الجبائر؟ فيه قولان[3]:

و الذى نقوله: أنه يجوز له أن يمسح على الجبائر، و لا يجب أن يكون على طهر، و يلزمه استيعابها، و يجوز له استباحة الصلوات الكثيرة بذلك.

دليلنا: على ذلك: الاية التى قدمناها، و الاخبار، و هى على عمومها[4].

---

[1] المجموع ۲: ۳۲۶، و مغنی المحتاج ۱: ۱۰۷، و نیل الاوطار ۱: ۳۲۳.

[2] الام ۱: ۴۳، و المجموع ۲: ۳۲۴، و مغنی المحتاج ۱: ۱۰۷.

[3] المجموع ۲: ۳۲۳.

[4] مسئلہ (۱۱۰) میں گزرا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و إيجاب الإعادة يحتاج الى دليل.

زخم اور پھوڑے وغیرہ پر بندھی ہوئی پٹی پر مسح کرنا جائز ہے چاہے اسے پاک جگہ پر باندھا ہو یا ناپاک پر اور شافعی نے کہا: اس پر مسح کرنا جائز نہیں مگر جب اسے پاک کر کے باندھا ہو اور کیا اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے ؟ اس میں دو قول ہیں : اور کیا اس حالت میں بہت سی نمازیں پڑھنا مباح ہے ؟ اس میں دو قول ہیں اور کیا وہ تمام پٹیوں اور تختیوں پر مسح کرے اس میں بھی دو قول ہیں اور جو ہم کہتے ہیں یہ ہے کہ اس کیلئے جبیرہ پر مسح کرنا جائز ہے اور واجب نہیں ہے کہ وہ پاک جگہ پر باندھی ہو اور پر پوری جبیرہ پر مسح کرنا لازم ہے اور اس کے ذریعہ بہت سی نمازیں پڑھنا جائز ہے۔

اور اس پر ہماری دلیل سابقہ ذکر کردہ آیت اور روایات ہیں اور ان کا معنی وسیع ہے اور دوبارہ نماز پڑھنا واجب کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۱۱۲: [نماز جنازہ کیلئے تیمّم کرنا]

يجوز أن يتيمم لصلاة الجنازة مع وجود الماء، و يجوز أن يصلى عليها و ان لم يتطهر أصلا.

و به قال ابن جرير الطبرى، و الشعبى، و قال الأوزاعى، و الثورى، و أبو حنيفة و أصحابه: يجوز ذلک بالتيمم[1] و لا يجوز ذلک من غير تيمم و لا وضوء.

و قال الشافعى: لا يجوز له أن يتيمم أصلا إذا كان واجدا للماء[2].

---

[1] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۸، وبدائع الصنائع ۱: ۵۱، وعمدۃ القاری ۴: ۱۶ وشرح فتح القدیر ۱: ۹۵، والہدایۃ للمرغینانی ۱: ۲۷.

[2] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۸، وبدائع الصنائع ۱: ۵۱، وعمدۃ القاری ۴: ۱۶، والنتف فی الفتاوی ۱: ۴۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: إجماع الفرقة فإنهم لا يختلفون فی ذلک.

و روی يونس بن يعقوب[1] قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الجنازة أصلی عليها علی غير وضوء؟ فقال: نعم، انما هو تكبير و تسبيح و تحميد و تهليل، كما تكبر و تسبح فی بيتک علی غير وضوء[2].

و روی زرعة عن سماعة قال: سألته عن رجل مرت به جنازة و هو علی غير طهر؟ قال يضرب بيده علی حائط اللبن فيتيمم به[3].

پانی موجود ہونے کی حالت میں بھی نماز جنازہ کیلئے تیمّم کرنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ نماز جنازہ پڑھے اگرچہ اصلا کوئی طہارت نہ کی ہو اور یہی ابن جریر طبری مشہور مورخ اور مفسر اور شعبی کا نظریہ ہے اور اوزاعی، ثوری اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ تیمّم سے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے مگر بغیر تیمّم اور وضو کے جائز نہیں ہے اور شافعی نے کہا: جب اسے پانی ملتا ہو تو اس کیلئے تیمّم کرنا اصلا جائز نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے اور یونس بن یعقوب نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے جنازہ کے بارے میں

---

[1] یونس بن یعقوب بن قیس، ابو علی الجلاب البجلی الدہنی. اور نجاشی نے رجال: ۳۴۸ میں کہا: یہ امام ابی عبد اللہ و ابی الحسن علیہما السلام کے خواص میں سے تھا اور امام ابی الحسن علیہ السلام کا وکیل تھا اور امام الرضا علیہ السلام کے زمان ہمیں مدینہ میں فوت ہوا تو آپ نے اس کے امور کی نگرانی کی اور یہ ائمہ کے ہاں بلند مقام رکھتا تھا اور شیخ طوسی نے رجال میں اسے اصحاب الامام الصادق والکاظم والرضا علیہم السلام میں توثیق کے ساتھ شمار کیا ہے. رجال الطوسی: ۳۳۵، ۳۶۳، ۳۹۴.

[2] التہذیب ۳: ۲۰۳ حدیث ۴۷۵، والکافی ۳: ۱۷۸ حدیث ۱ اور اس میں ہے: «ا يصلی عليها؟». اور من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۱۰۷ حدیث ۴۹۵ میں لفظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل ہے.

[3] التہذیب ۳: ۲۰۳ حدیث ۴۷۷، و الکافی ۳: ۱۷۸ حدیث ۵ اور اس میں ہے: «و هو علی غير وضوء كيف يصنع؟»

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

سوال کیا: کیا میں اس پر بغیر وضو کے نماز پڑھوں؟ فرمایا: ہاں بے شک وہ تکبیر، تسبیح، حمد اور کلمہ لاالہ الااللہ کہنا ہے جیسے تم اپنے گھر میں بغیر وضو کے تکبیر اور تسبیح کرتے ہو۔

اور زرعہ نے سماعہ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کے پاس جنازہ گزرے جبکہ وہ طہارت کی حالت میں نہ ہو؟ فرمایا: وہ اینٹوں کی دیوار پر ہاتھ مار کر تیمّم کرلے۔

مسئلہ ۱۱۳: [تیمّم سے پڑھی ہوئی نماز کا حکم]

إذا كان معه فی السفر من الماء ما لا يكفيه لغسله من الجنابة، تيمم و صلی، و ليس عليه اعادة، و كذلک القول فی الوضوء.

و قال الشافعی و أصحابه: أنه يستعمل ما وجده من الماء فيما يكفيه و يتيمم[۱] و به قال مالک[۲] و عطاء، و الحسن بن صالح بن حی[۳]. و قال فی

---

[۱] الام ۱: ۴۹، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۷۴، و مختصر المزنی: ۷، والمبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۳، والمجموع ۲: ۲۶۸، و مغنی المحتاج ۱: ۸۹، و تفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۰.

[۲] تمام نسخوں میں ایسا ہے اور موجودہ مصادر میں اسکے خلاف ہے اسی طرح علامہ حلی نے تذکرۃ الفقہاء، مسالۃ (۵۱) میں نقل کیا تیمّم کا تیسرا سبب جو مصنف کے مذکورہ متن کے خلاف ہے شاید شیخ طوسی نے دوسرے مصادر سے استفادہ کیا ہو اور مالک کے نظریہ کی تفصیل جاننے کیلئے رجوع کریں؛ المدونۃ الکبری ۱: ۷۴، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۷۴، و تفسیر القرطبیؒ ۵: ۲۳۰.

[۳] ابو عبد اللہ، الحسن بن صالح بن حی بن مسلم بن حیان الہمدانی، الکوفی. اور کہا گیا: الحسن بن صالح بن حی الفقیہ العابد. اس نے روایت کی: عمرو بن دینار، و سلمۃ ابن کہیل، و سماک بن حرب، و جماعۃ؛ فوت ہوا سنہ (۱۶۷ھ). اور کہا گیا: (۱۶۸ھ). طبقات الفقہاء: ۶۶، والتاریخ الکبیر ۲: ۲۹۵، والمنتظم العذب ۲: ۶۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

الإملاء[۱] و القديم: يستحب له استعمال الماء، و لا يجب عليه. و هو قول الزهرى، و الثورى، و أبو حنيفة و أصحابه، و اختيار المزنى[۲].

دليلنا: إجماع الفرقة، فإنهم لا يختلفون فيه.

و روى الحسين بن أبى العلاء[۳] قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يجنب و معه من الماء بقدر ما يكفيه لوضوئه للصلاة، أ يتوضأ بالماء، أو يتيمم؟ قال: يتيمم، ألا ترى انه جعل عليه نصف الطهور[۴].

---

[۱] الاملاء: جو مصنفات محمد بن ادریس الشافعی، امام المذہب میں سے ایک کتاب ہے اور اسے فقہاء کی اصطلاح میں (الجدید) کہا جاتا ہے اور میں سے الام، والمختصرات، والرسالۃ، والجامع الکبیر بھی ہیں اور جن پر شافعی کی قدیم آراء کا نام بولا جاتا ہے تو وہ ان کی ان الامالی، ومجمع الکافی، وعیون المسائل، والبحر المحیط میں ذکر ہیں۔

[۲] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۳، و مغنی المحتاج ۱: ۸۹، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۰، اور نووی نے المجموع [۲: ۲۶۸] میں کہا: و قال فی القدیم و الاملاء: یقتصر علی التیمم لان عدم بعض الاصل بمنزلة عدم الجمیع فی جواز الاقتصار علی البدل. نیز جصاص نے احکام القران [۲: ۳۷۴] میں کہا: فقال اصحابنا جمیعا یتیمم و لیس علیه استعماله. اور اس میں ہے: و قال مالک و الاوزاعی لا یستعمل الجنب هذا الماء فی الابتداء، و یتیمم.

[۳] نجاشی نے رجال: [۴۲] میں کہا: الحسین بن ابی العلا الخفاف، ابو علی الاعور، مولی بنی اسد، یہ ابن عقدۃ، وعثمان بن حاتم بن متناب نے کہا، اور احمد بن الحسین رحمہ اللہ نے کہا: وہ مولی بنی عامر ہے اور اس کے بھائی علی وعبد الحمید ہیں اور ان سب نے امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی اور حسین ان سب میں زیادہ وجیہ تھا (انتہی).

شیخ طوسی نے رجال میں اسے اصحاب الامام الباقر علیہ السلام ت میں بعنوان الحسین بن ابی العلاء الخفاف، اور اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں بعنوان: الحسین بن ابی العلاء العامری، ابو علی الزنجی الخفاف الکوفی، مولی بنی عامر ذکر کیا ہے. رجال الطوسی: ۱۱۵ و ۱۶۹.

[۴] التہذیب ۱: ۴۰۴ حدیث ۱۲۶۶. اور شیخ صدوق نے من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۵۷ حدیث ۲۱۳ میں اسے حلبی سے لفظ میں کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا. اور جو کلینی نے الکافی ۳: ۶۵ حدیث ۲ میں نقل کیا تو اس کا لفظ یہ ہے: عن ابن ابی یعفور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

جب سفر میں انسان کے پاس اتنا پانی ہو جو اس کے غسل جنابت کیلئے کافی نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے اسی طرح وضو کے بارے میں ہے (جب اس کیلئے پانی کافی نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے)۔

اور شافعی اور اس کے اصحاب نے کہا: اس کے پاس جتنا پانی ہو جہاں تک وہ کافی ہو اتنا وضو یا غسل کرے اور تیمّم بھی کرے اور نماز پڑھے اور یہی نظریہ مالک، عطا، حسن بن صالح بن حیی کا بھی ہے اور شافعی نے کتاب املاء اور قدیم میں کہا: اس کیلئے پانی استعمال کرنا مستحب ہے اور واجب نہیں ہے اور یہ زہری، ثوری، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی نظریہ ہے اور مزنی نے اسے انتخاب کیا ہے۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور وہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کرتے اور حسن بن ابی العلاء نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو جنب ہو جائے اور اس کے پاس اتنا پانی نہ ہو جو اس کے نماز کیلئے طہارت کیلئے کافی ہو تو کیا وہ پانی سے طہارت کرے[1] یا تیمّم کرے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ تیمّم کرے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس پر آدمی طہارت قرار دی گئی ہے؟!

مسئلہ ۱۱۴: [پانی ملنے کی امید ہو یا نہ تیمّم آخری وقت میں کرنے کا حکم]

قد بينا انه لا يجوز التيمم إلا فى آخر الوقت، سواء كان طامعا فى الماء أو آيسا، و على كل حال لا يجوز له تقديمه فى أول الوقت.

قال: سالت ابا عبد الله عليه السلام عن الرجل يجنب و معه من الماء قدر ما يكفيه لشربه، ا يتيمم او يتوضا؟ قال: التيمم افضل. الا ترى انه انما جعل عليه نصف الطهور.

[1] لغوی معنی میں وضو سے مراد طہارت لیا گیا ہے جیسا کہ مسئلہ ۴۹ میں زرارہ کی روایت میں بھی ایسا ہی گزرا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: ان کان آیسا من وجود الماء آخر الوقت فالأفضل تقدیمه، و ان کان طامعا فالأفضل تأخیره، و ان تساوی حاله، فیه قولان: أحدهما ان تقدیمه أفضل، و الأخر ان تأخیره أفضل[1] و به قال مالک، و أبو حنیفة، و عامة الفقهاء[2].

دلیلنا: ما قدمناه من أن التیمم لا یجوز إلا فی آخر الوقت[3] فاذا ثبت ذلک بطلت المسألة فی التفصیل فی الأوقات لأن ذلک انما یسوغ مع جواز التقدیم.

ہم نے بیان کر دیا کہ تیمّم صرف آخری وقت میں ہوتا ہے چاہے اسے پانی ملنے کی امید ہو یا اس کے ملنے سے مایوس ہو بہرحال اس کیلئے اول وقت میں تیمّم کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

اور شافعی نے کہا: اگر وہ آخری وقت میں پانی ملنے سے مایوس ہو تو افضل ہے کہ اول وقت میں تیمّم کرلے اور اگر پانی ملنے کی امید ہو تو تیمّم کو موخر کرے اور اگر دونوں حالتیں برابر ہوں تو دو قول ہیں: ایک یہ ہے کہ تیمّم کو مقدم کرنا افضل ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس کو موخر کرنا افضل ہے اور یہ مالک، ابو حنیفہ اور اکثر فقہاء کا نظریہ ہے۔

ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دی کہ تیمّم صرف آخری وقت میں جائز ہوتا ہے جب یہ ثابت ہوا تو اوقات میں تفصیل دینا کا مسئلہ باطل ہے کیونکہ وہ سب اس صورت میں جائز ہوتا جب تیمّم کو اول وقت میں مقدم کر سکتے۔

---

[1] الام ۱: ۴۶، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴.

[2] المحلی ۲: ۱۲۰، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، والمدونة الکبری ۱: ۴۲، ومقدمات ابن رشد ۱: ۸۵، والهدایة للمرغینانی ۱: ۲۶، وشرح فتح القدیر ۱: ۹۴.

[3] دیکھو مسئلہ: ۹۴.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۱۵: [اونچی جگہ سے تیمّم کرنے کا استحباب]

يستحب التيمم من ربى الأرض و عواليها، و يكره من مهابطها، و لم يفرق أحد من الفقهاء بين الموضعين. دليلنا: إجماع الفرقة، و روى النوفلي، عن غياث بن إبراهيم[1] عن ابى عبد الله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: لا وضوء من موطإ. قال النوفلي: يعنى ما تطأ عليه برجلك[2].

و روى غياث بن إبراهيم قال: نهى أمير المؤمنين عليه السلام، أن يتيمم الرجل بتراب من أثر الطريق[3].

مستحب ہے کہ تیمّم بلند جگہوں سے کیا جائے اور نشیبی جگہوں سے تیمّم کرنا مکروہ ہے اور دوسرے فقہاء میں سے کسی نے ان دو جگہوں میں فرق نہیں کیا۔

اور ہماری دلیل شیعہ فرقہ کا اجماع ہے اور نوفلی نے غیاث بن ابراہیم کے واسطے سے امام صادقؑ سے روایت کی فرمایا: امام امیر المومنینؑ نے فرمایا: نشیبی جگہ سے طہارت نہیں ہوتی نوفلی نے کہا: یعنی وہ نچلی جگہ جسے تم اپنے قدموں سے روندتے ہو۔

اور غیاث بن ابراہیم نے روایت کی کہ امام امیر المومنینؑ نے منع کیا کہ انسان راستے پر پڑی ہوئی مٹی سے تیمّم کرے۔

---

[1] غیاث بن ابراہیم التمیمی الاسیدی. بصری ساکن الکوفۃ، ثقۃ. اس نے الامام ابی عبد اللہ وابی الحسن علیہما السلام سے روایت کی. یہ نجاشی نے کہا. اور اُسیدی - جیسا کہ سبائک الذہب میں ہے - اسید بن عمرو بن تمیم کی طرف نسبت ہے. رجال النجاشی: ۲۳۴، وسبائک الذہب: ۲۷.

[2] الکافی ۳: ۶۲ حدیث ۵، والتہذیب ۱: ۱۸۶ حدیث ۵۳۷.

[3] الکافی ۳: ۶۲ حدیث ۶، والتہذیب ۱: ۱۸۷ حدیث ۵۳۸.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۱۶: [زاد راہ میں پانی بھول کر تیمّم کرنے والا کا حکم]

من نسی الماء فی رحله فتیمم، ثم وجد الماء فی رحله، فان کان قد فتش و طلب، و لم یظفر به، بأن خفی علیه مکانه، أو ظن أنه لیس معه ماء، مضت صلاته، و ان کان فرط و تیمم، ثم ذکر، وجب علیه إعادة الصلاة. و قال الشافعی: تجب علیه الإعادة[۱]. و حکی أبو ثور قال: سألت أبا عبد الله عن من نسی فی رحله ماء فتیمم و صلی؟ قال: لا یعیدها[۲].

و اختلف أصحابه فیها، منهم من قال: یجوز أن یکون أراد به مالکا أو أحمد ابن حنبل، فإنهما یکنیان أبا عبد الله، و لم تصح الروایة عن الشافعی[۳].

و منهم من قال: ان أبا ثور لم یلق مالکا، و لم یرو الا عن الشافعی، فلا یجوز أن یکون عنی غیر الشافعی. و جعل هذا قولا آخر، فاستقر علی

---

[۱] الام ۱: ۴۶، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۷۶، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۵، والمجموع ۲: ۲۶۴.

[۲] اور نووی نے المجموع [۲: ۲۶۴] میں کہا: هکذا حکاه الجمهور عن ابی ثور.

[۳] اور نووی نے سابقہ مصدر میں کہا: فقال کثیرون لعله اراد بابی عبد الله مالکا او احمد، و ضعف المحققون هذا، بان ابا ثور لم یلق مالکا، و لیس معروفا بالروایة عن احمد، و انما هو صاحب الشافعی، و احد رواة کتبه القدیمة.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

القولين: أحدها صلاته مجزية، و به قال أبو حنيفة[۱] و الثانی لا تجزی و هو الأصح، و به قال مالک، و أبو يوسف[۲].

دليلنا: على انه إذا لم يفتش لزمته الإعادة: لأنه ترک الطلب، و قد بينا انه واجب[۳] فاذا كان واجبا لم يجز التيمم من دونه، و أما إذا طلب و لم يجد، فإنما قلنا لا يجب عليه الإعادة، لأنه فعل ما أمر به، فان فرضه فی هذا الوقت التيمم و الصلاة، و قد فعلهما، و وجوب الإعادة يحتاج الى دليل.

جو شخص زاد راہ میں پانی بھول جائے اور تیمّم کرے اور پھر اسے پانی زاد راہ میں مل جائے تو اگر اس نے جستجو کی اور پانی کو تلاش کیا ہو اور سے پانی نہ ملا ہو یعنی پانی کی جگہ اس پر پوشیدہ رہی ہو یا اسے گمان ہو گیا ہو کہ اس کے پاس پانی نہیں ہے تو اس کی نماز کافی ہے اور اگر اس نے کوتاہی کی اور تیمّم کر لیا پھر اسے یاد آیا تو اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اور شافعی نے کہا: دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے اور ابو ثور نے نقل کیا کہ میں نے ابو عبداللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو زاد راہ میں پانی بھول گیا اور تیمّم کر کے نماز پڑھی اس نے کہا: نماز دوبارہ نہ پڑھے، اس کے اصحاب نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض کہتے

---

[۱] المبسوط للسرخسی ۱: ۱۲۱، والتفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۵، واحکام القران للجصاص ۲: ۳۷۶، والنتف ۱: ۴۲، والہدایۃ للمرغینانی ۱: ۲۷، و شرح فتح القدیر ۱: ۹۷، اور نووی نے المجموع [۲: ۲۶۷] میں کہا: و قال ابو حنيفة و ابو ثور و داود: لا اعادة، و هی رواية عن مالک.

[۲] التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۵، والہدایۃ للمرغینانی ۱: ۲۷، والمجموع ۲: ۲۶۷، والنتف ۱: ۴۲، و شرح فتح القدیر ۱: ۹۷، اور المدونۃ الکبری [۱: ۴۳] میں ہے: قال مالک: اری ان یعید ما کان فی الوقت. فان ذهب الوقت لم يعد. اور اسی طرح جصاص نے احکام القران ۲: ۳۷۶ میں نقل کیا.

[۳] اس کا بیان مسئلہ ۹۵ میں گزر چکا ہے.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہیں کہ ممکن ہے کہ اس نے مالک یا احمد کو مراد لیا ہو کہ ان دونوں کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور یہ روایت شافعی سے صحیح نہیں ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ ابو ثور مالک کو نہیں ملا اور وہ صرف شافعی سے روایت کرتا ہے تو ممکن نہیں ہے کہ اس نے شافعی کے علاوہ کسی کو مراد لیا وہ اور اس کو دوسرا قول قرار دیا تو اس کا نظریہ دو اقوال میں ثابت ہوا؛

ایک یہ ہے کہ اس کی نماز کافی ہے اور یہی ابو حنیفہ نے کہا اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی نماز کافی نہیں ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے اور یہی نظریہ مالک اور ابو یوسف نے اختیار کیا۔

اور ہماری دلیل اس بات پر کہ جب اس نے جستجو نہ کی تو اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے یہ ہے کہ اس نے جستجو کو چھوڑ دیا اور ہم نے دلیل کے ساتھ بیان کر دیا تھا کہ پانی کی تلاش کرنا واجب ہے پس جب تلاش واجب ہے تو اس کے بغیر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے اور جب پانی کی تلاش کی ہو اور اسے نہ پایا ہو تو ہم نے کہا: اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے کیونکہ اس نے اس کام کو انجام دیا جس کا اسے حکم دیا گیا تو اس وقت اس کا فریضہ تیمّم کر کے نماز پڑھنا تھا اور اس نے ان دونوں کو انجام دے دیا اور دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۱۱۷: [طہارت کیلئے پانی خریدنے کا حکم]

إذا وجد الماء بثمن لا يضر به، و كان معه الثمن، وجب عليه شراؤه كائنا ما كان الثمن، و به قال مالک[1].

---

[1] المدونۃ الکبری [۱:۴۶] میں یہ ہے: قال مالک: ان كان قليل الدراهم رايت ان يتيمم، و ان كان واسع المال رايت ان يشترى ما لم يكثروا عليه فى الثمن، فان رفعوا عليه فى الثمن فيتيمم و يصلى. اسی کے قریب ابن حزم نے المحلی ۲: ۱۳۶ میں ذکر کیا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال أبو حنيفة: ان وجده بزيادة من ثمنه قليلة لزمه شراؤه، و ان وجده بزيادة كثيرة، لم يلزمه شراؤه[۱].

و قال الشافعي: ان وجده بثمن مثله في موضعه و هو غير خائف، لزمه شراؤه، و ان لم يجد ثمنه، أو وجد الماء بثمن أكثر من مثله في موضعه، لم يلزمه[۲]

و قال أصحابه: ثمن مثله في موضعه. و منهم من قال: ثمن مثله بمجرى العادة[۳].

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً» ۴: ۴۳[۴] و هذا واجد، لأنه لا فرق بين أن يجده مباحا و بين أن يجده بثمن، فوجب حمل الآية على عمومها، و على إجماع الفرقة و روى صفوان بن يحيى قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل احتاج الى الوضوء للصلاة، و هو لا يقدر على الماء، فوجد قدر ما يتوضأ به بمأة درهم، أو بألف درهم، و هو واجد لها، أ

---

[۱] المجموع ۲: ۲۵۵، المبسوط ۱: ۱۱۵، المحلی ۲: ۱۳۶، احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۷۴، الہدایۃ للمرغینانی ۱: ۲۸، مراقی الفلاح: ۲۱، بدائع الصنائع ۱: ۴۸، شرح فتح القدیر ۱: ۹۸.

[۲] الام (مختصر المزنی): ۸، والمحلی ۲: ۱۳۶. والمجموع ۲: ۲۵۳، وبدائع الصنائع ۱: ۴۸، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۲۸.

[۳] نووی نے اسے المجموع ۲: ۲۵۴-۲۵۵، میں معنی کے لحاظ سے شافعی کے اصحاب سے نقل کیا لیکن لفظ یہی نہیں.

[۴] النساء: ۴۳، والمائدۃ: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

يشترى و يتوضأ، أو يتيمم؟ قال: بل يشترى. قد أصابنى مثل هذا فاشتريت و توضأت، و ما يشترى بذلک مال كثير[1].

جب اسے اتنی قیمت میں پانی ملتا ہو جو اس کی وضع زندگی کیلئے مضر اور نقصان دہ نہ ہو اور اس کے پاس قیمت موجود ہو تو اس پر پانی خریدنا واجب ہے جتنی بھی قیمت ہو اور یہی مالک نے بھی کہا ہے اور ابو حنیفہ نے کہا: اگر اسے اس کی قیمت سے تھوڑا اضافہ کے ساتھ پانی مل جائے تو خریدنا واجب ہے اور اگر وہ بہت زیادہ مہنگا ملے تو خریدنا واجب نہیں ہے۔

اور شافعی نے کہا: اگر پانی اسے اس جگہ کی قیمت مثل اور عمومی قیمت پر ملے اور اسے کوئی خوف اور خطرہ بھی نہ ہو تو اس کا خریدنا اس پر واجب ہے اور اگر اس کے پاس قیمت نہ ہو یا اس جگہ کی عمومی قیمت سے مہنگا ہو تو خریدنا واجب نہیں ہے۔

اور اس کے بعض اصحاب نے یہی کہا اور بعض نے کہا: اس کی قیمت مثل عمومی عادت کے لحاظ سے مراد ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے " پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور اس شخص کو پانی مل رہا ہے کیونکہ اس میں فرق نہیں کیا کہ اسے مفت میں پانی ملے یا قیمت کے بدلے ملے تو آیت سے وسیع معنی مراد لینا واجب ہے اور اسی نظریہ پر شیعہ گروہ کا اجماع ہے۔

---

[1] التہذیب ۱: ۴۰۶ حدیث ۱۲۷۶. اور الکافی ۳: ۷۴ حدیث ۱۷ میں لفظ کا کچھ اختلاف ہے. اور شیخ صدوق نے من لایحضرہ الفقیہ ۱: ۲۳ حدیث ۷۱ میں اس لفظ سے نقل کیا: (قال: سئل ابو الحسن الرضا عليه السلام عن رجل احتاج الى الوضوء للصلاة، و لم يقدر على الماء، فوجد ماءا بقدر ما يتوضا به بماة درهم، او بالف درهم، هل يجب عليه ان يشتريه و يتوضا به، او يتيمم؟ فقال: بل يشترى. قد اصابنى مثل ذلک، فاشتريت و توضات، و ما يسوءنى بذلک مال كثير.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور صفوان بن یحییٰ (جمال؛ اونٹ فروش) نے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام ابوالحسن کاظمؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جسے نماز کیلئے وضو کرنے کی ضرورت ہو اور وہ پانی پر قدرت نہ رکھتا ہو اور وضو کے لیے پانی کی مقدار کو سو درہم یا ہزار درہم میں پائے اور اس کے پاس اتنی رقم موجود ہو کیا وہ پانی خرید کر وضو کرے یا تیمّم کرے؟

امامؑ نے فرمایا: بلکہ وہ پانی خریدے مجھے بھی ایسا پیش آیا تو میں نے پانی خرید کیا اور وضو کیا جو کچھ اس کے بدلے خریدے گا وہ بہت زیادہ مال (اور اس کا ذخیرہ آخرت) ہے۔

مسئلہ ۱۱۸: [جنب، حایض اور مردہ مسلمان کا ایک پانی پر جمع ہونے کا حکم]

إذا اجتمع جنب و حائض و ميت، و معهم من الماء ما يكفى أحدهم، و ليس هو ملكا لواحد بعينه، كانوا مخيرين فى أن يستعمله واحد منهم، و ان كان ملكا لأحدهم فهو أولى به.

و قال الشافعى: الميت أحق به[1].

دليلنا: هو ان هذه فروض اجتمعت، و ليس بعضها أولى من بعض، و لا دليل على التخصيص، فوجب أن يكون على التخيير. و أيضا الروايات اختلفت فى ذلک على وجه لا ترجيح فيها، فحملناها على التخيير.

و روى الحسن التفليسى و يقال له: الأرمنى[1] قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن القوم يكونون فى السفر، فيموت منهم ميت، و معهم جنب، و

[1] المجموع ۲: ۲۷۳ اور مزنی نے مختصر: ۸ میں کہا: كان الميت احبهم الى ان يجودوا بالماء عليه.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

معهم ماء قليل قدر ما يكفى أحدهما، أيهما يبدأ به؟ قال: يغتسل الجنب و يترک الميت[۲].

و روى محمد بن على[۳] عن بعض أصحابنا، عن أبى عبد الله عليه السلام، قال: قلت له، الجنب و الميت يتفقان فى مكان لا يكون الماء الا بقدر ما يكتفى به أحدهما، أيهما أولى أن يجعل الماء له؟ قال: يتيمم الجنب، و يغسل الميت بالماء[۴].

جب جنب، حیض والی عورت اور مردہ مسلمان جمع ہو جائیں اور ان کے پاس پانی اتنا ہو جو کسی ایک کیلئے کافی ہو اور وہ پانی کسی ایک کی ملکیت نہ ہو تو ان کو اختیار ہے کہ ان میں سے ایک میں استعمال کریں اور اگر کسی ایک کی ملکیت ہو تو وہی اس کو استعمال کرنے میں اولویت رکھتا ہے اور شافعی نے کہا: مردہ اس کیلئے زیادہ حقدار ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ واجب کام جمع

---

[۱] شیخ نے اس حدیث کو التہذیب و الاستبصار میں الحسن بن الفضل الارمنی سے نقل کیا قال: سالت ابا الحسن الرضا علیه السلام. الحدیث. اور دوسرے الفاظ سے اس روایت کو نقل کیا (۳۳۰) عن احمد بن محمد بن عیسی، عن الحسن بن علی، عن احمد بن محمد، عن الحسن التفلیسی قال سالت ابا الحسن علیه السلام. الحدیث. شاید یہ سند اور متن کا اختلاف سبب بنا کہ علماء رجال قدس اللہ ارواحہم الطاہرۃ "الحسن التفلیسی" کے تعارف میں اختلاف اور اضطراب کا شکار ہوں کیا وہ الارمنی سے متحد ہے یا نہیں؟ دیکھیں تنقیح المقال ۱: ۲۷۰ و ۳۱۳.

[۲] الاستبصار ۱: ۱۰۲ حدیث ۳۳۱، و التہذیب ۱: ۱۱۰ حدیث ۲۸۷، اور ان میں اس متن پر یہ اضافہ ہے: (لان ہذا فریضۃ و ہذا سنۃ).

[۳] کئی راویوں میں مشترک ہے اور اسی عنوان سے بہت سی روایتوں کی سندوں میں آیا ہے جن کی تعداد تین سو چودہ ہے جیسا کہ سید خوئی نے معجم رجال الحدیث ۱۶: ۳۲۴ میں بیان کیا اور شیخ نے استبصار میں اشارہ کیا کہ اس سے روایت کرنے والا "علی بن محمد القاسانی" ہے.

[۴] التہذیب ۱: ۱۱۰ حدیث ۲۸۸، والاستبصار ۱: ۱۰۲ حدیث ۳۳۲.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

ہوگئے اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے ترجیح نہیں رکھتا اور نہ کسی خاص کام کے مقدم کرنے کی دلیل موجود ہے تو واجب ہے کہ اس صورت میں اختیار ہو اور اس مسئلہ میں روایات میں اس قدر اختلاف ہے کہ ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی جاسکتی تو ہم ان سے مراد اختیار لیتے ہیں۔

اور حسن تفلیسی نے روایت کی جسے ارمنی کہا جاتا ہے اس کا بیان ہے میں نے امام ابوالحسنؑ سے اس قوم کے بارے میں سوال کیا جو سفر میں ہوں ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے اور ان کے ساتھ جنابت والا شخص ہو اور ان کے پاس پانی اتنا کم ہو کہ صرف ایک کیلئے کافی ہو تو ان دونوں میں کس سے شروع کیا جائے؟

امامؑ نے فرمایا: جنابت والا شخص غسل کرے اور مردے کو چھوڑ دیا جائے[1]۔

اور محمد بن علی نے ہمارے بعض اصحاب کے واسطہ سے امام صادقؑ سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: جنب اور مردہ کسی ایسی جگہ جمع ہو جاتے ہیں جہاں صرف اتنا پانی ہوتا ہے جو کسی ایک کیلئے کافی ہوتا ہے ان میں سے کون پانی کو استعمال کرنے میں اولویت اور ترجیح رکھتا ہے کہ پانی کو اس کیلئے قرار دیا جائے؟

امامؑ نے فرمایا: جنب تیمّم کرے اور مردے کو پانی سے غسل دیا جائے[2]۔

مسئلہ ۱۱۹: [جنب اور بے وضو شخص کا ایک پانی پر جمع ہونے کا حکم]

إذا اجتمع جنب و محدث، و معهما من الماء ما يكفى أحدهما، كانا مخيرين أيضا.

---

[1]۔ غسل کے لحاظ سے چھوڑنا مراد ہے ورنہ اس کے دیگر احکام لاگو ہونگے۔

[2]۔ یہ روایت سابقہ سے اختلاف رکھتی ہے اور دونوں کی سند بھی غیر معتبر ہے اور تعارض ادلہ کی بنیادی شرط ہے کہ ان کی سندیں معتبر ہوں اس لیے قواعد کی رو سے اس مسئلہ کو حل کرنا لازم ہے؛ غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و للشافعی فیه ثلاثة أقوال: أحدها مثل ما قلناه[۱]. و الثانی ان المحدث أولی[۲] و الثالث ان الجنب أولی[۳]. دلیلنا: ما قلناه فی المسألة الأولی سواء[۴].

جب جنب اور بے وضو شخص جمع ہو جائیں اور ان کے پاس صرف اتنا پانی ہو جو کسی ایک کیلئے کافی ہو تو ان کو اختیار ہے اور شافعی نے اس مسئلہ میں تین نظریات دیئے: ایک ہمارے نظریہ کی طرح ہے اور دوسرا یہ ہے کہ بے وضو شخص اولویت رکھتا ہے اور تیسرا یہ ہے کہ جنابت والا شخص اولویت اور ترجیح رکھتا ہے۔

اور ہماری دلیل وہی ہے جو ہم نے سابقہ مسئلہ میں بیان کی ہے۔

مسئلہ ۱۲۰: [پانی ادھار ملنے کا حکم]

إذا عدم الماء، و وجده بالثمن، و لیس معه الثمن، فقال له إنسان: أنا أبیعک بالنسیئة، فإن کان له ما یقضی به ثمنه، لزمه شراؤه، و ان لم یکن له ما یقضی ذلک، لم یلزمه و علیه التیمم.

و قال الشافعی: یلزمه و لم یفصل[۵].

---

[۱] المجموع ۲: ۲۷۶.

[۲] سابقہ مصدر.

[۳] سابقہ مصدر.

[۴] یعنی مسئلہ نمبر ۱۱۸.

[۵] اور نووی نے المجموع [۲: ۲۵۵] میں کہا: من وجد من یبیعه الماء بثمن مؤجل، فان لم یکن له مال غائب، لم یلزمه شراؤه بلا خلاف، و ان کان فوجهان: الصحیح یلزمه شراؤه و هو المنصوص فی البویطی، و به قطع الجمهور.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

دليلنا: على انه إذا كان متمكنا يلزمه: لقوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً»[1] و لا فرق بين أن يجده مباحا أو بثمن يقدر عليه و لا يجحف به. و أما إذا لم يقدر عليه فلا يلزمه، بدلالة قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا» [2] و هذا غير واجد للماء، فينبغي أن يكون فرضه التيمم.

جب پانی نہ ملے اور اسے قیمت کے بدلے پالے اور اس کے پاس قیمت نہ ہو اور اس سے کوئی شخص یہ کہے کہ میں تجھے ادھار میں بیچتا ہوں تو اگر اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جس سے وہ اس کی قیمت ادا کر سکتا ہو تو اس پر اسے خریدنا واجب ہے اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے وہ اس قرض کو ادا کر سکے تو خریدنا واجب نہیں ہے اور اس پر تیمّم ضروری ہے۔

اور شافعی نے کہا: اس پر خریدنا واجب لازم ہے اور اس میں تفصیل نہیں دی۔

اور ہماری دلیل اس بات پر کہ جب وہ قادر ہو تو خریدنا لازم ہے خدا کا فرمان ہے پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور اس میں فرق نہیں کیا کہ وہ اسے مفت میں پائے یا اتنی قیمت میں پالے جس پر وہ طاقت رکھتا ہو اور جب وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو خریدنا لازم نہیں کیونکہ خدا کا فرمان ہے: پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرلو اور اس کے پاس پانی نہیں ہے تو اس کا فرض تیمّم ہے۔

مسئلہ ۱۲۱[طہارت کرنے کے بعد مرتد ہونے اور پھر اسلام قبول کرنے کی صورت میں حکم]

إذا تطهر للصلاة أو تيمم، ثم ارتد، ثم رجع الى الإسلام، لم تبطل طهارته و لا تيممه.

---

[1] النساء: ۴۳.

[2] النساء: ۴۳.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و للشافعی فیه ثلاثة أقوال:

أحدها: انهما یبطلان[۱]. و الثانی: لا یبطلان[۲] و الثالث: یبطل التیمم دون الطهارة[۳].

دلیلنا: علی انهما لا یبطلان: ان نواقض الطهارة معروفة، و لیس من جملتها الارتداد، و لأنه لو کان من جملتها، لکان علیه دلیل، فمن ادعی انه ینقضه، فعلیه الدلالة و لا یجدها.

جب نماز کیلئے طہارت کرے یا تیمّم کرے پھر مرتد اور منکر اسلام ہو جائے پھر اسلام کی طرف پلٹ آئے تو اس کی طہارت اور تیمّم باطل نہیں ہوتے اور شافعی کے اس میں تین قول ہیں[۴]:
ایک یہ ہے کہ اس کی طہارت اور تیمّم باطل ہو جاتے ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ وہ باطل نہیں ہوتا اور تیسرا یہ ہے کہ تیمّم باطل ہو جاتا ہے مگر دوسری طہارت باطل نہیں ہوتی۔
ہماری دلیل اس بات پر کہ اس کی طہارت اور تیمّم باطل نہیں ہوتے یہ ہے کہ طہارت کو باطل کرنے والی چیزیں مشہور اور معروف ہیں ان میں مرتد ہونا شمار نہیں ہوتا اور اس لیے کہ اگر یہ طہارت کو باطل کرنے والی چیزوں میں ہوتا تو اس کی دلیل ہوتی پس جو شخص دعوی کرتا ہے کہ یہ طہارت کو باطل کرتا ہے تو وہ دلیل پیش کرے حالانکہ وہ اسے نہیں پا سکتا۔

---

[۱] المجموع ۲: ۵، ۳۰۱.

[۲] سابقہ مصدر.

[۳] سابقہ مصدر.

[۴]۔ اگرچہ شیخ نے اس کتاب میں شافعی کے اقوال کو دقت کے ساتھ شمار کیا ہے لیکن یہ بات بعض فقہاء اسلام کی جولان فکری کا نتیجہ ہے جیسا کہ خود شیخ کے اقوال اور علامہ حلی اور شہید اول کے ہاں معرکۃ الآراء ابحاث میں کئی اقوال پائے جاتے ہیں؛ یہ بات جتنا عامیانہ ماحول میں باعث تعجب ہے اتنا علمی ماحول میں جولان فکری کا نتیجہ ہے غور کریں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

مسئلہ ۱۲۲: [سفر معصیت میں پانی نہ ملنے والے شخص کا حکم]

العاصی بسفره إذا عدم الماء، وجب عليه التيمم عند تضييق الوقت، و يصلی و لا اعادة عليه.

و قال الشافعی: يجب عليه أن يتيمم، و هل يسقط الفرض عنه؟ فيه وجهان: أحدهما يسقط. و الأخر لا يسقط[۱].

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[۲] و لم يفرق. و وجوب الإعادة عليه يحتاج الى دليل. و قد قدمنا من الاخبار ما يدل على أن من صلى بتيمم ليس عليه الإعادة[۳] و ذلک على عمومه.

نافرمانی کا سفر کرنے والا جب پانی نہ پائے تو وقت تنگ ہونے کی حالت میں اس پر تیمّم کرنا واجب ہے اور نماز پڑھے اور اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

اور شافعی نے کہا: اس پر تیمّم کرنا واجب ہے اور کیا اس سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں: ایک یہ ہے کہ فرض ساقط ہو جاتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ فرض ساقط نہیں ہوتا۔

---

[۱] نووی نے المجموع [۲: ۳۰۳] میں کہا: و ان كان فی سفر معصية ففيه وجهان: احدهما: تجب الاعادة لان سقوط الفرض بالتيمم رخصة تتعلق بالسفر، و السفر معصية، فلم تتعلق به رخصة. و الثانی: لا تجب لانا لما اوجبنا عليه ذلک صار عزيمة فلم يلزمه الاعادة. اور مغنی المحتاج ۱: ۱۰۶ میں بھی ایسا ہے۔

[۲] النساء: ۴۳، والمائدة: ۶.

[۳] مسئلہ ۹۰-۹۶ میں گزر چکا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو اور اس میں فرق نہیں کیا اور دوبارہ نماز واجب ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور ہم نے پہلے روایات ذکر کر دی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ جس نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اس پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں اور ان کا معنی وسیع ہے (اور اس مسئلہ کو بھی شامل ہے)۔

مسئلہ ۱۲۳: [مسافر کو جنابت لاحق ہونے اور پانی نہ پانے کی صورت میں تیمّم کا حکم]

إذا جامع المسافر زوجته، و عدم الماء، فان كان معه من الماء ما يغسل به فرجه و فرجها، فعلا ذلک و تيمما و صليا، و لا اعادة عليهما، لأن النجاسة قد زالت، و التيمم عند عدم الماء يسقط به الفرض، و هذا لا خلاف فيه. فان لم يكن معهما ماء أصلا فهل يجب عليهما الإعادة، أم لا؟ فيه قولان للشافعي:

أحدهما يجب[1]، و الأخر لا يجب[2].

و الذى يقتضيه مذهبنا انه لا اعادة عليهما.

دليلنا: قوله تعالى «فَلَمْ تَجِدُوا ماءً فَتَيَمَّمُوا»[3] فأوجب على الجنب التيمم و لم يفرق.

---

[1] المجموع ۲: ۲۰۹.

[2] سابقہ مصدر.

[3] النساء: ۴۳، والمائدة: ۶.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و روى العيص بن القاسم[۱]، قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام، عن رجل يأتى الماء و هو جنب، و قد صلى بتيمم؟ قال: يغتسل و لا يعيد الصلاة[۲].

و روى حريز، عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل أجنب فتيمم بالصعيد و صلى، ثم وجد الماء؟ فقال: لا يعيد، ان رب الماء رب الصعيد، فقد فعل أحد الطهورين[۳].

و روى عبد الله بن سنان، قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا لم يجد الرجل طهورا، و كان جنبا، فليمسح من الأرض، و ليصل، فاذا وجد الماء فليغتسل و قد أجزأته صلاته التى صلى[۴]. و لم يفرقوا فى شىء من الاخبار، فوجب حملها على العموم.

جب مسافر اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور پانی نہ پائے تو اگر اس کے پاس اتنا پانی ہو جس سے وہ اور اس کی بیوی شرمگاہ کو دھو کر پاک کر لیں تو ایسا کریں اور تیمّم کر کے نماز پڑھیں اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ان پر لازم نہیں ہے کیونکہ ظاہری نجاست بھی زائل ہو چکی اور پانی نہ ملنے کے وقت تیمّم کرنے سے فرض ساقط ہو گیا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

---

[۱] ابو القاسم، العیص بن القاسم بن ثابت البجلی الکوفی. جو سلیمان بن خالد الاقطع کا بھانجا تھا. عربی، ثقہ، عین؛ شیخ طوسی نے رجال میں اسے اصحاب الامام الصادق علیہ السلام میں شمار کیا؛ رجال النجاشی: ۲۳۲، و رجال الشیخ الطوسی ۲۶۴، والخلاصۃ: ۱۳۱، و رجال الکشی: ۳۶۱.

[۲] التہذیب ۱: ۱۹۷ حدیث ۵۶۹، والاستبصار ۱: ۱۶۱ حدیث ۵۵۶، اور اس میں لفظ (بتیمم) نہیں ہے.

[۳] الاستبصار ۱: ۱۶۱ حدیث ۵۵۷، والتہذیب ۱: ۱۹۷ حدیث ۵۷۱.

[۴] التہذیب ۱: ۱۹۷ حدیث ۵۷۲، والاستبصار ۱: ۱۶۱ حدیث ۵۵۸. اور کلینی نے دوسری سند سے الکافی ۳: ۶۳ حدیث ۳ میں نقل کیا.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اور اگر اس پاس کچھ بھی پانی نہ ہو تو کیا ان پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے یا نہیں ؟ اس میں شافعی کے دو قول ہیں: ایک یہ ہے کہ واجب ہے اور دوسرا یہ ہے کہ واجب نہیں ہے اور جس بات کا ہمارا مذہب تقاضا کرتا ہے یہ ہے کہ ان پر اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

اور ہماری دلیل خدا کا فرمان ہے پس تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرلو تو خدا نے جنب پر تیمّم واجب کیا اور اس میں فرق نہیں کی۔

ااور عیص بن قاسم نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو شخص جنابت کی حالت میں پانی کے پاس آئے جبکہ وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ چکا ہو ؟ فرمایا: وہ غسل کرے اور سابقہ نماز کو دوبارہ نہ پڑھے۔

اور حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی اس کا بیان ہے میں نے امام صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو جنب ہوا اور مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھی پھر اسے پانی مل گیا؟ امامؑ نے فرمایا: اس نماز کو دوبارہ نہ پڑھے کہ پانی کا خالق ہی مٹی کا خالق ہے اور اس نے دو طہارتوں میں سے ایک کو انجام دے دیا ہے۔

اور عبداللہ بن سنان نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا فرمایا: جب انسان کو طہارت کرنے کیلئے پانی نہ ملے جب کہ وہ جنابت کی حالت میں ہو تو وہ زمین پر مسح کرلے اور نماز پڑھ پس جب پانی مل جائے تو غسل کرے اور اس کی سابقہ نماز اس کیلئے کافی ہے جو اس نے پہلے پڑھ لی تھی اور ائمہ معصومینؑ نے روایات میں کسی میں فرق نہیں رکھا تو ان سے عمومی اور وسیع معنی مراد لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۴: [حیض ختم ہونے کے بعد اور غسل یا تیمّم سے پہلے ہمبستری کا حکم]

الحائض إذا انقطع دمها، جاز للرجل وطئها قبل أن تغتسل أو تتيمم.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

و قال الشافعی: لا یجوز[۱]. و سنتکلم علیها فی باب الحیض[۲] ان شاء الله تعالی.

جب حیض والی عورت کا خون ختم ہو جائے تو اس کے غسل یا تیمّم کرنے سے پہلے اس کے شوہر کیلئے اس سے ہمبستری کرنا جائز ہے اور شافعی نے کہا: یہ جائز نہیں ہے اور ہم اس کی بحث حیض کے باب میں کریں گے ان شاء اللہ تعالی۔

مسئلہ ۱۲۵: [ایک تیمّم سے چند نمازیں پڑھنے کا حکم]

الجنب إذا عدم الماء، تیمم لاستباحة الصلاة، فإذا تیمم جاز له أن یستبیح صلوات کثیرة، فرائض و نوافل.

و عند الشافعی یستبیح فرضا واحدا و ما شاء من النوافل[۳] و قد مضت هذه المسألة[۴]. فإن أحدث بعد هذا التیمم ما یوجب الوضوء، و وجد من الماء ما لا یکفیه لطهارته، أعاد التیمم، و لا یستعمل ذلک الماء. و للشافعی فیه قولان:

---

[۱] المجموع ۲: ۳۶۶، و بدایة المجتهد ۱: ۵۵، و التفسیر الکبیر ۶: ۶۸، و احکام القران للجصاص ۱: ۳۴۸، و الام ۱: ۵۹، و شرح النووی علی صحیح مسلم ۲: ۳۳۶، و الفتاوی الکبری ۱: ۷۸.

[۲] مسئلہ ۳ میں آئے گا.

[۳] الام ۱: ۴۷، و احکام القران للجصاص ۲: ۳۸۲، و التفسیر الکبیر ۱۱: ۱۷۴، و المبسوط للسرخسی ۱: ۱۱۳، و المجموع ۲: ۲۹۳، و المدونة الکبری ۱: ۴۸، و الهدایة للمرغینانی ۱: ۲۷، و شرح فتح القدیر ۱: ۹۵، و عمدة القاری ۴: ۲۴، و المحلی ۲: ۱۲۹.

[۴] دیکھیں مسئلہ: ۹۱.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

أحدهما: مثل ما قلناه، و هو الذی یختاره و یقول به[۱]. و الأخر: انه یستعمل ذلک الماء فی أعضاء طهارته و یتیمم للباقی[۲] بناءا منه علی المسألة التی مضت، فی أنه متی وجد من الماء ما لا یکفی لطهارته استعمل ذلک الماء فیما یکفیه و یتیمم للباقی[۳]. و عندنا ان فرضه التیمم، و قد تکلمنا علیه[۴].

دلیلنا: ان حدث الجنابة باق، فینبغی أن یتیمم بدلا من الجنابة، و لا حکم للحدث الموجب للوضوء علی کل حال.

جنابت والے شخص کو جب پانی نہ ملے تو نماز مباح ہونے کیلئے تیمّم کرلے اور جب تیمّم کرلے تو اس کیلئے بہت سی نمازیں مباح اور جائز ہیں چاہے فرض ہوں یا مستحب اور شافعی نے صرف ایک فرض اور جتنی چاہے مستحب نمازیں مباح قرار یں اور یہ مسئلہ گزر چکا ہے[۵]۔

اور اگر اس تیمّم کے بعد ایسا حدث سرزد ہو جو وضو کا موجب بنتا ہو اور اتنا پانی پالے جو اس کی طہارت کیلئے کافی نہ ہو تو دوبارہ تیمّم کرے اور اس پانی کو استعمال نہ کرے اور شافعی کے اس میں دو قول ہیں:

ایک ہمارے نظریہ کی طرح ہے اور اس نے اسی کو اختیار کیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ وہ اس پانی سے جہاں تک پہنچ سکے اعضاء طہارت میں استعمال کرے اور باقی کیلئے تیمّم کرے اور اس

---

[۱] الام ۱: ۴۹، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۰،اور نووی نے المجموع ۲: ۲۶۸: میں کہا: و قال فی القدیم و الاملاء یقتصر علی التیمم، لان عدم بعض الاصل بمنزلة عدم الجمیع فی جواز الاقتصار علی البدل.

[۲] الام ۱: ۴۹، والمبسوط ۱: ۱۱۳، والمجموع ۲: ۲۶۸، واحکام القران للجصاص ۲: ۴۷۳، و تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۰.

[۳] مسئلہ نمبر ۱۱۳ میں گزر چکا.

[۴] مسئلہ نمبر ۱۱۳ میں گزر چکا.

[۵] ۔یہ اور سابقہ مسئلہ کو یہاں تکرار کرنے کی وجہ معلوم نہیں جب ان کی تفصیل دوسری جگہ موجود ہے تو تکرار کا کیا معنی ہے؟!

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

کو اس مسئل پر بناء رکھی جو گزر چکا ہے کہ جب اتنا پانی ملے جو اس کی طہارت کیلئے کافی نہ ہو تو اس پانی کو اتنا استعمال کرے جہاں وہ کافی ہو اور باقی کے بدلے تیمّم کرلے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اس کا فریضہ تیمّم ہے اور ہم نے اس کی بحث پہلے ذکر کر دی ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جنابت کی ناپاکی باقی ہے تو اسے جنابت کے بدلے تیمّم کرنا پڑے گا اور بہر حال وضو کا سبب بننے والے حدث کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

فہرست منابع و مآخذ

قرآن کریم

نہج البلاغہ

۱) ابو ہریرہ شیخ المضیرۃ، سید شرف الدین م۱۳۷۷ق، مکتبہ حیدریہ نجف ۱۳۸۴ق۔

۲) اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین، سید محمد بن محمد حسینی زبیدی م۱۲۰۵ق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط۱، ۱۴۰۹ق/۱۹۸۹ء۔

۳) احکام القرآن ،ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص م۳۷۰ق، تحقیق محمد صادق قمحاوی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ق۔

۴) ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد عسقلانی، م۹۲۳ق، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۵) الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ،ابو جعفر محمد بن حسن طوسی م۴۶۰ق، تحقیق و تعلیق: سید حسن موسوی خرسان، دار کتب اسلامیہ تہران، ط ۴، ۱۳۶۳ق۔

۶) الاستذکار، ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر، ۴۶۳ق، تحقیق علی نجدی ناصف، جمہوریہ عربیہ متحدہ، مجلس اعلی للشؤون الاسلامیہ، لجنہ تحقیق احیاء التراث الاسلامی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۷) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابو عمر عبدالبر نمری قرطبیؒ م ۴۶۳ق، دار احیاء التراث العربی، بیروت، مطبوع بہامش الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔

۸) اسد الغابۃ، ابوالحسن علی بن ابی الکرم عزالدین شیبانی، معروف ابن اثیر م ۶۳۰ق، اوفسٹ، مطبعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۹) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد کنانی عسقلانی، معروف ابن حجر م ۸۵۲ق، ط۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۲۸ق۔

۱۰) الاصل، ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی م ۱۸۹ق، تصحیح و تعلیق: ابوالوفاء افغانی، ط ا، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن، برصغیر ہند، ۱۳۸۶ق/۱۹۶۶ء۔

۱۱) اصول السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی، م ۴۹۰ق، تحقیق: ابوالوفاء افغانی، ط ا، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن، برصغیر ہند۔

۱۲) اعیان الشیعۃ، سید محسن امین عاملی، ۱۳۷۱ق، تحقیق و اخراج: حسن امین، دار التعارف للمطبوعات۔

۱۳) الامّ، ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی، م ۲۰۴ق، دار الفکر بیروت، ط ۲، ۱۴۰۳ق۔

۱۴) امالی الشیخ الطوسی، محمد بن حسن طوسی، تقدیم، سید محمد صادق بحر العلوم، مکتبہ اہلیہ اوفسٹ مکتبہ داوری قم۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۵) الانتصار، علی بن حسین موسوی شریف مرتضی، م ۴۳۶ق، تقدیم سید محمد رضا سید حسن خرسان، مطبعہ حیدریہ نجف، ۱۳۹۱ق/۱۹۷۱ء، اوفسٹ منشورات رضی قم۔

۱۶) الانتصار، سابقہ مولف، تحقیق و نشر: موسسہ نشر اسلامی تابعہ جامعہ مدرسین قم ۱۴۱۵ق۔

۱۷) الانساب، ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی سمعانی، م ۵۶۲ق، تقدیم و تعلیق: عبداللہ عمر بارودی ،دار الجنان، بیروت ، ط۱، ۱۴۰۸ق/۱۹۸۸ء۔

۱۸) البحر الزخار الجامع لمذاہب علماء الامصار ،احمد بن یحیٰی بن مرتضی م ۸۴۰ق، موسسہ رسالہ بیروت ۱۳۹۴ق = ۱۹۷۵ء۔

۱۹) بدایۃ المجتہد ، نہایۃ المقتصد، ابو ولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد قرطبیؒ، م ۵۲۰ق، منشورات رضی قم ۱۴۰۶ق۔

۲۰) البدایۃ ، النہایۃ ابوالفداء ابن کثیر دمشقی، م ۷۷۴ق، تحقیق: احمد ابو ملحم، علی نجیب عطوی، فواد سید، مہدی نار الدین، علی عبدالستار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط ۵، ۱۴۰۹ق/۱۹۸۹ء۔

۲۱) تاج العروس من جواہر القاموس، سید محمد مرتضی حسینی زبیدی م ۸۱۶ق، تحقیق عبدالستار احمد فرج، مراجعہ لجنہ فنی وزارت ارشاد و انباء، ۱۳۸۵ق/۱۹۶۵ء، دار الہدایۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، مطبعہ حکومت کویت۔

۲۲) تاریخ ابن عساکر ترجمہ امام حسین بن علی بن ابی طالب، ابن عساکر م ۵۷۱ق، تحقیق و تعلیق: شیخ محمد باقر محمودی، موسسہ محمودی، بیروت، ط۱، ۱۳۹۸ق/۱۹۷۸ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۲۳) تاریخ بغداد /تاریخ مدینتہ السلام، ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، ۴۶۳ق، دار الکتب العلمیتہ، بیروت۔

۲۴) التاریخ الکبیر ابو عبداللہ اسماعیل بن ابراہیم جعفی بخاری ، ۲۵۶ق، دار الکتب العلمیتہ، بیروت۔

۲۵) التبیان، محمد بن حسن طوسی، ۴۶۰ق، تحقیق ، تصحیح: احمد حبیب قصیر عاملی، مکتبہ امین نجف۔

۲۶) التحقیق فی اختلاف الحدیث ، ابن جوزی، م۵۷۹ق، تحقیق محمد حامد فقی، ط۲، مطبعہ مقہوی، ۱۴۰۳ق/ ۱۹۸۳ء۔

۲۷) تذکرۃ الحفاظ ، ابو عبداللہ شمس الدین محمد ذہبی ، م۷۴۷، دار احیاء التراث العربی، تصحیح عبدالرحمٰن بن یحییٰ معلّمی۔

۲۸) تذکرۃ الفقہاء حسن بن یوسف بن علی بن مطہر حلی م۷۲۶ق، مکتبہ رضویہ لاحیاء الآثار الجعفریۃ، سوق بین الحرمین، طبعہ حجریہ تہران۔

۲۹) تلخیص الحبیر فی تخریج الرافعی الکبیر، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، ۸۵۲ق، دار الفکر۔

۳۰) التفسیر الکبیر، فخر رازی، م۶۰۶ق، ط۲، دار الکتب العلمیہ تہران۔

۳۱) تہذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ، محمد بن حسن طوسی، ۴۶۰ق، تحقیق و تعلیق؛ سید حسن موسوی خرسان، دار کتب اسلامیہ ، تہران، ۱۳۹۰ق۔

۳۲) تہذیب الاسماء و اللغات، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی، ۶۷۶ق، دار الکتب العلمیتہ، بیروت۔

۳۳) تہذیب التہذیب ، شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، م۸۵۲ق، دار الفکر بیروت، ط۱، ۱۴۰۴ق/ ۱۹۸۴ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۳۴) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جمال الدین ابو الحجاج یوسف مزی، م۷۴۲ق، تحقیق و تعلیق: بشار عوّاد معروف، موسسہ رسالہ، ط۲، ۱۴۰۵ق/۱۹۸۵ء۔

۳۵) التنقیح ابن عبدالہادی، م۷۴۴ق، تحقیق محمد حامد فقی، ط ۲، ۱۴۰۳ق = ۱۹۸۳ء، طبع بہامش التحقیق فی اختلاف الحدیث ابن جوزی مطبعہ مقہوی۔

۳۶) تنقیح المقال فی علم الرجال، عبداللہ مامقانی، ۱۳۵۱ق، طبعہ حجریہ نجف۔

۳۷) توالی التاسیس، ابن حجر عسقلانی، م۸۵۲ق، تحقیق ابو الفداء عبداللہ قاضی، دار الکتب العلمیتہ بیروت، ط۱، ۱۴۰۶ق = ۱۹۷۷ء۔

۳۸) الثقات ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد تمیمی بستی، ۳۵۴ق، ط۱، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدرآباد دکن، برصغیر ہند، ۱۳۹۷ق/۱۹۷۷ء۔

۳۹) جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مجد الدین ابوالسعادات مبارک بن محمد ابن اثیر جزری، م۶۰۶ق، تحقیق و تخریج و تعلیق: عبدالقادر ارناووط، دار الفکر بیروت، ط۲، ۱۴۰۳ق/۱۹۸۳ء۔

۴۰) الجامع الصحیح، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ م۲۷۹ق، تحقیق و شرح: احمد محمد شاکر، دار الفکر بیروت۔

۴۱) الجامع لاحکام القرآن ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، ۶۷۱ق، تصحیح احمد عبدالعلیم بردونی، اوفسٹ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۴۲) الجرح و التعدیل ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس بن منذر تمیمی حنظلی رازی، ۳۲۷ق، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن، برصغیر ہند۔

۴۳) الجعفریات/الاشعثیات، ابو علی محمد بن محمد بن اشعث کوفی قرن ۴، مکتبہ نینوا حدیثہ تہران ناصر خسرو مری، طبعہ حجری۔

۴۴) جمہرۃ اللغۃ ابو بکر محمد بن حسن بن درید، م۳۲۱ق، ط۱، دار العلم للملایین بیروت، ۱۹۷۸ء۔

۴۵) جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام محمد حسن نجفی، ۱۲۶۶ق، دار احیاء التراث العربی، بیروت ط۷۔

۴۶) الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ، محی الدین ابو محمد عبدالقادر ابن ابی الوفاء قرشی حنفی مصری، ۷۷۵ق، ط۱، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن، برصغیر ہند۔

۴۷) حاشیۃ علی مراقی الفلاح، احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی حنفی، ۱۲۳۱ق، مطبعہ بولاق قاہرہ ۱۳۱۸ق۔

۴۸) حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، ۴۳۰ق، دار الکتب العلمیۃ بیروت ط۱، ۱۴۰۹ق/۱۹۸۸ء۔

۴۹) حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذاہب الفقہاء، سیف الدین ابو بکر محمد بن احمد شاشی قفال ۵۰۷ق، تحقیق و تعلیق: یاسین احمد ابراہیم وراد کہ، دار الباز، مکتبہ رسالہ حدیثہ، مملکت اردن ہاشمی، عمان، ط۱، ۱۹۸۸ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۵۰) خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ، صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی قرن ۱۰، تحقیق محمود عبدالوہاب فاید، مکتبہ قاہرہ مصر، مطبعہ فجالہ جدیدہ قاہرہ۔

۵۱) الخلاف، محمد بن حسن طوسی ، ۴۶۰ق، تحقیق جماعت محققین، موسسہ نشر اسلامی تابعہ جامعہ مدرسین قم ۱۴۰۷ق۔

۵۲) الدر المختار شرح تنویر الابصار،الدر لمحمد علاء الدین حصکفی،م۱۰۸۸ق، التنویر لمحمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی غزی، ۱۰۰۴ق، طبع بہامش حاشیہ رد المختار ط ۲، دار الفکر بیروت، ۱۳۸۶ق/۱۹۶۶ء۔

۵۳) الدر المنثور فی التفسیر الماثور ، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی،۹۱۱، ناشر محمد امین دمج، بیروت۔

۵۴) دعائم الاسلام و ذکر الحلال و الحرام و القضایا و الاحکام ابو حنیفہ نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون تمیمی مغربی ۳۶۳ق، تحقیق: آصف بن علی اصغر فیضی، دار المعارف، ۱۳۸۳ق۔

۵۵) الذریعۃ الی اصول الشریعۃ، علی بن حسین سید مرتضی، ۴۳۶ق، تصحیح و تقدیم و تعلیق: ابوالقاسم گرجی، مطبعہ کلیہ تہران، ط ۲، ۱۳۶۳ق۔

۵۶) رجال الطوسی، محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ق، تحقیق و تعلیق و تقدیم: محمد صادق آل بحر العلوم، ط ۱، مطبعہ حیدریہ نجف، ۱۳۸۱ق۔

۵۷) رجال العلامۃ الحلی، حسن بن یوسف بن علی بن مطہر م ۷۲۶ق، تحقیق: محمد صادق آل بحر العلوم، ط ۱، مطبعہ حیدریہ نجف، اوفسٹ خیام قم، نشر مکتبہ رضی قم۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۵۸) رجال الکشی/اختیار معرفۃ الرجال، محمد بن حسن طوسی ۴۶۰ق، تعلیق: سید میر داماد استر آبادی، تحقیق سید مہدی رجائی، موسسہ آل البیت، مطبعہ بعثت قم، ۱۴۰۴ق۔

۵۹) رجال النجاشی، ابو العباس احمد بن علی بن احمد بن عباس نجاشی اسدی کوفی، ۴۵۰ق، موسسہ نشر اسلامی تابعہ جامعہ مدرسین قم۔

۶۰) رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی عثمانی شافعی، قرن ۸، طبع بہامش کتاب المیزان الکبری ط۲، دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ق۔

۶۱) روضات الجناب فی احوال العلماء و السادات، میرزا محمد باقری موسوی خوانساری اصفہانی، ۱۳۱۳ق، ط۱، دار اسلامیہ بیروت، ۱۴۱۱ق۔

۶۲) سبل السلام شرح بلوغ المرام من جمع ادلۃ الاحکام، محمد بن اسماعیل امیر یمنی صنعانی، ۱۱۸۲ق، تقدیم و تخریج احادیث: محمد عبدالقادر احمد عطاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت ط۱، ۱۴۰۸ق/۱۹۸۸ق۔

۶۳) السراج الوہاج شرح متن المنہاج، شرح محمد زہری غمراوی علی متن المنہاج لشرف الدین نووی، ۶۷۶ق، تصحیح جماعۃ من علماء الازہر یحیٰ الشرف، اوفسٹ مکتبہ مثنی، بغداد۔

۶۴) سفینۃ البحار و مدینۃ الحکم و الآثار، عباس قمی، ۱۳۵۹ق، موسسہ انتشارات فراہانی تہران۔

۶۵) سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی، ۲۷۵ق، تحقیق و تعلیق: محمد فواد عبدالباقی، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ق/۱۹۷۵ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۶۶) سنن ابی داؤد، ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی ازدی، م ۲۷۵ق، دار الجیل بیروت ۱۴۰۸ق/۱۹۸۸ء۔

☆سنن الترمذی = الجامع الصحیح

۶۷) سنن الدار القطنی، علی بن عمر دار قطنی، ۳۸۵ق، عالم الکتب بیروت ط ۴، ۱۴۰۶ق/۱۹۸۶ء۔

۶۸) السنن الکبری للبیہقی، ابو بکر احمد بن احمد بن حسین بن علی بیہقی ،۴۵۸ق، دار المعرفۃ بیروت۔

۶۹) سنن النسائی ،ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی، ۳۰۳ق، ط ۱، دار الفکر بیروت، ۱۳۴۸ق = ۱۹۳۰ء۔

۷۰) سیر اعلام النبلاء، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی ، ۷۴۸ق، اشراف علی تحقیق و تخریج: شعیب ارنؤوط، موسسہ رسالہ بیروت ط ۴، ۱۴۰۶ق/۱۹۸۶ء۔

۷۱) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ابو الفلاح عبدالحیی بن عماد حنبلی ، ۱۰۸۹ق، دار المسیرۃ بیروت۔

۷۲) شرح ابن عقیل علی الفیتہ ابن مالک، بہاء الدین عبداللہ بن عقیل عقیلی ہمدانی م ۷۶۹ق، تحقیق محمد محیی الدین عبدالحمید، ط ۷، ۱۳۶۸ق/۱۴۱۱ء، انتشارات ناصر خسرو تہران، مطبعہ امیر قم۔

☆شرح الازہار فی فقہ الائمۃ الاطہار = المنتزع المختار فی المغیب المدرار المفتح لکمائم الازہار فی فقہ الائمہ الاطہار۔

۷۳) شرح الزرقانی علی موطّا الامام المالک، محمد زرقانی، ۱۱۲۲ق، تصحیح لجنہ علماء، ۱۴۰۹ق، دار المعرفۃ بیروت۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۷۴) شرح فتح القدیر للعاجز الفقیر، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، ۶۸۱ق، داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۷۵) الشرح علی متن المقنع، شمس الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی، ۶۸۲ق، طبع اوفسٹ بہامش کتاب المغنی، عنایہ: جماعۃ العلماء، دارالکتاب العربی بیروت۔

۷۶) الشعر والشعراء، ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، ۲۷۶ق، طبع مدینہ لیدن، ۱۹۰۲ء۔

۷۷) الصحاح اسماعیل بن حماد جوہری، ۳۹۳ق، تحقیق احمد عبدالغفور عطاء، ط۱، قاہرہ، ۱۳۷۶ق، اوفسٹ ط۴، دارالعلم للملایین بیروت ۱۴۰۷ق۔

۷۸) صحیح البخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بخاری جعفی، ۲۵۶ق، شرح و تحقیق: قاسم شماعی رفاعی، ط۱، دارالقلم بیروت ۱۴۰۷ق۔

۷۹) صحیح مسلم، ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، ۲۶۱ق، تحقیق و تصحیح: محمد فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۸۰) طبقات ابن سعد، محمد بن سعد، ۲۳۰ق، دار بیروت للطباعۃ و النشر، بیروت، ۱۴۰۵ق۔

۸۱) طبقات الحفاظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی، ۹۱۱ق، تحقیق علی محمد عمر، ناشر: مکتبہ وہبہ، قاہرہ، مطبعہ استقلال کبری ط۱، ۱۳۹۳ق۔

۸۲) طبقات الحنابلۃ، قاضی ابو الحسین محمد بن ابی یعلی قرن ۶، دار المعرفۃ بیروت۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۸۳) طبقات الشافعیتہ الکبری، تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی سبکی، ۷۷۱ق، تحقیق محمود محمد طناحی، عبدالفتاح محمد حلو، دار احیاء الکتب العربیتہ، فیصل عیسی البانی حلبی۔

۸۴) طبقات فحول الشعراء، محمد بن سلام جمحی، ۲۲۴ق، قرائت و شرح: ابو فہر محمود محمد شاکر، مطبعہ مدنی موسسہ سعودیہ مصر۔

۸۵) طبقات الفقہاء ابو اسحاق شیرازی، ۴۷۶ق، مکتبہ عربیہ بغداد ۱۳۵۶ق۔

۸۶) طبقات الفقہاء الشافعیتہ، محمد بن احمد بن محمد عبادی ہروی ابو عاصم، ۴۵۸ق، طبع لیدن ۱۹۶۴ء۔

۸۷) طبقات المفسرین شمس الدین محمد بن محمد بن علی بن احمد داودی م۹۴۵ق، مراجعہ نسخہ و ضبط اعلام، لجنہ علماء، اشراف ناشر، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۸۸) العبر فی خبر من غبر، حافظ ذہبی، ۷۴۸ق، تحقیق: صلاح الدین منجد، تراث عربی، کویت ۱۹۶۰ء۔

۸۹) علل الشرائع، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی صدوق، ۳۸۱ق، تقدیم: سید محمد صادق بحر العلوم، مکتبہ حیدریہ نجف ۱۳۸۵ق/۱۹۶۶ء، اوفسٹ مکتبہ داوری قم۔

۹۰) عوالی اللئالی العزیزیتہ فی الاحادیث الدینیتہ، محمد بن علی بن ابراہیم احسائی معروف: ابن جمہور، قرن ۹، تقدیم: سید شہاب الدین مرعشی نجفی، تحقیق: شیخ مجتبی عراقی، ط ۱، مطبعہ سید الشہداء، قم، ۱۴۰۳ق/ ۱۹۸۳ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۹۱) العین، ابو عبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی ،۱۷۵ق، تحقیق: مہدی مخزومی، ابراہیم سامرائی، دار مکتبہ ہلال۔

۹۲) غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد جزری ، ۸۳۳ق، عنایۃ نشر: ج براجستراسر، ط۱، ۱۳۵۲ق / ۱۹۳۳ء، ط ۳، ۱۴۰۲ق /۱۹۸۲ء دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۹۳) الغنیۃ اصولھا و فروعھا، ابن زہرہ، قرن۶، مطبوع ضمن الجوامع الفقہیۃ، مکتبہ مرعشی نجفی قم ۱۴۰۴ق۔

۹۴) الفتاوی الخانیۃ/ فتاوی قاضی خان ، قاضی القضاۃ محمود اوزجندی، ناشر قاری محمد اسماعیل ،مکتبہ ماجدیہ ،عیدگاہ چاغی روڈ کوئٹہ ط ۲، ۱۴۰۳ق/ ۱۹۸۳ء، مطبعہ بہامش فتاوی عالمگیریہ۔

۹۵) الفتاوی الکبری، (مجموعہ فتاوی) تقی الدین ابن تیمیہ حرانی، ۷۲۸ق، دار القلم بیروت، ط۱، ۱۴۰۷ق۔

۹۶) الفتاوی الہندیۃ، شیخ نظام و جماعۃ علماء ہند، دار احیاء التراث العربی، بیروت ط ۴۔

۹۷) فتح الباری شرح صحیح البخاری ، احمد بن علی بن محمد بن حجر عسقلانی، م ۷۵۲ء، مراجعہ: عبدالرحمٰن محمد، ناشر، دار احیاء التراث العربی، بیروت ط ۱۴۰۲، ۲ق۔

۹۸) فتح العزیز شرح العزیز، ابو القاسم عبدالکریم بن محمد رافعی، ۶۲۳ق، طبع بہامش المجموع شرح المہذب۔

۹۹) فتح الوہاب بشرح منہج الطلاب، ابو یحییٰ زکریا انصاری م ۹۲۵ق، دار احیاء الکتب العربیۃ۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۰۰) فرائد السمطین، ابراہیم بن محمد بن موید بن عبداللہ بن علی بن محمد جوینی خراسانی، م۷۳۰ق، تحقیق و تعلیق و نشر، محمد باقر محمودی، موسسہ المحمودی، بیروت ط۱، ۱۳۹۸ق/۱۹۷۸ء۔

۱۰۱) فواتح الرحموت بشرح مسلّم الثبوت، عبدالعلی محمد بن نظام الدین انصاری، ناشر دار الذخائر، ط۲، مطبعہ نمونہ، قم، ۱۳۶۸ش۔

۱۰۲) الفہرست لابن الندیم، ابو الفرج محمد بن ابو یعقوب اسحاق معروف: وزّاق، م۴۳۸ق، تحقیق رضا تجدد، طبعہ جامعہ تہران۔

۱۰۳) القوانین الفقہیۃ، محمد بن احمد بن جزری کلبی م۷۴۱ق، دار الفکر بیروت۔

۱۰۴) الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، ذہبی، م۷۴۸ق، تحقیق و تعلیق: عزت علی عید عطیہ و موسی محمد علی موشی، ط۱، ۱۳۹۲ق/ ۱۹۷۲ء۔

۱۰۵) الکافی ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی، ۳۲۹ق، تصحیح و تعلیق: علی اکبر غفاری، دار کتب اسلامیہ، تہران، ط۴، ۱۳۶۶ش۔

۱۰۶) الکافی فی الفقہ، ابو صلاح حلبی، م۴۴۷ق، تحقیق رضا استادی، کتاب خانہ امیر المومنین اصفہان۔

۱۰۷) کفایۃ الاخیار فی حل غایۃ الاختصار، تقی الدین ابو بکر بن محمد حسینی حصنی دمشقی شافعی، قرن۹، ط۲، دار المعرفۃ بیروت لبنان۔

۱۰۸) الکنی و الالقاب، شیخ عباس قمی ۱۳۵۹ق، مطبعہ حیدریہ نجف، ۱۳۷۶ق/۱۹۵۶ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۰۹) کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال ، علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی، ۹۷۵ق، ضبط و تفسیر شیخ بکری حیانی، تصحیح و فہارس: صفوۃ السقاء، موسسہ رسالہ بیروت۔

۱۱۰) لسان العرب، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی مصری، ۷۱۱ق، دار صادر بیروت۔

۱۱۱) لسان المیزان ، شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، م ۸۵۲ق، موسسہ اعلمی للمطبوعات بیروت ط ۳، ۱۴۰۶ق۔

۱۱۲) اللباب فی شرح الکتاب ، عبدالغنی دمشقی میدانی حنفی، قرن ۱۳، تحقیق و ضبط و تعلیق: محمد امین نواوی، ناشر دار الکتاب العربی بیروت۔

۱۱۳) المبدع فی المقنع، ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح مورخ حنبلی، م ۸۸۴ق، مکتب اسلامی، ۱۹۸۰ء۔

۱۱۴) المبسوط شمس الدین سرخسی م ۴۸۳ق، دار الدعوۃ استنبول ترکی۔

۱۱۵) المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی، تحقیق محمود ابراہیم زاید، دار المعرفۃ بیروت۔

۱۱۶) مجمع البحرین فخر الدین طریحی م ۱۰۸۵ق، تحقیق احمد حسینی، ناشر مرتضوی ط ۲، مطبعہ خورشید، ۱۳۶۵ش۔

۱۱۷) مجمع البیان فی تفسیر القرآن ، ابو علی فضل بن حسن طبرسی قرن ۶، تصحیح و تعلیق و تحقیق: سید ہاشم رسولی محلاتی و سید فضل اللہ یزدی طباطبائی، دار المعرفۃ ط ۲، ۱۴۰۸ق۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۱۸) مجمع الرجال زکی الدین عنایۃاللہ بن علی قہپائی، قرن ۱۱، تصحیح و تعلیق: سید ضیاء الدین مشہور: اصفہانی، موسسہ مطبوعات اسماعیلیان، قم۔

۱۱۹) مجمع الزوائد و منبع الفوائد، نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی ۸۰۷ق، منشورات دار الکتاب العربی، بیروت ط ۳، ۱۴۰۲ق۔

۱۲۰) المجموع شرح المہذب، ابوزکریا محیی الدین بن شرف نووی، دار الفکر بیروت۔

۱۲۱) المحلّی باالآثار، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی، م ۴۵۶ق، تحقیق عبدالغفار سلیمان بغدادی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۸ق۔

۱۲۲) مختلف الشیعۃ فی احکام الشریعۃ ابو منصور حسن بن یوسف بن مطہر اسدی مشہور: علامہ حلی، م ۷۲۶ق، تحقیق موسسہ نشر اسلامی تابعہ جماعۃ مدرسین قم ط ۳، ۱۴۱۳ق۔

۱۲۳) مختصر المزنی، ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی م ۲۶۴ق، ملحق بکتاب الامّ شافعی، دار الفکر بیروت ط ۲، ۱۴۰۳ق/۱۹۸۳ء۔

۱۲۴) المدوّنۃ الکبری للامام مالک، راوی: سحنون بن سعید تنوخی، مطبعہ سعادۃ مصر۔

۱۲۵) مرآۃ الجنان، عفیف الدین عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی، م ۶۹۸ق، تحقیق عبداللہ جبوری، موسسہ رسالہ بیروت، ط ۱، ۱۴۰۵ق۔

۱۲۶) المراسم العلویۃ فی الاحامی، حمزہ بن عبدالعزیز دیلمی، ملقب: سلّار، ۴۶۳ق، تحقیق و تقدیم؛ محمود بستانی، دار زہراء، بیروت ط ۱، ۱۴۰۰ق/۱۹۸۰ء۔

۱۲۷) المراسیل لابی داود، سلیمان بن اشعث سجستانی، م ۲۷۵ق، مراجعہ و فہرس: یوسف عبدالرحمٰن مرعشی، دار المعرفۃ بیروت۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۲۸) مروج الذہب و معادن الجواہر، ابو الحسن علی بن حسین بن علی مسعودی م۳۴۶ق، تحقیق محمد محیی الدین عبدالحمید دار المعرفۃ بیروت۔

۱۲۹) المستصفی من علم الاصول، ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی م ۵۰۵ق، ط۱، مطبعہ امیریہ بولاق مصر، ۱۳۲۲ق، اوفسٹ منشورات دار الذخائر قم۔

۱۳۰) المستدرک علی الصحیحین، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، م۴۰۵ق، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ق/۱۹۹۰ء۔

۱۳۱) مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، میرزا حسین نوری طبرسی، ۱۳۲۰ق، تحقیق و نشر: موسسہ آل البیت لاحیاء التراث، قم، ط۱، مطبعہ سعید، مشہد۔

۱۳۲) مسند ابی عوانہ، ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائینی، ۳۱۶ق، دار المعرفۃ بیروت۔

۱۳۳) مسند ابی یعلی الموصلی، احمد بن علی بن مثنی تمیمی، ۳۰۷ق، تحقیق و تخریج: حسین سلیم اسد، ط۲، ۱۴۱۰ق/۱۹۸۹ء، دار المامون للتراث دمشق، سوریہ، بیروت۔

۱۳۴) مسند احمد بن حنبل، دار صادر بیروت۔

۱۳۵) مسند الشافعی، محمد بن ادریس شافعی، م۲۰۴ق، ملحق بکتاب الامّ، دار الفکر ط۲، ۱۴۰۳/۱۹۸۳ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۳۶) مشکل الآثار ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ ازدی مصری حنفی طحاوی، م۳۲۱ق، ط۱، مجلس دائرہ معارف نظامیہ، حیدر آباد دکن، برصغیر ہند، ۱۳۳۳ق، اوفسٹ دار صادر بیروت۔

۱۳۷) مصنف ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، ۲۱۱ق، تحقیق و تخریج و تعلیق: حبیب الرحمٰن اعظمی، توزیع المکتب الاسلامی ط۲، ۱۴۰۳ق/۱۹۸۳ء، منشورات المجلس العلمی۔

۱۳۸) المعارف لابن قتیبہ، ابو محمد عبداللہ بن مسلم ۲۷۶ق، تحقیق و تقدیم: ثروت عکاشہ، مطبعہ دار الکتب، ۱۹۶۰ء۔

۱۳۹) المعتمد فی اصول الفقہ، ابو الحسین محمد بن علی بن طیب بصری معتزلی م۴۳۶ق، تقدیم و ضبط: شیخ خلیل میس، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۳ق/۱۹۸۳ء۔

۱۴۰) معجم الادباء یاقوت حموی، م۶۲۶ق، ط۳، دار الفکر بیروت، ۱۹۸۰ق۔

۱۴۱) معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواۃ، ابو القاسم موسوی خوئی، م۱۴۱۴ق، منشورات مدینۃ العلم قم، ط۴، ۱۴۰۹ق = ۱۹۸۹ء۔

۱۴۲) معجم قبائل العرب، عمر رضا کحالہ، موسسہ رسالہ ط۵، بیروت، ۱۴۰۵ق۔

۱۴۳) معجم مقاییس اللغۃ ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا م۳۹۵ق، تحقیق و ضبط: عبدالسلام محمد ہارون، ناشر: مرکز النشر المکتب الاعلام الاسلامی قم، ۱۴۰۴ق۔

۱۴۴) معجم المولفین عمر رضا کحالہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۴۵) مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب، جمال الدین ابن ہشام انصاری م ۷۶۱ق، تحقیق و تعلیق: مازن مبارک، محمد علی، مراجعہ: سعید افغانی، ط ۵، ناشر مکتبہ سید الشہداء قم، مطبعہ امیر، ۱۴۱۰ق/۱۳۶۸ش۔

۱۴۶) المغنی، ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ ۶۲۰ق، عنایہ جماعۃ من العلماء، دار الکتاب العربی بیروت۔

۱۴۷) مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، شرح: شیخ محمد شربینی م ۱۰ق، منہاج: ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی، قرن ۷، ملتزم الطبع والنشر شرکۃ مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البانی حلبی و اولادہ، مصر ۱۳۷۷ق/ ۱۹۵۸ء، اوفسٹ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۴۸) مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ، احمد بن مصطفیٰ معروف بطاش کبری زادہ، م ۹۶۸ق، ط ۲، مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، حیدرآباد دکن، برصغیر ہند، ۱۳۹۸/۱۹۷۷ء۔

۱۴۹) مفتاح الکرامۃ فی شرح قواعد العلامۃ، سید محمد جواد حسینی عاملی م ۱۲۲۶ق، موسسہ آل البیت قم۔

۱۵۰) مقدمات ابن رشد، ابو ولید محمد بن احمد بن رشد، ۵۲۰ق، طبع مطبعہ سعادت، مصر اوفسٹ مطبعہ مثنی بغداد۔

۱۵۱) المقنعۃ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان عکبری بغدادی ملقب: شیخ مفید، م ۴۱۳ق، تحقیق و نشر: موسسہ نشر اسلامی تابعہ جامعہ مدرسین قم، ط ۲، ۱۴۱۳ق۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۵۲) الملل و النحل امام شہرستانی عبدالکریم، م۵۴۸ق، تخریج : محمد بن فتح اللہ بدران، ناشر، مکتبہ انجلو مصری ط ۲، اوفسٹ منشورات شریف رضی قم۔

۱۵۳) المنار فی المختار من جواہر البحر الزخار، صالح بن مہدی مقبلی م ۱۱۰۸ق، موسسہ رسالہ بیروت ط۱، ۱۴۰۸ق/۱۹۸۸ء۔

۱۵۴) المنتزع المختار من الغیث المدرار المفتح لکمائم الازہار فی فقہ الائمۃ الاطہار، ازہار: امام مہدی احمد بن یحییٰ مرتضی حسینی م۸۴۰ق، المنتزع: ابوالحسن عبداللہ بن ابوالقاسم معروف: ابن مفتاح۔

۱۵۵) من لا یحضرہ الفقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ صدوق قمی، م۳۸۱ق، تحقیق و تعلیق سید حسن موسوی خرسان، دار الکتب العلمیہ تہران، ط۵، ۱۳۹۰ق۔

۱۵۶) منتہی المطلب فی تحقیق المذہب، جمال الدین ابو منصور حسن بن یوسف بن مطہر حلی، م۷۲۶ق، ط حجری ایران۔

۱۵۷) المہذب ، قاضی عبدالعزیز بن براج طرابلسی م ۴۸۱ق، موسسہ نشر اسلامی تابعہ جامعہ مدرسین قم، ۱۴۰۶ق۔

۱۵۸) المہذب ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروزآبادی شیرازی، م۴۷۶ق، طبع مطبعہ عیسی البابی حلبی و شرکاء مصر۔

۱۵۹) مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل ، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن مغربی معروف: حطاب، م۹۵۴ق، ط ۲، دار الفکر الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ق/۱۹۷۸ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۶۰) الموطّا، مالک بن انس، م۱۷۹ق، تصحیح و تخریج، تعلیق: محمد فواد عبدالباقی، مکتبہ فیصلیہ، مکہ مطبعہ داراحیاء الکتب العربیتہ، قاہرہ۔

۱۶۱) المیزان الکبری، ابو المواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی انصاری شافعی مصری معروف شعرانی قرن۱۰، دارالفکر بیروت، ط۲، ۱۳۹۸ق/۱۹۷۸ء۔

۱۶۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی م ۷۴۷ق، تحقیق علی محمد بجاوی، دار الکتب العربیتہ، عیسی البابی حلبی و شرکاءہ، ط۱، ۱۳۸۲ق/ ۱۹۶۳ء۔

۱۶۳) موسوعۃ الشریف المرتضی، ذکری الفیتہ السید علی بن الحسین بن موسی الشریف المرتضی، موسسۃ التاریخ العربی، بیروت، ۱۴۳۳ق/۲۰۱۲ء۔

۱۶۴) نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ، ابو محمد عبداللہ بن یوسف حنفی زیلعی جمال الدین م ۷۶۲ق، داراحیاء التراث العربی بیروت، ط۳، ۱۴۰۷ق/ ۱۹۷۸ء۔

۱۶۵) النہایۃ فی مجرد الفقہ و الفتاوی، ابو جعفر محمد بن حسن طوسی م۴۶۰ق، انتشارات قدسی محمد، قم۔

۱۶۶) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، محمد بن علی بن محمد شوکانی، ۱۲۵۵ق، دارالفکر بیروت، ط۲، ۱۴۰۳ق/۱۹۸۳ء۔

۱۶۷) الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی، برہان الدین ابو علی بن ابو بکر بن عبدالجلیل رشدانی مرغینانی، م ۵۹۳ق، شرکت مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی حلبی و اولادہ، مصر۔

۱۶۸) ہدیۃ العارفین اسماعیل باشا بغدادی، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۰ق/ ۱۹۹۰ء۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

۱۶۹) الوسیلۃ لابن حمزہ ، ابو جعفر محمد بن علی طوسی معروف: ابن حمزہ، قرن ۶، تحقیق محمد حسون، اشراف: محمود مرعشی، مطبعہ خیام، قم، منشورات مکتبہ مرعشی نجفی۔

۱۷۰) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، م ۶۸۱ق، تحقیق احسان عباس، منشورات رضی، قم، ط ۲، ۱۳۶۸ش۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیت علیہم السلام

مکتب اہل بیت کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت اور فرامین کی روشنی میں تمام علوم اسلامی جیسے ؛

علوم قرآن، علوم حدیث ، فقہ، تاریخ، اخلاق وغیرہ میں بیش بہا علمی خدمات پیش کی ہیں جن کی تفصیل شیعہ امامیہ کی کتب رجال وتراجم میں موجود ہے (فہرست نجاشی وطوسی، الذریعۃ بزرگ تہرانی، اعیان الشیعۃ محسن امین عاملی)؛

بلکہ تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلامیہ میں سید صدر نے شیعہ امامیہ کا ان علوم میں پیش قدم ہونا بھی بیان کیا ہے۔اس امتیاز کے باوجود، اردو زبان میں شیعہ امامیہ علماء کی علمی میراث زیادہ متعارف نہیں ہے بلکہ یہ سرمایہ عربی اور فارسی زبان میں موجود ہے، اشاعت میراث علمی مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اس ضرورت کے پیش نظر فقہ وحدیث، رجال و تفسیر اور دوسرے موضوعات میں علمی میراث کو پیش کرنے کیلئے اقدام کیا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com